# یومِ ولادتِ مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم

سید محمد سلطان شاہ
ایم۔اے (علومِ اسلامیہ، اردو)

وطن پبلشرز ○ لاہور

(جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب : یوم ولادت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف : سید محمد سلطان شاہ (ایم۔اے)

اشاعت اول : ربیع الاول ۱۴۱۰ھ / اکتوبر ۱۹۸۹ء

قیمت : پینتیس روپے صرف

ناشر : وطن پبلشرز۔ لاہور

کتابت محمد افضل مخدوم

پروف ریڈنگ سید محمد مردان شاہ



## ملنے کے پتے

- ضیاء القرآن پبلیکیشنز، داتا گنج بخش روڈ۔ لاہور ۲
- ۹۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

•••••••

# انتساب

میں انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ یہ مقالہ اپنے آقا و مولا، حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین، خاتم الانبیاء، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی بارگاہِ اقدس میں پیش کرتے ہوئے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی سے معنون کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد سعدان شاہ

# قارئین سے التماس

قارئین سے التماس ہے کہ میرے والدِ محترم مرحوم پیر سیّد حافظ احمد شاہ چشتی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی بلندیٔ درجات کے لئے دُعا فرمائیں جن کی دعاؤں سے یہ خاکسار اس قابل ہوا۔

# فہرست


| | |
|---|---|
| پیش لفظ ۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری | ۸ |
| تقریظ ۔ راجا رشید محمود | ۱۰ |
| عرض ناشر ۔ گل محمد فیضی | ۷ |
| حرفِ اوّل | ۱۲ |
| ظہور قدسی | ۱۴ |
| ولادت باسعادت کا دن | ۱۵ |
| ولادت کا سال | ۱۷ |
| ماہِ ولادت رسول خدا ﷺ | ۱۹ |
| تاریخ ولادت مصطفےٰ ﷺ | ۲۱ |
| دوم ربیع الاول | ۲۳ |
| پنجم ربیع الاول | ۲۴ |
| ہشتم ربیع الاول | " |
| نہم ربیع الاول | |
| دہم ربیع الاول | ۲۵ |
| دوازدہم ربیع الاول | ۲۶ |
| حضرت جابرؓ اور ابن عباسؓ کا قول | ۲۷ |
| محمد بن اسحاقؒ کا قول | ۲۸ |
| ابن ہشام کا قول | ۲۹ |
| ابن کثیرؒ کا قول | ۳۰ |
| علامہ ابن جوزی کا قول | " |
| مصری سیرت نگاروں کے نزدیک تاریخ ولادت | ۳۶ |
| انڈونیشیا کے سکالر کی رائے | ۴۷ |

برصغیر کے علماء کے نزدیک صحیح تاریخ ولادت ۴۸
اعلیٰحضرت احمد رضا خان اور تاریخ ولادت کا مسئلہ ۴۰
انگریزی کتب سیرت اور تاریخ ولادت ۵۷
غیر مسلم سیرت نگاروں کے نزدیک پیغمبر اسلامؐ کی تاریخ ولادت ۶۰
عید میلاد النبیؐ بارہ ربیع الاوّل کو منائی جاتی ہے ۶۱
مکہ معظمہ میں عید میلاد النبیؐ ۶۲
شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ ۶۳
شیخ قطب الدین الحنفی 〃
جمال الدین محمد بن جار اللہ بن ظہیرہ ۶۴
مکہ معظمہ کی تقریب میلاد 〃
شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا مشاہدہ ۶۵
مدینہ طیبہ میں عید میلاد النبیؐ ۶۷
مصر میں میلاد النبی 〃
آنحضرتؐ کی ولادت اور اہل تشیع کا عقیدہ ۶۸
محمود پاشا فلکی کون تھا؟ ۷۰
ہجرت سے قبل کے تقویمی حسابات ناممکن ہیں ۷۱
بات کس کی مانیں؟ ۷۲
ولادت کا موسم ۷۵
حاصل بحث ۷۸
ہندو جوتشی کا چیلنج اور اس کا جواب ۹۹
زائچہ اقدس ۱۰۲
بارہ ربیع الاوّل اور شعرائے کرام ۱۱۹
ہزار عید سے بھاری ہے بارھویں تاریخ ۱۲۱
پیارے نبی صلّ علیٰ پیدا ہوئے ۱۲۳
میلاد کی شرعی حیثیت ۱۲۴

# عرضِ ناشر

وہ ساعت کس قدر سعید اور مبارک تھی جس میں ساری کائنات کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے، سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے کچے کو ٹھے میں دعائے خلیل اور نوید مسیحا اپنے حسین ترین اور اکمل ترین پیکر میں موجود تھی۔ قدسیوں کا جھرمٹ ان کے حضور درود و سلام کے گجرے پیش کر رہا تھا مقدس و مطہر خواتین خدمت کیلئے حاضر تھیں۔ ۱۲ ربیع الاول کا دن اور وہ ساعت صبح صادق کی ساعت ہمایوں تھی جنہیں آج تک سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے سعادتِ ابدی حاصل ہو گئی۔ امتِ مسلمہ چودہ سو سال سے اس روزِ سعید کو آپ کا یوم ولادت بڑے جوش و خروش سے منا کر "شوکتِ اسلام" کا مظاہرہ اور اعلان کرتی ہے۔

آپ کے یوم پیدائش کے بارے میں کبھی بھی کوئی اختلاف یا ابہام سامنے نہیں آیا۔ بدقسمتی سے برصغیر میں پہلی بار سیرت النبی کے مؤلف علامہ شبلی نعمانی نے محمود پاشا فلکی کے حوالے سے ۱۲ ربیع الاول کی بجائے ۹ ربیع الاول کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت ثابت کرنے کی کوشش کی۔ چونکہ بعض حلقوں میں علامہ شبلی نعمانی کی تحقیقات کو آنکھیں بند کر کے قبول کرنے کا رجحان موجود ہے اس لیے جشن میلاد مصطفےٰ سے اختلاف رکھنے والوں نے علامہ شبلی کی اس نئی تحقیق کو فوراً قبول کر لیا۔ بلکہ جشن میلاد کے خلاف اپنے دلائل میں اسے بطورِ دلیل نمایاں طور پر پیش کرنا شروع کر دیا۔ اس لیے ضرورت اس امر کی تھی کہ کوئی صاحبِ ہمت تحقیق و جستجو کے بحرِ عمیق میں غوطہ زنی کر کے علامہ شبلی کے دلائل کا جائزہ لے اور حقائق کو منظرِ عام پر لے آئے۔

نوجوان محقق سید محمد سلطان شاہ لائقِ تبریک ہیں کہ انہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا۔ اور بڑی بات یہ ہے کہ اس کا حق ادا کر دیا ہے۔

ضیاء پبلشرز اس پر بجا طور پر فخر کر سکتا ہے کہ وہ اپنے اشاعتی سلسلہ کا آغاز اس مبارک کتاب کی اشاعت سے کر رہا ہے۔ آپ ہماری اس کاوش کو کیسا پایا؟ اپنی رائے ضرور دیجئے گا تاکہ اس سفر میں آپ کا پرخلوص تعاون ہمارے شاملِ حال رہے۔

مخلص

محمد شفیع ... ضیائے حرم ...

# پیش لفظ

## محقّقِ عصر، حکیمِ اہلسنّت محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اَفْضَالِہٖ ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ

یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ مسلمانانِ عالم شروع ہی سے متفقہ طور پر یومِ ولادتِ مصطفیٰ علیہ التحیّۃ والثناء ۱۲ ربیع الاوّل کو مناتے چلے آرہے ہیں اور آج بھی یہ مبارک دن دنیا کے تمام ممالک میں ۱۲ ربیع الاوّل ہی کو نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ مدینہ منوّرہ میں بھی اسی تاریخ کو حجازی مسلمانوں کا ایک عظیم الشان اجتماع ہر سال انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ ایامِ حج کے اجتماع کے بعد اسے سب سے بڑا اور شاندار اجتماع کہا جاسکتا ہے۔

اہالیانِ مدینہ طیبہ اپنے اپنے گھروں میں بھی اسی تاریخ کو میلاد شریف کی محافل منعقد کرتے ہیں، لیکن اس کی زیادہ تشہیر نہیں کی جاتی۔ دنیا میں کوئی ایسا ملک یا علاقہ نہیں، جہاں ۱۲ ربیع الاوّل کے علاوہ کسی اور تاریخ کو یومِ ولادت منایا جاتا ہو۔ بعض مؤرخین نے ۱۲ ربیع الاوّل کے علاوہ جو تاریخیں لکھی ہیں یہ اُن کے سہو یا کمزور روایات پر انحصار کے نتیجے میں اُن سے لغزش سرزد ہوئی ہے۔ اور اسلامی لٹریچر میں ایسی "باتیں یا روایتیں" بیشمار ملتی ہیں۔ لیکن جو لوگ "میلاد النبی" منانے کے مخالف ہیں، انہوں نے مؤرخین کے اس سہو یا تسامح سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے یہ اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل صحیح تاریخِ ولادت نہیں ہے اور موجودہ دور کے بعض سیرت نگاروں نے محمود پاشا فلکی کی علم نجوم اور ریاضی کے ذریعے دریافت کی ہوئی تاریخ ۹ ربیع الاوّل کو صحیح قرار دیا ہے۔ حالانکہ سیرت کی اوّلیں کتب میں یہ تاریخ نہیں ملتی اور کسی صحابی یا تابعی کا کوئی قول ۹ ربیع الاوّل کے باب میں ملتا ہے۔

درحقیقت مخالفین کو اس مقدس تقریب کا اہتمام ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ اس لئے وہ عوام الناس کے دلوں میں یوم ولادت سے متعلق شک وشبہ پیدا کرکے انہیں میلاد منانے سے روک دینا چاہتے ہیں۔ ان کی یہ جسارت مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ اور ان کی یہ مذموم سعی مسلمانوں میں اختلاف و انتشار کا ایک نیا باب وا کرنے کے مترادف ہے۔

الحمدللہ کہ محبی سید محمد سلطان شاہ ایم اے زیدعلمہٗ پیشِ نظر کی تحقیقی کاوش نے اُن لوگوں کی بدنیتی یا غلط فہمی پر مجموال کوششوں کا مکمل طور پر سدِباب کر دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ موصوف کو جزائے خیر سے نوازے اور انہیں میدانِ تحقیق میں بیش از بیش کامیابیوں اور کامرانیوں سے سرفراز فرمائے۔

آمین ثم آمین بحرمتِ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خاکِ راہِ دردمنداں
محمد موسیٰ عفی عنہ

۲ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ
۲ اکتوبر ۱۹۸۹ء

# تقریظ

راجا رشید محمود ۔ ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" لاہور

تلاشِ حق مطمحِ نظر ہو تو تفکّر و تدبّر فکر و دانش کے کینوس پہ امتیازی خطوط کھینچ دیتا ہے۔ ایسا ہو تو زبان و قلم سے افکار و نتائج کی گہرائی و گیرائی ظاہر ہوتی ہے اور بحرِ تحقیق میں شناوری کے ذریعے جویائے حق عمیق گہرائیوں سے علم کے ایسے لولوئے لالا نکال لاتا ہے جن کی چکا چوند سے لوگوں کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔

جستجوئے حق میں سیّد محمد سلطان شاہ نے اخلاصِ نیّت اور اخلاصِ عمل کا سہارا لیا ہے۔ آج جبکہ جلبِ منفعت کے باعث فضائے علم پہ گہرا تکدّر ہے، وہ علم اور عمل کے پلڑے کو برابر رکھتے ہیں۔ ان کا قلم آشوبِ وقت سے محفوظ دکھائی دیتا ہے۔



دلوں کے کوہساروں سے محبت و عقیدت کے سوتے اُس وقت پھوٹتے ہیں جب وہ موم کی طرح نرم ہو جائیں۔ اور مجھے علم ہے کہ سیّد محمد سلطان شاہ کا دل آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے، موم سے زیادہ نرم ہے۔ میرے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء کا یہ نواسہ اپنے نانا جان ؐ کے ذکر پر، بھیگ جاتا ہے۔

حضور سرورِ کائنات علیہ السّلام والصّلوٰۃ کے یومِ ولادت کی تحقیق میں میرے محترم رفیق نے جو کاوش کی ہے، اس میں تفحّص کی چمک، محبّت کی دمک اور عقیدت کی رُوح پرور روشنی کے ساتھ ساتھ دقّتِ نظر کا گہرا عمق ہے۔ رُوح کی گہرائیوں تک اُتری ہوئی عقیدت کی روشنیاں ہی نخلِ ادب کو قوّتِ نمو بخشتی ہیں۔ یہ فصل سحابِ اخلاص سے سیراب ہوتی ہے۔ ریاضت اور تفکّر کی تمازت اسے پروان چڑھاتی ہے۔ اور جذبوں کا سورج اس فصل کو تیار کرتا ہے۔

سیّد محمد سلطان شاہ کی یہ کتاب عقیدت، اخلاص، ریاضت، تفکر اور جذبوں کے حسین امتزاج کے جلو میں تحقیق و تدقیق اور ژرف نگاہی کے لشکر لے کر چلی ہے۔ اس سے صداقت کی تغلیط کرنے کی کوشش شکست سے دوچار ہو گی اور فتح حق کی ہو گی۔

مصنّف کی اس کاوش نے احقاقِ اور ابطالِ باطل کے جھنڈے گاڑ دئیے ہیں۔

اللہ کریم ان کے طفیل ہمیں بھی قیامت کے دن اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کا ر حبیب کرے۔ آمین:

راجا رشید محمود ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" لاہور

# حرفِ اوّل

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۰

اما بعد ۔ جس ہستی سے انسان کو محبت ہوتی ہے اُس کا ذکر کرکے دل کو سُرور ملتا ہے ۔ ذہن کو سکون میسّر آتا ہے ۔ اُس ہستی کا ذکر شعوری اور لاشعوری طور پر کرنے سے قلب کو طمانیت ملتی ہے ۔ اسی طرح ایک غلام اپنے مہربان اور مشفق آقا کے گیت گاتا ہے اور گاتا ہی رہتا ہے ۔ اور جس کا آقا اپنے غلام کی اَن گِنت کوتاہیوں کو دیکھ کر بھی نظرِ کرم سے محروم نہ کرے وہ اپنی ہستی کو اپنے آقا کے قدموں پر کیوں نہ نچھاور کرے ۔ وہ اپنے آقا کے حضور جبینِ نیاز کیوں نہ خم کرے ۔ اسی جذبے نے مجھ سے "یومِ ولادتِ مصطفٰے" لکھوائی ۔ یہ حضور سیّد المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ان گنت عنایات کا بدلہ تو نہیں ۔ بھلا بندہ اپنے مولا کا حق ادا کر سکتا ہے ؟ کیا محب اپنے محبوب کے دیدار کی قیمت ادا کر سکتا ہے ۔ ہرگز نہیں ۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو خدا کے محبوب ہیں ۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے عشق کی دولت دنیا و مافیہا کی کل نعمتوں سے بہتر ہے ۔ اُنؐ کے در کی گدائی جہاں کے بادشاہی سے افضل ہے ۔ اُن کا شہر کرۂ ارض کے تمام شہروں سے اعلیٰ ہے ۔ کیونکہ عشاق کی محبت کا مرجع ہے ۔ اللہ تعالیٰ اِس سیاہ کار کو اُس دَر کی حاضری سے مشرّف فرمائے آمین :

مجھے اپنی کم علمی کا شدید احساس ہے ۔ یہ تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کرم ہے ۔ ورنہ مجھ جیسا ہیچمیرز و ہیچمدان شخص یہ کام نہ کر سکتا ۔ میں نے محدود وسائل کے باوجود بڑی کوشش کی کہ اس موضوع پر صحابہ کرامؓ ، تابعینؒ ، مفسّرین ، محدّثین اور مورخین کے تمام اقوال کو یکجا کر سکوں ۔ شاید کسی قاری کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ اس موضوع پر کتاب لکھنے کی کیا ضرورت تھی ۔ اُن سے عرض ہے کہ اگر ہمیں حضور سیّد لولاک صلی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت باسعادت کی صحیح تاریخ ہی معلوم نہ ہو تو پھر ہمارا یہ دعویٰ غلط ہو جاتا ہے کہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی زندگی کا ہر گوشہ محفوظ ہے ۔

میں اُن تمام احباب کا تہِ دل سے احسان مند ہوں جنہوں نے اس کتاب کے مرتب کرنے میں میری اعانت فرمائی ۔ خاص طور پر برادرِ ذی احتشام راجا رشید محمود صاحب ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" کا جنہوں نے مجھے لکھنے کی طرف راغب کیا ۔ اپنے ذخیرۂ کتب سے استفادہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور مجھے اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید فرماتے رہے ۔ میں محققِ عصر ،

حکیم اہلِ سُنّت محمد موسیٰ امرتسری کا ازحد ممنون ہوں جنہوں نے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور اس کتاب کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ جناب محمد محبوب الٰہی صاحب انجینیر نے چند نایاب رسائل مہیا کئے۔ اُن کا بھی ازحد ممنون ہوں۔ جناب محمد عالم مختار حق نے اپنے ذخیرۂ کتب سے استفادہ کرنے کا موقع دیا اُن کا بھی شکر گزار ہوں۔ برادر مکرم حاجی سید محمد شاہ صاحب مجھے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور اس پُر تقصیر کی کوشش کو قبول فرمائے۔

آمین :

سگِ دربارِ مصطفےٰ

محمد سلطان شاہ عفی عنہ

۲۶ جنوری ۱۹۸۹ء بروز جمعۃ المبارک

# ظہورِ قدسی

عالمِ انسانیت کے فلک پر کُفر وظلمت کے بادل چھا چکے تھے۔ جہالت و گمراہی کا دَور دورہ تھا۔ مے خواری عام تھی۔ اہلِ عرب قمار بازی کے خُوگر بن چکے تھے۔ فحاشی و عریانی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ سے جنگ آزما تھا۔ ہر علاقہ دوسرے علاقے سے برسرِ پیکار تھا۔ بات بات پر تلواریں نیاموں سے باہر نکل آتیں۔ ایک بار جنگ کی آگ سُلگ پڑتی تو صدیوں تک اُس کے شعلے بھڑکتے رہتے تھے۔ غیرتِ انسانی مردہ ہو چکی تھی۔ کسی کی جان و مال اور عزّت و آبرو محفوظ نہ تھی۔ دختر کُشی کی بہیمانہ رسم جاری تھی۔ اشرف المخلوقات نے متاعِ ہوش یُوں لُٹا دی تھی کہ اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے سنگ و گِل کے بتوں کو اپنا معبود تسلیم کر چکا تھا۔ مسجودِ ملائکہ ساجدِ اصنام بن چکا تھا۔ بُت پرستی کا یہ عالم تھا کہ ہر گھر بُت خانہ تھا، یہاں تک کہ خانہ کعبہ جو سرچشمۂ توحید اور منبعِ ہدایت تھا، اب شرک کا محور بن چکا تھا —— آخر عرب کے اُجڑے چمن میں بہار آئی۔ ابراہیمی گلشن میں شجرِ قریش کی شاخِ ہاشمی پہ ایک ایسا پھول کھلا جس کی خوشبو سے دُنیا کا ہر گوشہ مُعطّر ہو گیا۔ مکّہ میں ایسا آفتابِ رسالت طلوع ہوا جس کے نور سے سارا عالم جگمگا اٹھا۔ وہ نجمِ ہدایت درخشاں ہوا جسے دیکھ کر دشتِ ضلالت میں گم گشتہ کائنات کو راہِ منزل کا سُراغ مل گیا۔ اور وہ ماہِ نبوّت ضَوفشاں ہوا جس کی چاندنی نے بنی نوعِ انسان کی آنکھوں سے دلوں تک کو ٹھنڈک اور راحت بخشی۔ حضرت عبد اللہؓ کے گھر سیّدہ آمنہؓ کے بطنِ اطہر سے ۱۲ ربیع الاوّل کو اُس ہستی کی ولادت باسعادت ہوئی جو خلاصۂ کائنات اور دیباچۂ کائنات ہے۔ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) پھر کیا ہوا۔ کفر و ضلالت کی گھنگھور گھٹائیں چھٹ گئیں۔ ابرِ کرم خُوب برسا۔ خشک اور بے آب و گیاہ زمین سرسبز و شاداب ہو گئی۔ سُوکھے درختوں کی پژمردہ شاخیں ہری ہو گئیں اور ساکنانِ بطحا جو اس سے پہلے خشک سالی کی وجہ سے بدحال تھے، اس سال کی برکت سے خوشحال ہو گئے۔ دھرتی اپنے مقدّر پہ ناز کرنے لگی کہ مجھ پہ سائرِ عرش تشریف لائے۔ آسمان نے حسرت بھری نگاہوں سے زمین کی طرف دیکھا اور اُس کے نصیب پر رشک کرتے

دگا کہ محبوب خالق و مالک نے وہاں نزول اجلال فرمایا۔ سرکار کی آمد سے غلامی کی زنجیریں ٹوٹ گئیں۔ رنگ و نسل کے بت منہ کے بل گر کر پاش پاش ہو گئے۔ شہنشاہِ فارس کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے، آتشکدہ فارس سرد ہو گیا۔ اور بحیرۂ طبریہ یکایک خشک ہو گیا۔ شیاطین کے تخت الٹ گئے۔ بامِ کعبہ پر سبز پرچم نصب ہوا۔ سارا عالم نور سے معمور ہوا۔ ہر عالم کی ہر مخلوق درود و سلام کے ترانے گانے لگی۔ آمدنِ کے نعرے اور مدحت کے ترانے بلند ہوئے قدسیانِ عرش کی زبان پر نغمۂ تقدیس جاری ہو گیا کہ آج والیٔ کون و مکاں تشریف لائے ہیں۔

جس یوم سعید کو ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء اس دنیا میں تشریف لائے، اس مبارک دن کے بارے میں مورخین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ اختلاف دن کا ہی نہیں بلکہ مہینے اور سال کا بھی ہے۔

## وِلادت باسعادت کا دِن

اس بات پر تمام مؤرخین متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت دوشنبہ (پیر) کے دن ہوئی۔ اور اس کا ثبوت احادیث مبارکہ سے بھی ملتا ہے۔ حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

انه سئل عن صيام يوم الاثنين فقال ذلك يوم ولدت فيه وانزلت علىّ فيه النبوة ؎

"حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ آپ پیر کے دن روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ میں اسی دن پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی کی ابتدا ہوئی۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ تمہارے نبیؐ دوشنبہ کو پیدا ہوئے، دوشنبہ ہی کو ان کی بعثت ہوئی۔ اسی دن ہجرت کی اور دوشنبہ ہی کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔" ؎

حضرت عبداللہ بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورؐ کی ولادت باسعادت

یوم دوشنبہ کی صبح صادق کے طلوع کے وقت ہوئی۔[3]

روضۃ الاحباب میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت بھی موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پیر کے دن ہوئی اور وحی کا نزول بھی سوموار کے دن شروع ہوا اور حجر اسود کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موجودہ جگہ پر ہفتے کے اسی دن رکھا۔ مکہ معظمہ سے ہجرت بھی پیر کے دن ہوئی، مدینہ منورہ میں بھی پیر کے دن داخل ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال بھی پیر کے دن ہوا۔[4]

مسلم شریف کے مطابق ابولہب کے عذاب میں اُس دن تخفیف کر دی جاتی ہے۔ جس دن اُس نے اپنے بھتیجے حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی ولادت کی خوشی میں اپنی کنیز ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔[5] اس واقعہ کو عظیم محدث حافظ ابن حجر عسقلانی" امام سہیلی" کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ان العباس قال لما مات ابولهب رايتهٗ فی منامی بعد حول فی شر حال فقال مالقيت بعدكم راحة الا ان العذاب يخفف عنی كل يوم اثنين [6]

"حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ابولہب مرگیا تو میں نے اُس کو ایک سال کے بعد خواب میں بُرے حال میں دیکھا اور یہ کہتے ہوئے پایا کہ تمہاری جدائی کے بعد آرام نصیب نہیں ہوا بلکہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں لیکن پیر کا دن آتا ہے تو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔"

حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان النبی صلی الله عليه وسلم ولد يوم الاثنين وكانت ثويبة بشرت ابا لهب فاعتقها۔[7]

"یعنی عذاب میں تخفیف کی وجہ یہ تھی کہ اس نے پیر کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر

دیا تھا۔ لہذا جب پیر کا دن آتا تو اللہ تعالیٰ اس اظہارِ خوشی کے صلے میں عذاب میں تخفیف فرما دیتے۔"

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پیر کے دن ہوئی۔ اور اس پر تمام مؤرخین اور محدثین کا اتفاق ہے۔ مؤرخ یعقوبی نے جعفر بن محمد کی سند پر دوشنبہ کی بجائے جمعہ کو یومِ ولادت قرار دیا ہے۔ ؁ جو کہ بالکل غلط ہے۔ اسی طرح سید نبی الدین اولیائی نے لکھا ہے:

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در روزِ جمعہ ہنگامِ طلوعِ آفتاب متولد گردید۔" ؁

یہی بات شیخ عباس قمی نے بھی نقل کی ہے۔ ؁ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے برعکس ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا فرمان خدا تعالیٰ کا فرمان ہے کیونکہ:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ؁

"اور وہ (پیغمبر) اپنی مرضی سے نہیں بولتا وہ تو صرف وحی ہوتی ہے جو کی جاتی ہے۔"

جب کسی ثقہ راوی کی حدیث موجود ہو تو پھر تاریخ کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ دوشنبہ کے یومِ ولادت ہونے کے بارے میں حضرت ابوقتادہؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احادیث مروی ہیں۔ ان کے برعکس مؤرخ یعقوبی کا جمعہ کو یومِ ولادت قرار دینا قطعاً غلط ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے:

"وھذا ما خلاف فیہ انہ ولد صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین" ؁

"اس پر کلی اتفاق ہے کہ آپ پیر کے دن پیدا ہوئے۔"

## ولادت کا سال

سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سالِ ولادت میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ محمد حسین ہیکل رقمطراز ہیں: "بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ کی ولادت واقعہ فیل کے چند سال (تیس سے ستر) بعد وقوع میں آئی۔" ؁ لیکن یہ بات بالکل غلط ہے۔ تاریخ

کی کسی مستند کتاب میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔

مطلب بن عبد اللہ بن قیس نے اپنے والد اور دادا قیس بن مخرمہ سے روایت کی۔ قیس نے کہا:

ولدت أنا ورسول الله صلى الله عليه وسلم عام الفيل
فنحن لدان [14]

"میری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت عام الفیل میں ہوئی۔ ہم دونوں ہم عمر ہیں"۔ [15]

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

وُلِدْتُ عامَ الفيل [16] "کہ میری ولادت عام الفیل میں ہوئی"۔

مفسرین کرام نے سورۂ فیل کی تفسیر میں یہ بات نقل کی ہے۔ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ [17]، احمد مصطفےٰ المراغیؒ [18]، مفتی محمد شفیع [19]، مولانا عبد الماجد دریا آبادی [20]، بیروت کے عبد اللہ یوسف علی [21]، جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری [22]، نے اپنی اپنی تفاسیر میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اُسی سال ہوئی جس سال واقعۂ فیل پیش آیا تھا۔

تمام مورخین بھی اس بات پر متفق ہیں کہ آپؐ کی ولادت عام الفیل میں ہوئی۔ چنانچہ ابن اسحاقؒ [23] ابن ہشام [24]، ابن کثیرؒ [25] عبد الرحمٰن جلال الدین سیوطیؒ [26] ابن جوزیؒ [27] احمد بن حجرؒ [28] علامہ یوسف بن اسمٰعیلؒ نبہانیؒ [29] علامہ مفتی عنایت احمد کاکورویؒ [30] مولانا شبلی نعمانیؒ [31] مسعودیؒ [32] علامہ حافظ ابن قیمؒ [33] قاضی سلیمان منصور پوری [34]، سید محمد الحسنی [35] شیخ عباس قمی [36] مولانا اشرف علی تھانویؒ [37] قاضی نواب علی [38] وغیرہم نے عام الفیل کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادت کا سال قرار دیا ہے۔ عبد الرحمٰن چشتی متوفی ۱۰۹۴ھ نے لکھا ہے:

"اہل سیر کی اکثریت اس پر متفق ہے کہ ولادتِ پاک سالِ فیل میں ہوئی"۔ [39]

جلیل القدر محدث ومفسر اور مورخ حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے:

"وكان مولده عليه الصلوٰة والسلام عام الفيل وهذا هو المشهور عن الجمهور قال ابراهيم بن منذر الخزامى وهو الذى لا يشك فيه احد علمائنا انه عليه الصلوٰة والسلام ولد عام الفيل" [12]

"جمہور کے نزدیک یہی قول مشہور ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت عام الفیل میں ہوئی۔ اور ابراہیم بن منذر کہتے ہیں کہ اس بات میں کسی عالم کو بھی شک و شبہ نہیں کہ نبی علیہ السلام عام الفیل میں پیدا ہوئے۔"

## ماہ ولادت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

سال کے بعد مہینے میں بھی اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ محمد حسین ہیکل نے لکھا ہے:

واختلف المؤرخون كذلك فى الشهر الذى ولد فيه وان كانت كثرتهم على انه ولد فى شهر ربيع الاول۔ وقيل ولد فى المحرم۔ وقيل ولد فى صفر وبعضهم يرجع رجب۔ على حسين يرجع آخرون شهر رمضان [13]

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ مورخین کے اس اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "رجب، صفر، ربیع الاول، محرم، رمضان سب کچھ کہا گیا۔ اور صحیح و مشہور و قولِ جمہور 'ربیع الاول' ہے۔" [14]

علماء نے محرم، رجب اور رمضان کی نفی کی ہے۔ مواہب میں ہے:

لم يكن فى المحرم ولا فى رجب ولا فى رمضان [15]

"ولادت نہ محرم میں ہوئی نہ رجب میں اور نہ ہی رمضان میں۔"

قدیم اور جدید مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ربیع الاوّل میں ہوئی۔ ابن اسحاق [16] ابن ہشام [17] شارحِ بخاری امام قسطلانی [18]

شیخ قطب الدین الحنفی؎ ، الحافظ ابو ذرعہ العراقی؎ ، حماد الدین محمد بن جار اللہ؎ ، شیخ عبد الحق محدث دہلوی؎ ، امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی؎ ، محمد ابو زہرہ؎ ، ابن کثیر؎ ، ابن سعد؎ ، ابن جوزی؎ ، ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی؎ ، محمد صدیق حسن بھوپالی؎ ، شیخ محمد رضا مصری؎ ، سید سلیمان ندوی؎ ، مولانا شبلی نعمانی؎ ، قاضی سلیمان منصور پوری؎ ، سید ابو الاعلیٰ مودودی؎ اور علامہ نور بخش توکلی؎ سبھی اس پر متفق ہیں کہ آپؐ کی ولادت باسعادت ربیع الاوّل کے مہینے میں ہوئی ۔ اس کی تائید حضرت سعید بن المسیبؓ کی روایت سے ہوتی ہے ۔ جس میں آپؐ کی اس جہانِ رنگ و بُو میں تشریف آوری کا مہینہ ربیع الاوّل قرار دیا گیا ہے؎

مدارج النبوّت میں ہے ۔ " مشہور آنست کہ در ربیع الاوّل بُود؎ " مشہور ہے کہ ربیع الاوّل میں ولادت ہوئی ۔ شرح الہمزیہ میں ہے " اَلْاَصَحُّ فِی شَهْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ ۔ صحیح ترین یہ ہے کہ ربیع الاوّل میں ہوئی " ؎

مواہب میں ہے " وَهُوَ قَوْلُ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ " ؎ " یہی جمہور علماء کا قول ہے " ۔

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں :

" وھذا مالا خلاف فیہ انہ ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین ثم الجمہور علی ان ذلک کان فی شھر ربیع الاول " ؎

" اس پر ذرا اختلاف نہیں کہ حضور دو شنبہ کے دن پیدا ہوئے پھر جمہور کا یہ بھی فیصلہ ہے کہ ربیع الاوّل کا مہینہ تھا ۔ "

صاحبِ شرح زرقانی تحریر فرماتے ہیں :

قَالَ ابْنُ کَثِیْرٍ هُوَ الْمَشْهُوْرُ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ وَعَلَیْهِ الْعَمَلُ ؎

" ابنِ کثیر نے کہا ہے کہ جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے ۔ "

نسیم الریاض میں ملتقط سے ہے :

اِتَّفَقُوْا عَلٰی اَنَّهٗ وُلِدَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ فِیْ شَهْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ ؎

"ماہ ربیع الاوّل میں پیر کے دن ولادت پر اتفاق ہے۔"
یہی صفوہ میں ہے جسے علامہ زرقانی اور ابن الجزار نے نقل کیا ہے۔
پس یہ بات واضح ہوگئی کہ محسن کائنات آقا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت ربیع الاوّل شریف میں دوشنبہ (پیر) کے دن ہوئی۔

## تاریخ ولادت مصطفےٰ

سرتاج انبیاء حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ربیع الاوّل کی کس تاریخ اس دنیا میں جلوہ نما ہوئے۔ اس میں شدید اختلاف ہے۔ مؤرخین نے واقعۂ فیل در سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے درمیان دنوں کی تعداد مختلف بتائی ہے۔ مولانا محمد صادق سیالکوٹی نے لکھا ہے کہ واقعۂ فیل تولد پاک سے پچاس سال قبل پیش آیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم واقعہ فیل کے تیس سال بعد پیدا ہوئے۔ یہ جمہور مؤرخین کے خلاف ہے کیونکہ مؤرخین متفق ہیں کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل میں ہوئی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ واقعۂ فیل کے دن ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ منہاج الدین عثمان نے اس واقعہ کے دو ماہ بعد ولادت ہونے کا ذکر کیا ہے۔ مفکر ملت تسنیم ہمشیرہ مولانا سید ابوالحسن ندوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور واقعہ فیل کے درمیان پچپن دن لکھے ہیں۔ لیکن مؤرخین کی اکثریت نے واقعۂ فیل کے پچپن دن بعد سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دنیا میں آمد کا ذکر کیا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت میں لکھا ہے:

"بدانکہ جمہور اہل سیر و تواریخ بر آنند کہ تولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در عام الفیل بود بعد از چہل روز یا پنجاہ و پنج روز و ایں قول اصح اقوال است۔"

"جاننا چاہئے کہ جمہور اہل سیر و تواریخ متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم عام الفیل میں حملہء اصحاب فیل سے چالیس دنوں سے لیکر پچپن دنوں کے بعد پیدا ہوئے۔" اور یہی صحیح ترین قول ہے۔"

علامہ سہیلی[۵۴]، حافظ ابن کثیر[۵۵]، مسعودی[۵۶] کے مطابق "واقعہء فیل کے پچاس دن بعد ولادت ہوئی۔" سید امیر علی کے مطابق "پچاس سے کچھ زیادہ دن گزرے تھے"[۵۷]

محمد بن علی سے یہ منقول ہے کہ اس واقعے کے پچپن دن بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔[۵۸]

علامہ دمیاطی نے اسی قول کو اختیار کیا۔ طبقات ابن سعد میں ہے۔

فبین الفیل و بین مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس وخمسون لیلۃ[۵۹]

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور واقعہء فیل کے درمیان پچپن راتیں گذری تھیں۔"

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر "فتح العزیز" میں لکھا ہے کہ "ولادت اس قصے کے پچپن روز بعد ہوئی۔"[۶۰] ابو محمد عبدالحق الحقانی الدہلوی نے بھی لکھا ہے۔"جس سال یہ واقعہ گذرا ہے، اسی سال میں ایک مہینہ پچیس روز (۵۵ = ۲۵ + ۳۰) بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔"[۶۱] محدث جلیل سید جمال حسینی[۶۲] مصنف "روضۃ الاحباب"، سرسید احمد خاں[۶۳] الحاج عبدالمصطفےٰ اعظمی[۶۴] پروفیسر سید شجاعت علی قادری[۶۵] میاں محمد سعید[۶۶] علامہ سید محمود احمد رضوی[۶۷] عبدالعزیز نقشبندی[۶۸] کے نزدیک محبوبِ خدا کی ولادت واقعہء فیل کے پچپن یوم بعد ہوئی۔

تمام معتبر روایات کے مطابق ابرہہ کا لشکر محرم میں آیا تھا۔[۶۹] بعض روایات کے مطابق یہ واقعہ نصف محرم میں پیش آیا تھا۔[۷۰] مفتی احمد یار خاں نعیمی نے تفسیر "نور العرفان"[۷۱] میں اور جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری نے "ضیاء القرآن"[۷۲] میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ سترہ محرم کو ہوا۔ علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی لکھتے ہیں " ابرہہ کی آمد و ہلاکت جب تیرہ دن محرم کے بنا یا تھے ہوئی۔"[۷۳]

پس یہ بات واضح ہوگئی کہ واقعہء فیل، المحرم کو ہوا۔ اب اگر محرم اور صفر دونوں ماہ

58697

تیس دن کے مان لئے جائیں تو سترہ محرم کے پچپن دن بعد ۱۲ ربیع الاوّل آتا ہے۔

علامہ قسطلانی نے ۲ ربیع الاوّل سے لے کر ۱۸ ربیع الاوّل تک کوئی گیارہ تاریخوں کا ذکر کیا ہے۔ صحیح تاریخ ۸ ربیع الاوّل اور ۱۲ ربیع الاوّل کے درمیان بتائی ہے[۹۸] اعلیحضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے متعلق سات قول ہیں۔ دو، آٹھ، دس، بارہ، سترہ، اٹھارہ اور بائیس[۹۹] لیکن جدید دور کے سیرت نگاروں نے ان تاریخوں کے علاوہ نو ربیع الاوّل کو یوم ولادت قرار دیا ہے حالانکہ قدیم مؤرخین اور محدثین میں سے چند ایک کے علاوہ کسی نے بھی ۹ تاریخ کا ذکر نہیں کیا۔ اب ہم ان تاریخوں کے متعلق باری باری بحث کرتے ہیں تاکہ صحیح تاریخ واضح ہو سکے

## (۲) دوم ربیع الاوّل

محمد بن عمرؒ کہتے ہیں کہ ابومعشر نجیح المدنی کہا کرتے تھے: ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین لیلتین خلتا من شہر ربیع الاول۔ ماہ ربیع الاوّل کی دو شبیں گزری تھیں کہ دوشنبہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ یہ روایت محمد بن سعدؒ المتوفی ۲۳۰ھ نے طبقات میں نقل کی ہے[۱۰۰] حافظ مغلطائی نے دوسری تاریخ کو اختیار کر کے دوسرے اقوال کو مرجوع قرار دیا ہے[۱۰۱] علامہ جوزی نے لکھا ہے کہ ایک روایت کے مطابق ربیع الاوّل کی دو راتیں گزرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی[۱۰۲]

دو ربیع الاوّل کو اختیار کرنے والے مؤرخین کی بنیاد ابومعشر نجیح کی روایت ہے۔ جو مدینہ پاک میں رہتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ اس روایت کو سب سے پہلے محمد بن سعدؒ نے نقل کیا جو ۱۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۳۰ھ کو وفات پائی۔ حافظ مغلطائی نے اسی قول کو درست تسلیم کیا۔ حالانکہ اس راوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت مکہ مکرمہ میں نہیں تھا۔ اس نے یہ بات کسی سے سنی۔ اس کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ پس یہ قول صحیح نہیں۔ اس کے علاوہ مکہ اور مدینہ میں الگ الگ کیلنڈر رائج تھے

مدینہ والوں کا سال ۱۲ قمری مہینوں کا ہوتا تھا جبکہ اہل مکہ کبھی ۱۳ یا ۱۴ مہینوں کا سال بنا لیا کرتے تھے۔ اس کا ذکر آگے تفصیل سے آئے گا۔

## پنجم ربیع الاوّل

امیر الدین نے "سیرت طیبہ" میں لکھا ہے "مختار قول یہ ہے کہ ۵ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے" لیکن کسی اور مورخ نے یہ تاریخ نہیں رکھی۔

## ہشتم ربیع الاوّل

ابوالحسن علی بن حسین بن علی المسعودی المتوفی ۳۴۶ھ نے "التنبیہ والاشراف" میں آٹھ ربیع الاوّل کا دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دنیا میں تشریف لانے کا دن قرار دیا ہے۔ علامہ حافظ ابن قیم متوفی ۷۵۱ھ نے لکھا ہے کہ جمہور کا قول یہ ہے کہ آٹھ ربیع الاوّل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی اور علامہ راشد الخیری نے بھی آٹھویں ربیع الاوّل کو یوم میلاد قرار دیا تھا۔ لیکن اس قول کی بنیاد کسی صحابی یا تابعی کے قول پر نہیں اس لئے یہ تاریخ درست نہیں۔

## نہم ربیع الاوّل

محدثین اور مفسرین میں سے کسی نے ۹ ربیع الاوّل کی تاریخ نہیں لکھی۔ نہ ہی صحابہ کرامؓ یا تابعینؒ سے کوئی ایسا قول مروی ہے۔ برصغیر پاک وہند کے چند سیرت نگاروں نے جن میں علامہ شبلی نعمانی، مولانا سلیمان منصور پوری اور حفظ الرحمٰن سیوہاروی پیش پیش تھے، نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی تاریخ ۹ ربیع الاول لکھی اور آج کل اس کو سند بنا کر اس بات کی تشہیر کی جاتی ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت نہیں۔ علامہ شبلی نے ۱۳۳۹ھ میں "سیرۃ النبیؐ" میں لکھا۔

"تاریخ ولادت کے متعلق مصر کے مشہور ہیئت دان عالم محمود پاشا فلکی نے ایک

رسالہ لکھا ہے۔ جس میں انہوں نے دلائل ریاضی سے ثابت کر دیا ہے کہ آپؐ کی ولادت باسعادت ۹ ربیع الاوّل روز دوشنبہ مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء میں ہوئی۔"[۹]

حاشیے میں علامہ موصوف نے لکھا کہ "تاریخ ولادت میں اختلاف ہے لیکن اس قدر متفق علیہ ہے کہ وہ ربیع الاوّل کا مہینہ اور دوشنبہ کا دن تھا۔ اور تاریخ ۸ سے ۱۲ تک منحصر ہے۔ ربیع الاوّل مذکور کو ان تاریخوں میں دوشنبہ کا دن نویں تاریخ کو پڑتا ہے۔ اسی لئے ۹ ربیع الاوّل ہی یوم ولادت ہے۔"[۱۰]

قدیم مؤرخین سے ابن حزمؒ اور حمیدیؒ[۱۱] کے مطابق ۹ ربیع الاوّل ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن شافعیؒ نے بھی ۹ ربیع الاوّل لکھی ہے[۱۲] محمد طلعت عرب نے "تاریخ دول العرب والاسلام" میں ۹ تاریخ کو صحیح قرار دیا ہے۔[۱۳]

علامہ شبلی کے معاصر اور متاخرین میں قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے "رحمۃ للعالمین" میں، ابوالکلام آزاد نے "رسول رحمت" میں[۱۴]، حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے "قصص القرآن" میں[۱۵]، غلام احمد پرویز نے "معراج انسانیت" میں[۱۶]، سید قاسم محمود نے "سلطان ..." میں[۱۷]، شاہ معین الدین احمد ندوی نے "تاریخ اسلام" میں[۱۸]، غلام رسول مہر نے "..." میں[۱۹]، ... نے "رسول کامل" میں[۲۰]، حکیم محمد سعید نے "..." میں[۲۱]، ... نے "رسول اکرم" میں[۲۲]، عبدالکریم ... نے "رسول کائنات" میں[۲۳]، مولانا ... نے "تاریخ اسلام" میں[۲۴]، غلام حیدر بٹ نے "رسول خدا" میں[۲۵]، مولانا محمد اسلم جیراجپوری نے اور بشیر احمد تمنا نے "تاریخ اسلام" میں[۲۶] ۹ ربیع الاوّل ہی تاریخ ولادت لکھی ہے۔ ان سب نے لکھا ہے کہ بارہ ربیع الاوّل صحیح تاریخ نہیں کیونکہ ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کا دن نہیں تھا اور پیر کا دن ۹ تاریخ کو بنتا ہے اس لئے ۹ ربیع الاوّل صحیح تاریخ ہے۔

## دہم ربیع الاوّل

چند مؤرخین نے ۱۰ ربیع الاوّل کو یوم ولادت قرار دیا ہے۔ محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ نے "طبقات ابن سعد" میں لکھا ہے:

"ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین بعشر لیال خلون من شہر ربیع الاوّل "[۲۹]

"ماہ ربیع الاوّل کی دس راتیں گذری تھیں کہ دوشنبہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔"

علامہ ابنِ جوزی نے ۱۲۔ ربیع الاوّل کو یوم ولادت بتایا ہے لیکن ایک روایت یہ بھی لکھی ہے:

"آپ کی ولادت سوموار کے دن عام الفیل میں دس ربیع الاوّل کے بعد ہوئی۔"[۳۰]

لیکن اس میں یہ نہیں کہا کہ دس ربیع الاوّل کو ولادت ہوئی بلکہ دس کے بعد ولادت ہوئی ہے اور بارہ ربیع الاوّل دس کے بعد ہی آتی ہے۔ چونکہ انہوں نے بارہ ربیع الاوّل کے متعلق اپنی کتابوں میں لکھا ہے جن کا ذکر آگے آئے گا۔ پس دس والی بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔

مؤرخ ابنِ اثیر نے بھی یہ قول نقل کیا ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پیدا ہوئے جب ربیع الاول کی دس یا دو راتیں گذر چکی تھیں۔"[۳۱]

برصغیر کے سیرت نگاروں میں سے کسی نے بھی دس ربیع الاوّل کو اختیار نہیں کیا۔ ان کی اکثریت نے ۱۲۔ ربیع الاوّل کی تاریخ لکھی ہے۔

## دوازدہم ربیع الاوّل

صحابہ کرام، تابعین، محدثین، مفسرین اور مؤرخین کی اکثریت نے ۱۲۔ ربیع الاوّل کو یوم ولادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا ہے۔ اور قدیم دور سے ۱۲۔ ربیع الاوّل کو عید میلاد النبی مناتے آئے ہیں اور آج کل بھی بہت سے اسلامی ممالک میں اسی دن عید منائی جاتی ہے۔ اب صحابہ کرامؓ، محدثین اور مؤرخین کے اقوال نقل کرتا ہوں جنہوں نے ۱۲۔ ربیع الاوّل ہی ولادت کی تاریخ بتائی ہے۔ آگے پڑھ کر انشاء اللہ آپ پر واضح ہو جائے گا کہ صحیح تاریخ

ولادت ۱۲۔ ربیع الاول ہے۔ کیونکہ جمہور محدثین نے اسے ہی درست تسلیم کیا ہے۔

## ۱۔ حضرت جابرؓ اور ابن عباسؓ کا قول

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے بارے میں حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ نے صحیح اسناد کے روایت فرمایا:

عن عفان، عن سعید بن میناء، عن جابر و ابن عباس انہما قالا ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شہر ربیع الاول۔

"عفان سے روایت ہے وہ سعید بن میناء سے روایت کرتے ہیں کہ جابر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت عام الفیل میں سوموار کے روز بارھویں ربیع الاول کو ہوئی۔"

اس حدیث کے راوی ابوبکر بن محمد بن شیبہ بڑے ثقہ حافظ حدیث تھے۔ ابو زرعہ رازی متوفی ۲۶۴ھ فرماتے ہیں:

"میں نے ابوبکر بن محمد بن شیبہ سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دیکھا۔"

محدث ابن حبان فرماتے ہیں:

"ابوبکر عظیم حافظ حدیث تھے۔ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے حدیثیں لکھیں، ان کی جمع و تدوین میں حصہ لیا اور حدیث کے بارے میں کتب تصنیف کیں۔ آپ نے ۲۳۵ھ میں وفات پائی۔"

ابن ابی شیبہ نے عفان سے روایت کیا ہے جن کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ عفان ایک بلند پایہ امام، ثقہ اور صاحب ضبط و اتقان ہیں۔ اور سعید بن میناء بھی ثقہ ہیں۔

یہ صحیح الاسناد روایت دو جلیل القدر صحابہ حضرت جابر بن عبداللہؓ اور حضرت عبداللہ

بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ پس اس قول کی موجودگی میں کسی مؤرخ کا یہ کہنا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۱۲ ربیع الاوّل کے علاوہ کسی اور دن ہوئی، ہرگز قبول نہیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچازاد بھائی تھے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی رشتہ ہونے کی وجہ سے اُن کی بات سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ انہوں نے یہ روایت ہاشمی خاندان کے بزرگوں یا سن رسیدہ خواتین سے سُنی ہوگی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لئے رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْہِ وَانْشُرْ عَنْہُ[۳۷]

"اے اللہ ان کو برکت عطا فرما اور ان سے نورِ علم پھیلا۔"

## ۲۔ محمد بن اسحاقؒ کا قول

حضرت محمد بن اسحاقؒ پہلے سیرت نگار ہیں۔ ان سے پہلے "مغازی" تو لکھی جا چکی تھیں، مگر حضور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا آغاز انہوں نے ہی کیا۔ ابن اسحاق نے بھی اپنی کتاب کا نام "کتاب المغازی" ہی رکھا۔ لیکن یہ کتاب فی الاصل تین حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ یعنی "المبتدار"، "المبعث" اور "المغازی" پہلے حصے میں اسلام سے پہلے نبوت کی تاریخ ہے۔ دوسرا حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی اور تیسرا حصہ مدنی زندگی پر مشتمل ہے[۳۸]

حضرت محمد بن اسحاقؒ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بارے میں لکھتے ہیں:

وُلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین، لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شھر ربیع الأوّل، عام الفیل[۳۹]

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن بارہ ربیع الاوّل عام الفیل کو جلوہ افروز ہوئے۔"

ابن اسحاق امام زہری کے شاگرد اور تابعی تھے[۴۰] اُن کا انتقال ۱۵۰ھ (یا شاید ۱۵۱ھ)

ہیں ہوا[۱۲۰] پہلے یہ کتاب ناپید تھی، اور اصل کتاب کہیں نہیں ملتی تھی۔ مگر نقوش کے "رسول نمبر" نے یہ مسئلہ حل کر دیا۔ "رسول نمبر" جلد اوّل میں ڈاکٹر نثار احمد فاروقی جرمن مستشرق جوزف ہورو وِتس JOSEPH HOROVITZ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"ابنِ اسحاق کی تالیف، سیرۃ کے موضوع پر پہلی تحریر ہے جو ہمیں اقتباسات کی شکل میں نہیں بلکہ ایک مکمل اور خاصی ضخیم کتاب کی صورت میں ملی ہے۔"[۱۲۱]

سیرۃ ابنِ اسحاق کی تحقیق ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے کی۔ اُردو ترجمہ نُورِ الٰہی ایڈووکیٹ نے کیا اور جنوری ۱۹۸۵ء میں نقوش کے "رسول نمبر" کی جلد یازدہم میں شائع ہوئی۔ سیرت ابنِ اسحاق کی تحقیق لندن یونیورسٹی کے عربی پروفیسر (A. GUILLAUME) نے بھی کی اور اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا۔ جو ۱۹۵۵ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی نے شائع کی اس میں بھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بارے یہ لکھا ہے:

"The Apostle was born on Monday, 12 Rabi-ul-Awwal, in the year of the Elephant."

"پیغمبرِ خدا عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔"



## ۳۔ ابنِ ہشامؒ کا قول

حضرت ابو محمد عبدالمالک بن محمد بن ہشامؒ متوفی ۲۱۳ھ نے "سیرت ابنِ ہشام" میں لکھا ہے: "رسولؐ خدا پیر کے دن بارھویں ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ جس سال اصحاب فیل نے مکہ پر لشکر کشی کی تھی۔"[۱۲۲]

"سیرت ابنِ ہشام" ایک مستند تاریخ کی کتاب ہے جس کی کئی شرحیں، تلخیصات اور منظومات لکھی جاچکی ہیں۔ اس کا فارسی، اُردو، انگریزی، جرمن اور لاطینی زبان میں ترجمہ ہوچکا ہے۔[۱۲۳]

حافظ ابنِ یونس نے ابنِ ہشام کو ثقہ قرار دیا ہے اور کسی نے تجریح و تضعیف نہیں کی بلکہ ہر تذکرہ نگار نے ان کا ذکر احترام اور اعتراف کے ساتھ کیا ہے۔[۱۲۴]

## ۴۔ ابی الفدا اسمٰعیل بن کثیرؒ کا قول

حافظ عماد الدین ابو الفدا اسمٰعیل ابن کثیر القرشی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۷۴ھ "السیرۃ النبوۃ" میں رقمطراز ہیں:

"ورواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن عفان، عن سعید بن میناء، عن جابر و ابن عباس أنھما قالا: ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شھر ربیع الاول وھذا ھو المشھور عند الجمھور"۔

"علامہ ابن کثیرؒ جیسے جید عالم، محدث، مفسر اور مؤرخ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔

## ۵۔ علامہ ابن جوزی کا قول

ابو الفرج عبد الرحمٰن جمال الدین بن علی بن محمد القرشی البکری الحنبلی (۵۱۰ - ۵۹۷ھ) نے "الوفا" میں لکھا ہے:

"آپ کی ولادت سوموار کے دن عام الفیل میں دس ربیع الاول کے بعد ہوئی۔ ایک روایت یہ ہے کہ ربیع الاول کی دو راتیں گزرنے کے بعد یعنی تیسری تاریخ کو اور دوسری روایت یہ ہے کہ بارھویں رات کو ولادت ہوئی۔"

علامہ ابن جوزی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر ایک کتاب "تلقیح فہوم الاثر" بھی لکھی۔ جسے مولانا محمد یوسف بریلوی نے ۱۹۶۹ء نے مفید حواشی کے ساتھ شائع کیا۔ یہ جید برقی پریس دہلی سے چھپی تھی۔ اس میں بھی علامہ ابن جوزی نے پیر کا دن اور ماہ ربیع الاول کی دیگر تواریخ کے ساتھ بارہ بھی لکھی ہے۔

ابن جوزی نے "مولد النبیؐ" کے نام سے ایک رسالہ بھی لکھا۔ اس کا ترجمہ مولانا عبد الحلیم

نثر لکھنوی نے کیا تھا، جو ۱۹۲۳ء میں لکھنؤ سے چھپا۔ اس میں تاریخ ولادت کے بارے میں لکھا ہے :

"تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ اس بارے میں تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ربیع الاول کی بارھویں شب کو پیدا ہوئے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے۔ دوسرا یہ کہ آٹھویں اس ماہ کی پیدا ہوئے۔ یہ حضرت عکرمہؓ کا قول ہے۔ تیسرا یہ کہ آپ کی ولادت ۲ ربیع الاول کو ہوئی۔ یہ حضرت عطاؒ کا قول ہے۔ مگر سب سے صحیح پہلا قول ہے۔" ۵۸ھ

علامہ ابن الجوزی ایک فصیح البیان واعظ۔ بلند پایہ محقق اور عظیم المرتبت مصنف تھے۔ اندازاً تین سو کتابیں لکھیں۔ علامہ ابن جوزی نے ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ ۲، ۸ اور ۱۰ ربیع الاول کے بارے میں اقوال نقل کئے ہیں لیکن ۱۲ ربیع الاول پہ انھوں نے اجماع نقل کیا ہے ۵۹ھ

۶۔ شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے لکھا ہے :

"وكان مولده يوم الاثنين ثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول" ۶۰ھ

"آپ کی ولادت پیر کے دن جب ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں ہوئی۔"

فاضل زرقانی فرماتے ہیں :

"المشهور انه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ولد يوم الاثنين ثاني عشر ربيع الاول وهو قول محمد بن اسحاق امام المغازی" ۶۱ھ

"مشہور یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور امام مغازی محمد بن اسحاق کا یہی قول ہے۔"

۷۔ احمد موسیٰ البکری کی کتاب "التاریخ العربی القدیم والسیرۃ النبویۃ" سعودی عرب

کی وزارۃ المعارف نے ۱۳۹۶ھ میں طبع کرائی۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے متعلق ہے:

"ولد رسول الکریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی مکۃ المکرمۃ فی فجر یوم الاثنین الثانی عشر عن ربیع الاول الموافق ۲۰ نیسان (ابریل) ۵۷۱ م وتعرف سنۃ مولدہ بعام الفیل" [۱۵۴]

"رسولِ کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں عام الفیل کے سال پیر کے دن ۱۲ ربیع الاوّل مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو صبح کے وقت پیدا ہوئے۔"

۸۔ ابراہیم الابیاری "مہذب السیرۃ النبویۃ" میں رقمطراز ہیں:

"وولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین، لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شہر ربیع الاوّل، عام الفیل" [۱۵۵]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن ۱۲ ربیع الاوّل کو عام الفیل میں پیدا ہوئے۔"



۹۔ ابنِ سید الناس نے "عیون الاثر" میں لکھا ہے:

"وولد سیدنا ونبینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاوّل عام الفیل" [۱۵۶]

"ہمارے پیارے آقا حضرت محمد رسول اللہؐ پیر کے دن جب ۱۲ ربیع الاوّل کی راتیں گزری تھیں، عام الفیل میں پیدا ہوئے۔"

۱۰۔ امام محمد غزالی نے "فقہ السیرۃ" میں حضورؐ کی تاریخِ ولادت یہ درج فرمائی ہے:

"سنۃ ۵۷۰ م فی الثانی عشر من ربیع الاوّل ۵۳ ق۔ ھ" [۱۵۷]

"یعنی ۵۷۰ء میں ۱۲ ربیع الاوّل ۵۳ھ قبل ہجرت۔"

۱۱۔ ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی نے اپنی کتاب "عَلِّمُوْا اَوْلَادَکُمْ مَحَبَّۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" (اپنی اولاد کو سرکار ؐ کی محبت کا درس دو) میں ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن وزارت اعلام، سعودی عرب کے زیر اہتمام ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے متعلق لکھتے ہیں:

"یقول ابن إسحاق شیخ کتاب السیرة (ولد رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم الاثنین، لاثنتی عشرة لیلة من ربیع الاول عام الفیل) ۵۸"

"ابن اسحاق جو سیرت نگاروں کے امام ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام الفیل کے مہینے ربیع الاول کی بارھویں شب کو پیر کے دن تولد فرمایا۔"

اس سے واضح ہوگیا کہ سعودی عرب کی حکومت کے نزدیک بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول ہی ہے۔

۱۲۔ ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی رقمطراز ہیں:

"واما ولادته صلی الله علیه وسلم فقد کانت فی عام الفیل أی العام الذی حاول فیه ابرهة الاشرم غزو مکة وهدم الکعبة فرده الله عن ذلك بالآیة الباهرة التی وصفها القرآن، وکانت علی الارجح یوم الاثنین لاثنتی عشرة لیلة خلت من شهر ربیع الاول" ۵۹

"جہاں تک آپ ؐ کی ولادت کا تعلق ہے وہ عام الفیل میں تھی یعنی اس سال میں جب ابرہہ الاشرم نے یہ کوشش کی کہ وہ مکے پر حملہ کرکے کعبے کو گرا دے۔ لیکن خداوند عالم نے کھلی نشانی کے ذریعے اس کو وہاں سے دفع کیا جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ ولادت کے متعلق زیادہ قول قوی یہ ہے کہ وہ پیر کے دن تھی اور ربیع الاول کے مہینے کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں۔"

۱۳۔ ابوالحسن علی الحسینی الندوی "قصص النبیین" کی جلد پنجم موسوم بہ "سیرة خاتم النبیین"

میں لکھا ہے :

"ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یوم الاثنین الیوم الثانی عشر من شہر ربیع الاول عام الفیل۔" [60]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔"

۱۴۔ محدث جلیل سید جمال حسینی نے ۹۰۰ھ میں " روضۃ الاحباب" لکھی۔ انہوں نے ولادت سرکار کے متعلق لکھا :

"مشہور قول یہ ہے اور بعض نے اسی پر اتفاق کیا ہے کہ آپ ربیع الاول کے مہینہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۲ ربیع الاول مشہور تاریخ ولادت ہے۔ بعض نے ربیع الاول کا پہلا دوشنبہ بتایا ہے۔ اور یوم دوشنبہ کے یوم ولادت ہونے کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے۔ نوشیرواں عادل کی حکومت کو جب چالیس سال پورے ہوئے تو آپ پیدا ہوئے۔ صاحب جامع الاصول نے بیان کیا کہ سکندر رومی کو آٹھ سو سال سے زیادہ ہو چکے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چھ سو سال گزر چکے تھے کہ آپ پیدا ہوئے۔" [61]

۱۵۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لخت جگر شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب "مختصر سیرت الرسول" میں لکھتے ہیں :

"ولد علیہ السلام یوم الاثنین لثمان خلون من ربیع الاول، اختارہ وقیل لعشر منہ، وقیل لاثنتی عشرۃ خلت منہ۔" [62]

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے جب ربیع الاول کے آٹھ دن گزر چکے تھے۔ اور ایک اور قول کے مطابق ۱۲ دن گزر چکے تھے۔"

۱۶۔ عظیم مورخ ابن خلدون متوفی ۸۰۸ھ نے "سیرت الانبیاء" میں لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت دوشنبہ بارہ ربیع الاول ۵۷۱ء کو ہوئی۔" [63]

۱۷۔ طبری نے ۱۲۔ ربیع الاوّل کو یوم ولادت قرار دیا ہے۔[۱۶۴]

۱۸۔ طیبی نے لکھا ہے کہ حضور پاک رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم روز دوشنبہ دوازدھم ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔"[۱۶۵]

۱۹۔ مولوی سیّد محمد الحسنی ایڈیٹر" البعث الاسلامی" نے "نبیٔ رحمت" میں ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ کا دن یوم ولادت قرار دیا ہے۔[۱۶۶]

۲۰۔ امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ (۱۹۳۲ء) لکھتے ہیں کہ آپؐ کی ولادت ماہِ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو پیر کے دن طلوعِ صبح کے قریب ہوئی۔[۱۶۷]

علّامہ نبہانی جامعہ الازہر مصر کے فارغ التحصیل تھے۔ ایک راسخ العقیدہ مسلمان اور عاشقِ رسول تھے۔ حضرت احمد رضا بریلوی قدس سرّہٗ کے ہمعصر تھے۔ اُن کی ایک کتاب پر زوردار تقریظ بھی لکھی تھی۔[۱۶۸]

۲۱۔ مشہور عالمِ دین الشیخ مصطفٰی الغلایینی (المتوفی ۱۹۴۴ء) پروفیسر کلیۂ اسلامیہ بیروت نے اپنی تالیف" لباب الخیار فی سیرۃ المختار" میں رقمطراز ہیں:

" ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ کو عالمِ مادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ مسعود سے مشرّف ہوا۔"[۱۶۹]

علّامہ مصطفٰی الغلایینی جماعتِ اسلامی کے ممدوحین میں سے تھے۔ اُن کی کتاب کا ترجمہ ملک غلام علی نے کیا۔ جو مکتبہ تعمیرِ انسانیت لاہور نے شائع کیا۔ اس پر پیش لفظ علّامہ ابوالاعلیٰ مودودی نے لکھا۔ اگر انہیں بارہ ربیع الاوّل کے دن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت باسعادت کے قول سے اختلاف ہوتا تو وہ حاشیہ یا تقریظ میں اس کا اظہار کرتے۔ لیکن علّامہ مودودی نے بارہ ربیع الاوّل کو یومِ ولادتِ مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء سے اختلاف نہیں کیا۔ اس سے واضح ہوگیا کہ جماعت اسلامی بھی ۱۲ ربیع الاوّل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یومِ ولادت مانتی ہے۔

# مصری سیرت نگاروں کے نزدیک تاریخ ولادت

مصر کے سیرت نگار سرکارِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ پاک ۱۲ ربیع الاوّل ہی تسلیم کرتے ہیں۔ چند مصری اہلِ سیر کی کُتب سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کا ذکر کرتا ہوں۔

۲۲ - ڈاکٹر محمد حسین ہیکل نے "حیاتِ محمد" میں تحریر کیا ہے:

"والجمهور على انه ولد فى الثانى عشر من شهر ربيع الاوّل"۔ [۵۹]

"اکثریت کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی"

۲۳ - شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فواد قاہرہ اپنی عربی تصنیف "محمد رسول اللہ" میں رقمطراز ہیں:

"بتاریخ ۱۲ ربیع الاوّل مطابق ۲۰ اگست ۵۷۰ء بروز دوشنبہ صبح کے وقت حضور اکرم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ (اہل مکہ کا معمول چلا آرہا ہے کہ وہ آج تک آپ کی ولادت کے وقت آپ کے مقامِ ولادت کی زیارت کی زیارت کرتے ہیں) اسی سال اصحابِ فیل کا واقعہ پیش آیا تھا۔ نیز کسریٰ نوشیرواں عسرو بن قباد بن فیروز کی حکومت پر چالیس سال گزر چکے تھے"۔ [۶۰]

شیخ محمد رضا کی یہ کتاب پہلی بار مئی ۱۹۳۴ء میں شائع ہوئی تھی۔ سیرت پر بہترین کتب میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ مصنف نے بڑی چھان بین کے بعد ہر بات لکھی ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں:

"میں نے اس تالیف میں مختلف روایات کی تحقیق و چھان بین کی ہے۔ نیز صرف ان صحیح ترین روایات ہی کو جن پر اکابر صحابہ و علماء کا اتفاق ہے، پیش کیا ہے"۔ [۶۱]

۲۴۔ مصر کے شہرۂ آفاق عالم شیخ محمد ابوزہرۃ اپنی تالیفٌ "خاتم النبیین" میں لکھتے ہیں:

" والجمہرۃ المعظمی من علماء الروایۃ علی ان مولدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی ربیع الاول من عام الفیل فی لیلۃ الثانی عشر منہ۔"

۲۵۔ علامہ محی الدین خیاط مصری نے "تاریخ اسلام" میں ۱۲۔ ربیع الاول دوشنبہ، ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن قرار دیا ہے۔

## ۲۶۔ انڈونیشیا کے اسکالر کی رائے

انڈونیشیا کے اسکالر ڈاکٹر فواد فخر الدین اپنے ایک مضمون بعنوان "رسول کریم اور انسانی معاشرہ" میں تحریر فرماتے ہیں:

" ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ وہ مبارک تاریخ ہے۔ جس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔"



## ۲۷۔ جنوبی افریقہ کے عالم کا قول

جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن ( Durban ) سے شائع ہونے والے " The Muslim Digest " کے دسمبر ۱۹۴۴ء کے شمارے میں ابراہیم عمر جیبو اپنے مضمون بعنوان "تین عیدیں" ( The Three Eids ) میں رقمطراز ہیں:

The 12th of lunar month of Rabi-ul-Awwal is Commonly taken to be the date of the birth of Prophet.

ترجمہ: "قمری سال کے ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو مشترکہ طور پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یوم ولادت مانا جاتا ہے۔"

# برصغیر کے علماء کے نزدیک صحیح تاریخِ ولادت

برصغیر کے علماء کی اکثریت نے ۱۲۔ ربیع الاوّل کو یومِ ولادت تسلیم کیا ہے۔ علامہ شبلی نعمانی سے پہلے کسی نے بھی ۹۔ ربیع الاوّل نہیں لکھی۔ جو سیرت کی کتب مجھے مل سکی ہیں اُن کا ذکر کرتا ہوں۔

۲۷۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "سُرور المحزون ترجمہ نُور العیون" میں تحریر فرمایا ہے:

"ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم روز دوشنبہ متحقق شد از شہر ربیع الاوّل از سالے کہ واقعۂ فیل دراں بود۔ بعض گفتہ اند بتاریخ دوم و بعض گفتہ اند بتاریخ سوم و بعض گفتہ اند بتاریخ دوازدہم"[186]

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں مطبع محمدی لاہور نے شائع کی تھی جو ۴۸ صفحات پر مشتمل تھی۔ اس کا ترجمہ عزیز ملک نے "سیدالمرسلین" کے نام سے کیا جو "ادبستان لاہور کے زیرِ اہتمام شائع ہوا۔ مگر وہ ترجمہ کرتے وقت دیانتداری کا دامن نہ تھام سکے۔ اور ترجمہ یوں کیا: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یومِ ولادت متفقہ طور پر دوشنبہ کا دن اور ربیع الاوّل کی ۹ تاریخ تھی، واقعۂ فیل بھی اسی سال ہوا تھا۔"[187]

لیکن اسی کتاب کا ترجمہ خلیفہ محمد عاقل نے "سیرت الرسول" کے نام سے کیا جو دارالاشاعت کراچی سے شائع ہوا۔ انہوں نے صحیح ترجمہ اس طرح کیا: "جس سال واقعۂ فیل پیش آیا، اسی سال ماہِ ربیع الاوّل میں دوشنبہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت ہوئی۔ جمہور کے نزدیک یہی قول صحیح ہے۔ البتہ تاریخِ ولادت کی تعیین میں اختلاف ہے۔ بعض نے دوسری، بعض نے تیسری اور بعض نے بارھویں تاریخ بیان کی ہے۔"[188]

علماء یہود کلام اللہ کی آیات میں تحریف کیا کرتے تھے[189] اور آج کل کے مسلمان قرآن پاک میں تحریف لفظی تو کر نہیں سکتے۔ کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا تعالیٰ نے لیا ہے۔[190] تحریف معنوی بڑی دلیری سے کرتے ہیں۔ اور بزرگوں اور اکابرین کی کتب میں ردّ و بدل کرنا تو

اُن کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ کیا یہ علما یہود کی تقلید تو نہیں؟ یہ لمحۂ فکریہ ہے۔ اپنی بات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے قدیم کتابوں کے تراجم میں اپنی مرضی کے مطابق تبدیلی کرنا بہت بڑی علمی خیانت ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا کرنے والوں کو ہدایت دے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۲، ۳ اور ۱۲ ربیع الاوّل کا ذکر فرمایا۔ لیکن عزیز ملک صاحب نے ترجمہ کرتے وقت بڑی چالاکی سے کام لیتے ہوئے ۹ ربیع الاوّل کو متفقہ طور پر یوم ولادت لکھ دیا۔ شاید انہوں نے اس کتاب دیکھے بغیر ترجمہ لکھ دیا ہے۔ یا پھر اپنے موقف کو صحیح ثابت کرنے کے لئے یہ جسارت کی ہے۔ لیکن حق حق ہوتا ہے، جو چھپانے سے نہیں چھپتا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی غلط بات کیسے پوشیدہ رہ سکتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کی دیگر کتب کے تراجم میں بھی ایسے ردّ و بدل کیے گئے ہیں بلکہ بہت سی کتابیں اور رسالے خود لکھ کر اُن کے نام سے منسوب کر دیئے گئے ہیں۔ اس کی تحقیق سید سلیمان ندوی، مولانا وکیل احمد، غلام رسول مہر، مولانا محمد علی کاندھلوی، مولانا مشتاق احمد، ظہیر الدین، نواسہ شاہ رفیع الدین دہلوی، پروفیسر ایوب قادری اور محقق عصر حکیم محمد موسیٰ امرتسری وغیرہم نے کی ہے۔

اربابِ تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ مندرجہ ذیل کتابیں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں ہیں۔ بوجوہ لوگوں نے اُن کے نام لگا دی ہیں:

۱۔ تحفۃ الموحدین ۲۔ البلاغ المبین ۳۔ قولِ سدید ۴۔ اشارہ مستمرہ ۵۔ قرۃ العینین فی ابطال شہادت حسین ۶۔ جنت العالیہ فی مناقب المعاویہ ۷۔ رسائل اوائل ۸۔ فیما یجب حفظ للناظر۔[۵۱]

۲۷۔ شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں:

"بعض علماء نے اس قول پر دعویٰ کیا ہے کہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ تھی اور بعض کے نزدیک دو راتیں گزر چکی تھیں۔ بعض کے نزدیک آٹھ راتیں گزر چکی تھیں۔ اور بعض کے نزدیک دس راتیں بھی آئی ہیں۔ اور پہلا قول اشہر اور اکثر ہے۔ اور اہل مکہ کا جائے ولادت شریفہ کی زیارت اور مولود پڑھنے میں

اور جو کچھ بھی اس کے آداب و اوضاع ہیں، ادا کرنے میں اسی قول یعنی بارھویں رات اور پیر کے دن پر عمل ہے۔ [۱۸۲]

## ۲۸۔ اعلیٰحضرت احمد رضاؒ اور تاریخِ ولادت کا مسئلہ

مجدد دین و ملت اعلیٰحضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ وہ تفسیر، حدیث، فقہ اور لغت کے عالم ہونے کے علاوہ اور بھی بہت سے علوم کے ماہر تھے۔ جن میں ہندسہ، علم جفر اور علم نجوم بھی شامل ہیں۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے اپنی پوری عمر عقائدِ باطلہ کی تردید کرنے میں گزاری۔ انہوں نے اہلِ سنت کے عقائد کی تشہیر، تحریر و تقریر سے کی۔ اُنہوں نے شریعت و طریقت کو ایک قرار دیا۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے متعلق ایک بار علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"وہ بے حد ذہین اور باریک بین عالم دین تھے۔ فقہی بصیرت میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ ان کے فتاویٰ کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور اور پاک و ہند کے لئے نابغۂ روزگار فقیہ تھے۔ ہندوستان کے اس دورِ متاخرین میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہ مشکل سے ملے گا۔" [۱۸۳]

حضور سید المرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت اور وصال کے بارے میں اختلاف پر ۳۴ صفحات کا ایک رسالہ "نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب و الوصال" ۱۳۱۷ھ میں تحریر فرمایا۔ اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کی تاریخ، ماہ اور سال پر بحث کی اور ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوئی تھی۔ اعلیٰحضرتؒ تحریر فرماتے ہیں:

"(ولادت کے متعلق) سات، قول ہیں مگر اشہر و اکثر و ماخوذ و معتبر بارھویں ہے۔ مکہ معظمہ میں ہمیشہ اسی تاریخ مکانِ مولدِ اقدس کی زیارت کرتے ہیں۔ شرح مواہب میں امام ابن کثیرؒ سے ہے ھو المشھور عند الجمھور۔ اسی پر عمل ہے۔ ھو الذی علیہ العمل۔ شرح الہمزیہ

میں ہے: "هو المشهور وعليه العمل" ۱۸۴

۲۹۔ صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ متوفی ۱۳۶۷ھ رقمطراز ہیں:

"۱۲ ربیع الاول کو صبح صادق کے وقت مکہ مکرمہ میں آپ کی ولادت ہوئی۔" ۱۸۵

مولانا نعیم الدین مرادآبادی احقاقِ حق اور ابطالِ باطل میں نہایت جری تھے۔ آپ صاحب الرائے، مدبّر اور مفکّر تھے۔ ملکی حالات پر پوری نظر تھی۔ اہلِ سنت کے مختلف طبقات میں اتحاد و اتفاق پیدا کرکے ایک دوسرے کے قریب کیا۔ ۱۸۶ آپ نے اعلیٰحضرت کے ترجمہ قرآن "کنز الایمان" پر تفسیری حاشیہ لکھا۔

۳۰۔ مفتی احمد یار خاں نعیمیؒ رقمطراز ہیں:

"ربیع الاول بارھویں تاریخ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ پاک کا دن ہے۔" ۱۸۷

مفتی احمد یار نعیمیؒ نے اعلیٰحضرتؒ کے ترجمہ "کنز الایمان" پر تفسیر لکھی ہے جس کا نام "تفسیر نور العرفان" ہے۔

۳۱۔ محمد صالح نقشبندی اپنی تالیف "سرورِ عالم" میں لکھتے ہیں

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاول مطابق ۲۹ اگست ۵۷۰ء کو دوشنبہ کے دن بوقت صبح پیدا ہوئے۔" ۱۸۸

۳۲۔ عارف بٹالویؒ "حیاتِ رسولؐ" میں لکھا ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ ربیع الاول بروز دوشنبہ (سوموار) ۵۷۱ء مطابق ۱ عام الفیل بوقت صبح جب کہ پو پھٹ رہی تھی، اس دنیا میں تشریف لائے۔" ۱۸۹

۳۳۔ علامہ مفتی عنایت احمد کاکورویؒ رقمطراز ہیں:

"بارھویں ربیع الاول کو اسی سال میں جس میں قصہ اصحاب فیل واقع ہوا، بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔" ۱۹۰

پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب قادری علامہ کاکوروی کی کتاب " تواریخ حبیب اللہ " کے متعلق لکھتے ہیں :

" اُردو زبان میں سیرتِ مبارکہ پر شمالی ہند میں یہ پہلی قابلِ ذکر کتاب ہے ۔" ١٩١

علامہ عنایت احمد کاکوروی ایک جیّد عالم تھے، انہوں نے جنگِ آزادی میں حصّہ لیا تھا اور کالا پانی میں قید رہے تھے ١٩٢ علم ہیئت و ہندسہ کے ماہر تھے۔ علم نجوم کے متعلق ایک کتاب موسوم بہ " مواقع النجوم " لکھی اور " محضائے حساب " بھی تصنیف کی ١٩٣ علم ہندسہ اور نجوم کے زیرک عالم ہونے کے باوجود انہوں نے تاریخ ولادت ١٢ ربیع الاوّل ہی لکھی ہے۔ اگر تقویمی حساب سے پیر کے دن اور بارہ ربیع الاوّل میں مطابقت نہ ہوتی اور اختلاف ہوتا یا انہیں قدماء کے مؤقف پر شک ہوتا تو علامہ کاکوروی ضرور بیان کرتے اور ١٢ تاریخ سے اختلاف کرتے مگر ایسا نہیں ہے۔

علامہ کاکوروی ٧ شوال المکرم ١٢٧٩ھ کو حالتِ احرام میں جدّہ کے قریب ایک ہوائی حادثے میں شہید ہوئے۔" ١٩٤

٣٤۔ سر سیّد احمد خان بانی علیگڑھ یونیورسٹی اپنی کتاب " سیرت محمدیؐ " میں تحریر فرماتے ہیں :

" جمہور مورخین کی یہ رائے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارھویں ربیع الاوّل کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے پچپن روز بعد پیدا ہوئے۔" ١٩٥

" خطبات الاحمدیہ علی العرب والسیرۃ المحمدیہ " کے انگریزی ترجمہ Life of Mohammad

Birth and Childhood of Mohammad.

(حضرت محمدؐ کی ولادت اور بچپن) کے زیرِ عنوان لکھا ہے

Oriental historian are, for the most part, of opinion that the date of Mohammad's birth was 12th of Rabi 1; in the first year of Elephant or fifty five days after the attack of Abraha. ١٩٦

"جمہور مؤرخین کی رائے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بارھویں ربیع الاوّل کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے پچپن روز بعد پیدا ہوئے۔"

۴۵۔ مولانا مفتی محمد شفیع "سیرت خاتم الانبیاءؐ" بھی خاصی اہم ہے۔ یہ کتاب آج سے کوئی پچاس سال پہلے لکھی گئی تھی۔ اس کے متعلق مولانا اشرف علی تھانوی نے لکھا "میں مؤلف ہذا سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی دس جلدوں کا ویلو میرے نام کر دیں تاکہ میں اپنے خاندان کے بچوں اور عورتوں کو پڑھنے کے لئے دوں"۔[۹۸] مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی نے مفتی دارالعلوم کی رائے یہ ہے: "مؤلف نے نہایت فصاحت و بلاغت اور ایجاز محمودہ سادگی و بے تکلفی کے ساتھ صحیح حالات و وقائع کو جمع کر دیا ہے"۔[۹۸] مولانا حسین احمد مدنی نے لکھا "میں آپ کے رسالہ (سیرت خاتم الانبیاء) کے پہلے ہی ایڈیشن کو حرفاً حرفاً دیکھ چکا ہوں۔ اور نہایت موزوں پا کر نصاب میں داخل کر چکا ہوں"۔[۹۹] مولانا انور شاہ کاشمیری اور مولانا اصغر حسین محدث دارالعلوم دیوبند کی تقاریظ بھی اسی نوعیت کی ہیں۔

"سیرت خاتم الانبیاءؐ" میں ہے:

"الغرض جب سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا۔ اس کے ماہ ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ روز دوشنبہ دنیا کی تاریخ میں ایک نرالا دن ہے کہ آج پیدائش عالم کا مقصد، لیل و نہار کے انقلاب کی اصلی غرض، آدمؑ و اولاد آدمؑ کا فخر، کشتی نوحؑ کی حفاظت کا راز، ابراہیمؑ کی دعا اور موسیٰؑ و عیسیٰؑ کی پیشگوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رونق افروز عالم ہوتے ہیں"۔[۱۰۰]

حاشیے میں مفتی صاحب لکھتے ہیں:

"اس پر اتفاق ہے کہ ولادت باسعادت ماہ ربیع الاوّل میں دوشنبہ کے دن ہوئی۔ لیکن تاریخ کے تعیین میں چار اقوال مشہور ہیں۔ دوسری، آٹھویں، دسویں، بارھویں ۔ ۔ ۔ ۔ مشہور قول بارھویں تاریخ کا ہے۔ یہاں تک کہ ابن البزار نے اس پر اجماع نقل کر دیا۔ اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا گیا ہے۔ اور محمود پاشا فلکی مصری نے جو نویں تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار

کیاہے، یہ جمہور کے خلاف بے سند قول ہے ۔ اور حسابات پر بوجہ اختلافِ مطالع ایسا اعتماد نہیں ہوسکتا کہ جمہور کی مخالفت اس بنا پر کی جائے۔" [۲۰۱]

۳۶ ۔ علامہ مُلا معین واعظ الکاشفی الہرویؒ لکھتے ہیں :

" اکثر خیال یہ ہے کہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ تھی ۔ اور جمہور محدثین اور اربابِ سیرت و تاریخ نے دوشنبہ کا دن متعین کیا ہے ۔ پس فیصلہ جمہور کے قول کے مطابق ہوگا۔ وہ روز دوشنبہ یا شبِ دوشنبہ بارہ ربیع الاوّل ہے۔" [۲۰۲]

۳۷ ۔ حکیم مولانا محمد صادق سیالکوٹی رقمطراز ہیں :

" ۱۲ ربیع الاوّل (۲۲ اپریل ۵۷۱ء) سوموار کے روز ولادت ہوئی۔" [۲۰۳]

۳۸ ۔ میاں محمد سعید اپنی کتاب " حیات النبیؐ " میں لکھتے ہیں :

" ۱۲ ربیع الاوّل سنہ عام الفیل ۵۳ سنہ قبلِ ہجرت بروز دوشنبہ ساعتِ سعید بعداز صبح صادق وقبل از طلوعِ آفتاب حضرت محبوبِ خدا مشہدہ ارض پر رونق افروز ہوئے ۔" [۲۰۴]

۳۹ ۔ احمد مصطفٰے صدیقی نے اپنی تالیف " ہمارے پیغمبر " میں تحریر کیا ہے :

" مؤرخین نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بارہ ربیع الاوّل لکھی ہے۔" [۲۰۵]

۴۰ ۔ عظیم فقیہ، مؤرخ اور محدث مولانا سید محمد میاں لکھتے ہیں :

" صبح کا سہانا وقت تھا، ابھی سورج نہیں نکلا تھا کہ ہدایت و رحمت کا یہ آفتاب اُفقِ مکہ پر طلوع ہوا ۔ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ تھی۔" [۲۰۶]

۴۱ ۔ الحاج عبد المصطفٰے اعظمی رقمطراز ہیں :

" حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخِ پیدائش میں اختلاف ہے ۔ مگر مشہور قول یہی ہے کہ واقعۂ اصحابِ فیل کے پچپن دن بعد ۱۲ ربیع الاوّل مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء ولادت باسعادت کی تاریخ ہے ۔ اہلِ مکہ کا بھی اس پر عملدرآمد ہے ۔ کہ وہ لوگ بارھویں ربیع الاوّل کو ہی کاشانۂ نبوت کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔" [۲۰۷]

مولانا عبدالمصطفیٰ مجددی "معمولات الابرار"، "تاریخ اولیاء" "رجال الحدیث"، "موسم رحمت" اور "سیرت مصطفیٰ" کے مصنف ہیں [۲۰۸]

۴۲۔ جسٹس سید امیر علی "Spirit of Islam" (روحِ اسلام) میں حضور سیدنا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بارے لکھتے ہیں :

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بارھویں ربیع الاوّل کے دن عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ اس وقت افواجِ حبشہ کی تباہی کو پچاس سے کچھ زیادہ دن گزر چکے تھے۔" [۲۰۹]

۴۳۔ محمد عنایت اللہ سبحانی صلاحی رقمطراز ہیں :

"دوشنبہ کا دن تھا، اور ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ تھی۔ ۔ ۔ آمنہ کے یہاں ولادت ہوئی۔" [۲۱۰]

۴۴۔ علی اصغر چوہدری لکھتے ہیں :

"موسم بہار میں دوشنبہ (پیر) ۲۰ اپریل سلسہ عام الفیل ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کو بعد از صبح صادق وقبل از طلوع آفتاب، ولادت ہوئی۔" [۲۱۱]

۴۵۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی ہمشیرہ آمنہ اے تسنیم لکھتی ہیں :

"واقعہ اصحاب فیل کے چالیس دن کے بعد ربیع الاول کی بارہ تاریخ دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت بی بی آمنہ کے بچہ پیدا ہوا۔ مردہ باپ کی زندہ نشانی عالم وجود میں آئی۔ عرب کی سوتی بستی جاگ اٹھی۔ اندھیری دنیا چمک گئی۔ اندھیری بستی میں آفتاب رسالت جلوہ گر ہوا۔" [۲۱۲]

۴۶۔ محمد ولی رازی نے "ہادیٔ عالم" میں تحریر کیا ہے :

"سال مولود کے ماہِ سوم (ربیع الاوّل) کی دس اور دو (بارہ) سوموار کی سحر کو ولادت ہوئی۔" [۲۱۳]

۴۷۔ پروفیسر غلام سرور رانا "معلم انسانیت محمد ﷺ" میں رقمطراز فرماتے ہیں :

"۲ ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم اس عالم میں جلوہ افروز ہوئے۔" [۲۱۴]

۴۸ ۔ پروفیسر سید شجاعت علی قادری پرنسپل دارالعلوم نعیمیہ کراچی نے تحریر فرمایا ہے :

" آپ اصحابِ فیل کے واقعے کے پچپن روز بعد ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو صبح صادق کے وقت اس خاکدانِ عالم میں جلوہ افروز ہوئے۔" [۲۱۵]

۴۹ ۔ مولانا شاہ حسن میاں پھلواری اپنے مضمون بعنوان " میلادِ رسول " میں رقم فرماتے ہیں :۔

" وہ سلطان العرب والعجم، صاحب التاج والمعراج والبراق والعلم، ہادیٔ سُبل، خیرِ رسل، رسولِ عربی، نبیٔ اُمی (فداہ روحی وابی وامی) اس عالم میں تشریف لائے۔ بارھویں ربیع الاوّل سنہ ۱ عام الفیل مطابق ۲۵ اپریل ۵۷۱ء کو صبح صادق کے وقت آپ دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے۔" [۲۱۶]

۵۰ ۔ مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی عالمِ دین ہونے کے علاوہ تقویم کے ماہر تھے۔ انہوں نے تقویم پر ایک کتاب " تقویم تاریخی " لکھی۔ ان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے۔ [۲۱۷]

مفتی عبدالقدوس نے تقویمی حسابات کے بعد ۱۲ ربیع الاوّل کو دوشنبہ کا دن ہونے کی تصدیق کر دی۔ اگر پیر کے دن اور ربیع الاوّل بارہ (۱۲) میں اختلاف ہوتا تو عبدالقدوس مفتی جیسے تقویم کے جیّد عالم اس کا ذکر کرتے۔ مگر اُن کے نزدیک ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کا دن تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ محمود پاشا فلکی کے حسابات بالکل غلط ہیں۔ کیونکہ اگر ایسا تضاد ہوتا تو اُن کے علاوہ تقویم کا کوئی اور ماہر بھی اس کا ذکر کرتا۔ ایک محمود پاشا کے حسابات کو سند مان کر صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، محدثین اور مؤرخین کے اقوال کو جھٹلانا بالکل غلط ہے۔

۵۱ ۔ مولانا شاہ عطاء اللہ خان عطاؔ، اپنی تالیف " رحمتِ دو عالمؐ " میں تحریر فرماتے ہیں :

" ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱ عام الفیل اسی سال میں واقعۂ اصحاب الفیل واقع ہوا تھا۔ بروز دوشنبہ موسمِ بہار بوقتِ صبح صادق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء

مطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ سمہ بکرمی کو جناب رحمۃ للعالمین، سرکار دو عالم، خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ آفتاب برجِ حمل میں تھا، پیدا ہوئے۔" ۲۱۸

۵۲۔ عصرِ حاضر کے نامور سکالر سید ابوالاعلیٰ مودودی رقمطراز ہیں:

"ربیع الاول کی کونسی تاریخ تھی، اس میں اختلاف ہے۔ لیکن ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کا قول نقل کیا ہے کہ آپ ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے تھے۔ اس کی تصریح محمد بن اسحاق نے کی ہے اور جمہور اہل علم میں یہی تاریخ مشہور ہے۔" ۲۱۹

علامہ مودودی جیسے مفسر اور سیرت نگار کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول یوم ولادت جمہور کا فیصلہ ہے۔ انہوں نے دو جلیل القدر صحابیوں اور ایک تابعی اور پہلے سیرت نگار کا قول نقل کرکے یہ فیصلہ کر دیا کہ صحیح تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول ہی ہے۔

۵۳۔ مولانا عبدالماجد دریاآبادی نے اردو اور انگریزی میں قرآن پاک کی تفسیر لکھی۔ ان کی نظر میں بھی ۹ ربیع الاول یوم ولادت نہیں بلکہ ۳۰ اپریل ۵۷۱ء مطابق ۱۲ ربیع الاول ۵۳ قبل ہجرت ہے۔" ۲۲۰

۵۴۔ مولانا اشرف علی تھانوی شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند اپنی تالیف "نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب" میں لکھتے ہیں:

"سب کا اتفاق ہے دوشنبہ تھا اور تاریخ میں اختلاف ہے۔ آٹھویں یا بارھویں، ماہ پر سب کا اتفاق ہے کہ ربیع اول تھا۔" ۲۲۱

۵۵۔ مولانا احتشام الحق تھانوی نے لکھا ہے:

"مشہور روایت یہی ہے کہ ربیع الاول کے مہینے کی بارہ تاریخ دوشنبہ کا دن اور صبح صادق کا وقت تھا۔ جب آپ نے اپنے وجودِ عنصری وجسمانی وجودِ اقدس سے پوری کائنات کو رونق بخشی۔" ۲۲۲

۵۶۔ عمر ابو النصر نے اپنی کتاب "نبی امی" میں تحریر کیا ہے کہ "حضور پاک سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل میں بارہ ربیع الاول کو پیر کے

دن ہوئی۔"[223]

۵۷۔ قاضی نواب علی رقمطراز ہیں :

" صبح کا وقت پیر کا دن ، ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ اور عام الفیل یعنی وہی سال جب ابرہہ نے مکہ پر حملہ کیا تھا جو ۵۷۱ء سن عیسوی تھا حضورؐ کی ولادت باسعادت ہوئی ، اور خدا کی رحمت زمین پر اُتر آئی۔"[224]

۵۸۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ اپنے اُستاد علامہ شبلی نعمانی کے موقف سے قطع نظر اپنی کتاب "رحمتِ عالم" میں رقمطراز ہیں :

" پیدائش ۱۲ تاریخ ربیع الاوّل کے مہینے میں پیر کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ سو اکہتر (۵۷۱ء) برس بعد ہوئی۔"[225]

سید سلیمان ندویؒ نے علامہ شبلی نعمانی کی وفات کے بعد "سیرت النبیؐ" مکمل کی۔ انہیں شبلی نعمانی سے سعادتِ تلمذ کے علاوہ بڑی عقیدت بھی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ انہیں محمود پاشا فلکی کی تحقیقات اور حسابات کی حیثیت کا علم تھا۔ اور اُن کے نزدیک تابعی مورخ ابنِ اسحاقؒ اور دوسرے قدماء کی روایتوں سے انحراف درست نہ تھا۔ اسی لئے انہوں نے اپنے اُستاد کا موقف جانتے ہوئے ۱۲ ربیع الاوّل والی روایت پر صاد کیا۔

۵۹۔ علامہ نور بخش توکلی نے "سیرت رسولِ عربیؐ" میں ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن کو آپؐ کی ولادت کا دن قرار دیا ہے۔[226]

۶۰۔ خواجہ محمد اسلام کی کتاب "محبوبِ خدا کے حُسن وجمال کا منظر" میں ہے کہ پیر کا دن اور ربیع الاوّل کی ۹ یا بارہ تاریخ تھی۔"[227]

۶۱۔ مولانا ابوالحسن حسن کاکوروی نے "تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء" میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یوم ولادت ۱۲ ربیع الاوّل لکھا ہے[228]

۶۲۔ صاحبزادہ ساجد الرحمٰن (ادارۂ تحقیقاتِ اسلامیہ اسلام آباد) اپنی تصنیف "سیرت رسولؐ" میں ۱۲ ربیع الاوّل ہی کو تاریخ ولادت قرار دیتے ہیں:[229]

۶۳۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی ایڈیٹر "المعارف" نے جنوری ۱۹۸۰ء کے شمارے میں طبریؒ اور ابن خلدونؒ کے حوالے سے ۱۲ ربیع الاوّل ہی تاریخ ولادت لکھی ہے[230]

۶۴ ۔ مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی نے ۸ یا ۱۲ ربیع الاول کو حضور پاک صاحبِ لولاک کی ولادت باسعادت کا دن قرار دیا ہے [۲۳۱]

۶۵ ۔ مفتی محمد شفیع نے "اوجز السیر" میں تقویمی حساب پہ عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے ۱۲ ربیع الاول کو درست قرار دیا ہے [۲۳۲]

۶۶ ۔ مختار احمد "آئینۂ تاریخ" میں سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بروز پیر ۱۲ ربیع الاول عام الفیل مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء ، یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی لکھتے ہیں [۲۳۳]

۶۷ ۔ ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری سجادہ نشین بھیرہ جسٹس وفاقی شرعی عدالت اپنی تفسیر "ضیاء القرآن" میں رقم فرماتے ہیں :

" بارہ ربیع الاول کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افزائے بزمِ گیتی ہوئے ۔" [۲۳۴]

تفسیر ضیاء القرآن پانچ جلدوں میں ہے جو موجودہ دور کی سب سے بہترین تفسیر ہے ۔ اس تفسیر کی ان گنت خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی انتہائی ادب و احترام سے لیا گیا ہے ۔ حتیٰ کہ ترجمے میں بھی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے "تو" یا "تم" کا لفظ کہیں استعمال نہیں کیا گیا ۔

قبلہ پیر صاحب کی کتاب "سنتِ خیر الانام" بھی اپنے موضوع پہ لاجواب کتاب ہے ۔

۶۸ ۔ علامہ حکیم سید ابوالحسنات خطیب مسجد وزیر خان لاہور لکھتے ہیں کہ " حضرت سیدہ آمنہؓ بیان فرماتی ہیں : " ماہِ ربیع الاول شروع ہوا تو تمام عالم انوارِ سماویہ سے منور نظر آنے لگا ۔ اور غیب سے تسبیح و تہلیل کی صدائیں میرے کانوں میں گونجنے لگیں ۔ شروع ماہ کے پہلے ہفتے میں حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ بشارت لائے اور فرمایا " آمنہؓ مبارک ہو ، تم سے وہ پیغمبر اولوالعزم ظاہر ہونے والے ہیں ، جو صاحبِ اسماءِ حسنیٰ اور آیاتِ کبریٰ ہیں ۔ جب بارھویں شب ربیع الاول شریف آئی تو کوئی منادی ندا دینے لگا ، اے آمنہؓ تمہیں مبارک ہو ۔ آج تم سے وہ مولودِ مسعود ہوگا ، جو آفتابِ فلاح و ہدایت اور فخرِ سعادت و نجابت ہے ۔ اِن کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا ۔" [۲۳۵]

سیّد ابوالحسنات ؒ نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ قائداعظم محمد علی جناح آپ کے مدّاح اور معترف تھے۔ آپ ایک عالم، محقق، مؤرخ، طبیب و ادیب اور مفسّر تھے۔ آپ نے قرآن پاک کی تفسیر "الحسنات" بھی لکھی۔[۲۳۶]

۶۹۔ علامہ حکیم محمد عالم آسی المتوفی ۱۹۴۴ء ایک مضمون "مجالس میلادِ نبوی" میں لکھتے ہیں:

"آپ کی پیدائش مکہ معظمہ میں ہوئی۔ اس کو سب مانتے ہیں، مگر شبِ ولادت میں اختلاف ہے۔ زیادہ تر مشہور اور صحیح قول یہی ہے کہ حضور علیہ السلام ۱۲ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ اور حضرت ابنِ عباس ؓ کی روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے۔"[۲۳۷]

علامہ آسی نیک نفس، متقی، صوفی بزرگ تھے۔ بہترین خطاط اور شاعر بھی تھے۔ ایم اے کالج امرتسر میں عربی کے پروفیسر بھی رہے۔ عطاء اللہ شاہ بخاری کے استاد تھے۔[۲۳۸]

۷۰۔ سیّد محمد نظام الدین احمد جعفری لکھتے ہیں:

"بارھویں تاریخ شہر ربیع الاوّل اوائل عام الفیل کے مطابق ۵۷۰ء حکومت نوشیروان عادل بروز دوشنبہ وقت صبح صادق آفتاب عالمتاب رسالت مطلعِ قدم سے جلوہ افروز ہوا۔"[۲۳۹]

۷۱۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی ؒ کے والدِ مکرم مولانا نقی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۸۸۰ء نے "سرور القلوب بذکر المحبوب" ۱۲ ربیع الاوّل کو سرورِ کائنات، فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثنا کا یوم ولادت قرار دیا ہے۔[۲۴۰]

۷۲۔ مُلّا واحدی ایڈیٹر "نظام المشائخ" دہلی لکھتے ہیں:

"۱۲ ربیع الاوّل کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت ہوئی۔"[۲۴۱]

۷۳۔ پنجاب یونیورسٹی کے شائع کردہ "اردو معارفِ اسلامیہ" جو اہلِ علم کی تحقیق کے بعد مرتب کیا گیا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے متعلق لکھا ہے:

"ہمارے رسول مقبول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادت باسعادت موسم بہار میں دوشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاوّل سنہ عام الفیل ۵۷۱ء کو مکہ مکرمہ

میں ہوئی۔ ...... جمہور کے نزدیک ولادت مبارک کی تاریخ قمری حساب سے ۱۲ ربیع الاول ہے۔"[۱۱۹]

۷۴۔ ایس ایم ناز نے "مسلم شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا" لکھا ہے۔ اس کی تیسری جلد میں لکھا ہے :۔

"ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو مکہ مکرمہ میں قریش کے سب سے معزز گھرانے میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے"[۱۲۰]

۷۵۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور نے ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء (۱۳ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ) کو منعقد ہونے والی قومی سیرت کانفرنس کے موقع پر "حیات طیبہ ایک نظر میں" کے عنوان سے ایک کتابچہ شائع کیا۔ اس میں بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول سنہ عام الفیل ۲۲ اپریل ۵۷۱ء درج ہے۔[۱۲۱]

۷۶۔ کوی غلام مصطفےٰ نے بنگالی میں "بشو نبی" کتاب لکھی ہے وہ بھی ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت لکھتے ہیں۔[۱۲۲]

۷۷۔ علامہ سید محمود احمد رضوی اپنی کتاب "دین مصطفےٰ" میں رقمطراز ہیں :

"واقعۂ فیل کے باون یا پچپن روز کے بعد ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت ہوئی۔"[۱۲۳]

۷۸۔ محمد عینی ایک مضمون "رسول اکرم کی صحیح تاریخِ ولادت" میں لکھتے ہیں :

"اس وقت جتنی بھی اسلامی تاریخ کی کتابیں موجود ہیں، ان میں اسلامی مہینے ربیع الاول پر سب کا اتفاق ہے اور زیادہ تر اصحابِ سیر و مؤرخین کا اجماع بارہ ربیع الاول پر ہے۔"[۱۲۴]

۷۹۔ مولانا قاری احمد "تاریخ مسلمانانِ عالم" کی جلد دوم موسوم بہ "تاریخ مصطفےٰ" میں رقمطراز ہیں :

"۱۲ ربیع الاول کی صبح صادق کتنی حسین و سعید ساعت تھی جبکہ رسول اکرمؐ، رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیین کا خلعتِ فاخرہ زیبِ تن فرما کر عبدالمطلب

کے گھر میں جلوہ افروز ہوئے۔"[248]

۸۰ ۔ آغا اشرف نے حال ہی میں ایک کتاب "محمد سیدِ لولاک" لکھی ہے۔ اُنھوں نے لکھا ہے:

"آپ بارہ ربیع الاوّل پیر کے روز بیس اپریل ۵۷۱ء کو صبح کے وقت جناب آمنہؓ کے یہاں مکہ میں پیدا ہوئے۔"[249]

۸۱ ۔ مولانا حبیب الرحمٰن خان اپنے ایک مضمون "ولادتِ خیر الانامؐ" میں لکھتے ہیں کہ "روایتی جائزے سے ثابت ہوتا ہے کہ دوشنبہ کا دن، بارھویں ربیع الاوّل اور عام الفیل کا سال تھا۔"[250]

۸۲ ۔ مولانا حکیم ابوالبرکات عبدالرؤف داناپوری "اصح السیر" میں رقمطراز ہیں:

"اُن (حضرت عبداللہؓ) کے انتقال کے بعد آٹھ یا بارہ ربیع الاوّل کو پیر کے دن صبح صادق کے وقت حضورؐ پیدا ہوئے۔"[251]

۸۳ ۔ "قصص الانبیاء" جو شیخ غلام علی اینڈ سنز نے شائع کیا، میں لکھا ہے:

"بعد بیالیس برس حکومتِ نوشیروان کے پچھلی رات میں شروع ایام بیض میں بارھویں تاریخ ربیع الاوّل دوشنبے کی رات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دُنیا میں تشریف لائے۔"[252]

۸۴ ۔ حافظ نذر محمد نے "محدّث" کے رسولؐ نمبر میں بارہ ربیع الاوّل ۲۲ اپریل ۵۷۱ء تاریخِ ولادت لکھی ہے۔[253]

۸۵ ۔ فیروز ڈسکوی اپنی تالیف "پیارے نبیؐ کے سارے حالات" کی جلد اوّل میں تحریر کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادت ۱۲ ربیع الاوّل مطابق ۵۷۰ء سوموار کے دن ہوئی۔[254]

۸۶ ۔ کاش البرنی نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادت بروز پیر ۱۲ ربیع الاوّل ۵۳ قبل ہجرت لکھی ہے۔[255]

۸۷ ۔ اُردو اور پنجابی کے نعت گو شاعر، ادیب، مورخ اور ماہنامہ "نعت" لاہور کے

ایڈیٹر راجا رشید محمود سینئر ماہر مضمون پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ اپنی کتاب "میرے سرکار" میں تحریر کرتے ہیں کہ "۱۲ ربیع الاول ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت ہے۔" [۲۵۱]

۸۸ ۔ نذیر احمد سیماب قریشی نے اپنی تالیف "خاتم النبیین" جو کہ ۱۳۶۱ھ میں لکھی تھی۔ ولادتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں لکھا ہے :

"۲۹ اگست ۵۷۰ء مطابق ۱۲ ربیع الاول بروز سوموار حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ سو سال اور ذوالقرنین کی وفات سے آٹھ سے چورانوے برس اور حضرت آدم علیہ السلام سے چھ ہزار سات سو پچاس سال بعد عالم ہستی میں تشریف لائے۔" [۲۵۲]

۸۹ ۔ عبدالرحمن شوق نے تاریخ اسلام لکھی ہے ۔ وہ پہلی جلد میں رقمطراز ہیں :

"عام الفیل کے مشہور سال ۵۷۱ء میں ۴ مئی کو یعنی ۱ ہجری کے باون سال قبل ۱۲ ربیع الاول پیر کے دن ہادی اسلام حضور پر نور حضرت محمد مصطفیٰ ابن عبداللہ حضرت آمنہ کے بطن مقدس سے پیدا ہوئے۔" [۲۵۳]

۹۰ ۔ نواب سید محمد صدیق حسن خان نے لکھا ہے :

"ولادت شریف مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر کے روز دوشنبہ شب دوازدہم ربیع الاول عام الفیل کو ہوئی ۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے۔ ابن الجوزی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔" [۲۵۴]

۹۱ ۔ ابوالجلال ندوی نے لکھا ہے :

"سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں پیر کو دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۵۳ ق ۔ ھ کی صبح کو پیدا ہوئے۔" [۲۵۵]

۹۲ ۔ قاضی عبدالدائم دائم ایڈیٹر "جام عرفان" لکھتے ہیں :

"یہ حقیقت ہے کہ متعدد تاریخی دلائل کے علاوہ تقویم کی رو سے بھی بارہ ربیع الاول ہی صحیح ہے۔" [۲۵۶]

۹۳ ۔ مولوی محمد عبداللہ خان سابق پروفیسر مہندرا کالج پٹیالہ اپنی کتاب "خطبات نبوی"

میں رقمطراز ہیں :

" حضور خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بروز پیر ۱۲ ربیع الاول ۶۱۶۳ھ بعد از ہبوطِ سیدنا آدم علیہ السلام بمقام مکہ ظہور پذیر ہوئی ۔" [۲۶۲]

۹۴ ۔ سید آلِ احمد رضوی لکھتے ہیں :

" ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کی مبارک صبح کو بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ مبارک سے انبیاء کے امام دنیا بھر کے انسانوں کو ہدایت دینے کے لئے تشریف لائے ۔" [۲۶۳]

۹۵ ۔ مولانا عبدالسلام ہمدانی امرتسری " آفتابِ رسالت " میں لکھتے ہیں :

" ۱۲ ربیع الاول کو حبیبِ خدا فخرِ کونین سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مولدِ مسعود سے اہلِ جہان کو مشرف و ممتاز فرمایا ۔" [۲۶۴]

۹۶ ۔ مولانا محمد اسلم قاسمی فاضل دیوبند رقمطراز ہیں :

" بارہ ربیع الاول پیر کے روز بیس اپریل ۵۷۱ء کو صبح کے وقت جناب آمنہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ولادت ہوئی ۔" [۲۶۵]



۹۷ ۔ مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی نے " ماہتابِ عرب " میں لکھا ہے :

" سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول ۴۲ سنہ کسریٰ کو دوشنبہ کے دن صبح کے وقت مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے ۔" [۲۶۶]

۹۸ ۔ جناب امیر الدین نے " سیرتِ طیبہ " میں لکھا ہے :

" آپ بارہ ربیع الاول بروز دوشنبہ مطابق اپریل ۵۷۰ء مکہ مکرمہ میں صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے ۔ آپ کی ولادت واقعۂ فیل کے پچاس یا پچپن دن بعد ، حضرت آدم علیہ السلام سے چھ ہزار ایک سو تیرہ سال بعد ہوئی ۔" [۲۶۷]

۹۹ ۔ سید ریاض احمد نے " قصص الرسول " میں لکھا ہے :

" ہمارے نبی حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۲۱ اپریل ۵۷۱ء کو سعودی عرب کے شہر مکہ میں پیدا ہوئے ۔ سوموار کا دن اور اسلامی مہینے ربیع الاول

کی بارہ تاریخ تھی"۔ ۲۶؎

۱۰۰۔ خواجہ محمد شعیب نے ماہنامہ "تاج" حیدرآباد کے "میلاد نمبر" میں ایک مضمون "نورِ محمدیؐ" لکھا۔ حضور خیرالانام صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے متعلق یہ تحریر فرمایا:

"بارھویں تاریخ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن بعد ۶۱۵۵ برس آدم علیہ السلام کے بہ ہزار جاہ و جلال حضور پُرنور، سرورِ عالم، فخرِ بنی آدمؑ، رسول مکرم، شفیع الامم، سیدِ دوسرا، محبوبِ کبریا، سریع الاصفیاء، تاج الانبیاء، شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ظہور اجلال فرما کر اپنے جمالِ جہاں آرا سے فرشِ خاک کو منور فرمایا"۔ ۲۷؎

۱۰۱۔ مولانا ابوالفیض محمد عبدالکریم چشتی رضوی رقمطراز ہیں:

"۱۲ ربیع الاول شریف کو سید العالمین، شفیع المذنبین، محسن کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا"۔ ۲۸؎

۱۰۲۔ خواجہ حسن نظامیؒ نے لکھا ہے:

"ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو دوشنبہ کے دن آدمؑ کی پیشانی کا نور، نوحؑ و ابراہیمؑ کے دل کا سرور، اسمٰعیلؑ کی راحتِ جان، ہاشم و عبداللہ کے گھرانے کی شان، غریبوں کا حامی، بیکسوں کا سہارا بی بی آمنہؓ کے پیٹ سے تولد ہوا"۔ ۲۹؎

۱۰۳۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت سمجھتے تھے اور اسی دن کو نیازِ نبوی کے لیے قسم قسم کے کھانے پکانے اور ایک محفل منعقد کرنے کا حکم دیتے۔ ۳۰؎

۱۰۴۔ مولانا سید محمد متین ہاشمی نے بھی ۱۲ ربیع الاول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت قرار دیتے ہیں۔ ۳۱؎

۱۰۵۔ سجارت کے مدیر القادری لکھتے ہیں:

"ربیع الاول کے ماہِ منور کی بارھویں تاریخ کو خدا کے محبوبؐ، دوعالم کے ممدوح، سرزمینِ گیتی پر آیتِ نور کی تفسیر بن کر جلوہ گر ہوئے"۔ ۳۲؎

۱۰۶ ۔ ماہنامہ "مولوی" دہلی کے "رسول" نمبر ۱۳۵۵ھ میں ہے :

"ربیع الاوّل کی ۱۲ تاریخ تھی کہ ولادت نبوی کا نور ایک پردۂ ضیا بن کر تمام عالم امکان پر مسلط ہو گیا۔" ۲۷۵

۱۰۷ ۔ مرزا حیرت دہلوی نے اپنی تالیف "المحمدؐ" میں لکھا ہے :

"آپ ۱۲ ربیع الاوّل سالِ فیل میں پیدا ہوئے۔" ۲۷۶

۱۰۸ ۔ مولانا عبدالعلیم شرر "خاتم المرسلین" میں رقمطراز ہیں :

"ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ اور دوشنبہ کا روز تھا کہ آخر شب کو آپ ماں کے شکم مبارک سے دنیا میں آئے۔" ۲۷۷

۱۰۹ ۔ ابوالحسنات قطب الدین احمد نے "خیرالاذکار فی ذکرِ سیدِ الاخیار" میں لکھا ہے :

"ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ صبح صادق کے وقت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔" ۲۷۸

۱۱۰ ۔ مولانا عبدالسبحان "میلاد النبیؐ" میں لکھتے ہیں :

"دوشنبہ کے دن بارھویں تاریخ ربیع الاوّل کے مہینے میں صبح صادق کے وقت حضرت مبدء جزء و کل احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہزار جاہ و جلال اپنے جمالِ جہاں آرا سے تمام عالم کو منور فرمایا۔" ۲۷۹

۱۱۱ ۔ رئیس احمد جعفری "رسالت مآبؐ" میں رقمطراز ہیں :

"تاریخِ ولادت میں اختلاف ہے۔ لیکن اکثریتِ آرار اس طرف ہے کہ آپ ۹ ربیع الاوّل اور بعض دوسری ثقہ روایتوں کے بموجب ۱۲ ربیع الاوّل کو پردۂ عدم سے عالمِ وجود میں آئے۔ دوشنبہ کا مبارک دن تھا۔ آپؐ کی ولادت کا وہی سال تھا جو مکہ پر ابرہہ کی فوج کشی کا تھا۔" ۲۸۰

۱۱۲ ۔ احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبدالملک بن احمد القسطلانی القتیبی المصری الشافعی کی کتاب "مواہب لدنیہ" کا ترجمہ محمد عبدالجبار خان نے کیا جو ۱۳۴۲ھ میں تاج پریس حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔ اس میں لکھا ہے :

"مشہور قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن بارھویں ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ اس قول پر اہلِ مکہ کا عمل ہے کہ وہ لوگ اس وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کی جگہ کی زیارت کرتے ہیں۔"[۲۸۱]

## انگریزی کُتب سیرت اور حضورؐ کی تاریخ ولادت

۱۱۳۔ ٹیمپل یونیورسٹی کے پروفیسر اسماعیل الفاروقی اپنی کتاب "The Life of Muhammad" میں رقمطراز ہیں:

"The majority, however, agree that Muhammad was born on twelfth of Rabi-ul-Awwal." [282]

"اکثریت اس پر متفق ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔"

۱۱۴۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے شعبۂ اسلامیات کے پروفیسر ڈاکٹر ماجد علی خان اپنی کتاب "Muhammad - The Final Messenger" میں لکھتے ہیں:

"Sayyidana Muhammad (Sallallahu 'alaihi wa Sallam) was born on Monday, the 12th of Rabi-ul-Awwal to the most historians." [283]

"مورخین کی اکثریت کے مطابق سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔"

۱۱۵۔ ڈاکٹر عطاء محی الدین نے اپنی کتاب "The Arabian Prophet" میں لکھا ہے:

"He was born as the son of Abdulla and Aminah at Mecca on the 12th Rabi-ul-Awwal in the year of Elephant" 284

"آپ حضرت عبد اللہ رض اور حضرت آمنہ رض کے فرزند ۱۲ ربیع الاوّل کو مکہ میں پیدا ہوئے۔"

۱۱۶ - الحاج قاسم علی "Muhammad - a Mercy to all the Nations" میں لکھتے ہیں :

"

"The Holy Prophet was born on Monday, being the 12th day of Rabi-ul-Awwal" 285

"پیغمبر مقدس ۹ بارہ ربیع الاوّل کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔"

۱۱۷ - ایس۔ اے سالک "The early Heroes of Islam"

"

"On the 12th of Rabi-ul-Awwal in the year 570 A.D. when Anu-Shirvan was adorning the throne of Pessia Hadrat Muhammad first saw the light of day at Mecca in the family of Abd Munaf, the noblest family in Arabia" 286

"ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ ۵۷۰ء میں جب ایران میں نوشیرواں کی حکومت تھی۔ حضرت محمد ؐ عبد المناف کے خاندان میں جو عرب کا معزز ترین خاندان میں، مکہ کے شہر میں پیدا ہوئے۔"

۱۱۸ - پروفیسر محمود بریلوی نے اپنی انگریزی کتاب "سیرتِ نبیؐ" میں لکھا ہے :

" "According to the calculation, however, of Dr. M. Hamidullah of Paris, it was 12 Rabi 1, 53 before Hijrah /17 June, 569 C.E. Monday." 287

۱۱۹ ۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے حسابات کے مطابق ۱۲ ربیع الاوّل ۵۳ قبل ہجرت ، ۱۷ جون ۵۶۹ء عیسوی پیر کا دن ہے ۔ اس دن آنحضرتؐ اس دنیا میں تشریف لائے ۔

۱۲۰ ۔ خالد ۔ ایل گابا ( (Khalid L. Gauba) ) نے اپنی کتاب "The Prophet of Desert" میں ولادت کی تاریخ ۱۲ ربیع الاوّل ۵۳ قبل ہجرت لکھا ہے ۔ [۲۵۹]

۱۲۱ ۔ ڈھاکہ کے پروفیسر کے ۔ علی نے اُردو ، بنگالی اور انگریزی میں تاریخ اسلام لکھی ہے ۔ ان کی انگریزی کتاب "A study of Islamic History" میں ہے :

"The widowed Aminah gave birth to a son on Monday, the 12th of Rabi-ul-Awwal, 570 A.D. The child was named Muhammad (Sm.) [259]

" بیوہ آمنہؓ کے گھر پیر کے دن ۱۲ ربیع الاوّل ۵۷۰ء کو ایک بچے کی پیدائش ہوئی ۔ جس کا نام محمدؐ رکھا گیا ۔"

۱۲۲ ۔ لیلیٰ اعظم اور عائشہ نے "The life of Prophet" لکھی ہے ۔ جو اسلامک ٹرسٹ سوسائٹی لندن نے شائع کی ہے ۔ اس کتاب میں لکھا ہے :

"On Monday, the twelfth day of Rabi-ul-Awwal in the year of elephant, Aminah gave birth to a son (Muhammad). [260]

" حضرت آمنہؓ کے ہاں عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاوّل کو ایک بچے ( حضرت محمدؐ ) کی ولادت ہوئی ۔"

۱۲۳ ۔ افضل الرحمٰن نے ایک کتاب "Muhammad Blessing for Mankind" لکھی جو ۱۹۷۹ء میں مسلم سکولز ٹرسٹ لندن نے شائع کی ۔ اس میں ولادت کے متعلق لکھا ہے :

"Muhammad (peace be upon him) was born in Mecca, Arabia (now called Saudi Arabia) on Monday 12th of Rabi-al-Awwal in the noble family of Quraish of the famous tribe of Bani Hasham. [261]

" ۲۹۱ء "

" محمد صلی اللہ علیہ وسلّم عرب (آج کل سعودی عرب) کے شہر مکّہ میں پیر کے دن ۱۲ ربیع الاوّل کو قریش کے قبیلہ کی معزز شاخ بنو ہاشم میں پیدا ہوئے۔"

## غیر مسلم سیرت نگار اور پیغمبرِ اسلامؐ کی تاریخِ ولادت

میں نے مستشرقین کی جو کُتب دیکھیں اُن میں سے زیادہ تر کُتب میں تاریخِ ولادت درج نہ تھی۔ بعض نے صرف ولادت کا سال لکھا تھا۔ اسی طرح " Encyclopedia of Religion )۔۔ ( Encyclopedia of Religion and Ethics )، ( Encyclopedia Brittanica ) اور ( میں پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخِ ولادت نہیں لکھی گئی۔ تاہم چند ایک غیر مسلم سکالرز نے بھی ۱۲ ربیع الاوّل کا دن ہی ولادتِ پیغمبرؐ کا دن بتایا ہے۔ چند ایک کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

۱۲۴۔ اُنیسویں صدی کے عظیم فرانسیسی محقق مُوسیوُ سیدیُو نے " تاریخِ عرب " میں لکھا ہے:

" اُن (سیدہ آمنہؓ) کے بطنِ مطہر سے ۱۲ ربیع الاوّل ۵۷۰ء کو حضرت نبیؐ پیدا ہوئے۔" ۲۹۲

۱۲۵۔ محمد علی لاہوری (احمدی) نے " سیرتِ خیر البشر " میں لکھا ہے:

" آنحضرتؐ کی ولادت کی مشہور تاریخ ۱۲ ربیع الاوّل ہے۔" ۲۹۳

احمدیوں کے دونوں فرقے ہمارے نزدیک کافر ہیں۔ اسی لئے میں نے محمد علی لاہوری کا شمار غیر مسلم سیرت نگاروں میں کیا ہے۔

" کلنکی پران " میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخِ ولادت بیان کی تھی۔

" تصدیق الہنود " کے نام کی ایک کتاب کے مؤلف نے علمِ نجوم اور ریاضی کی امداد سے کلنکی اوتار کی تاریخِ ولادت کو ۱۲ ربیع الاول قرار دیا ہے۔ جو کلنکی پران کے علم رکھنے والے مؤلف کی ہندی تاریخ کے مطابق ہے۔ (الف)

# عید میلاد النبیؐ بارہ ربیع الاوّل کو منائی جاتی ہے

پروفیسر رفیع اللہ شہاب "اسلامی معاشرہ" میں لکھتے ہیں :

" سارے دنیا کے مسلمانوں کے نزدیک ۹ ربیع الاوّل کا دن بڑی عظمت کا حامل ہے۔ کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن ہے اور اسے بڑے اہتمام سے مناتے ہیں۔ روایات میں آپؐ کی پیدائش کی دو تین تاریخیں دی گئی ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے تک ۱۲ ربیع الاوّل کو ان میں صحیح سمجھا جاتا تھا۔ لیکن آج سے ساٹھ ستر سال پہلے مصر کے مشہور ہیئت دان جناب محمود فلکی پاشا نے اس بارے میں علمی تحقیق سے ثابت کیا کہ آپؐ کی پیدائش ۹ ربیع الاوّل کو ہوئی تھی۔ اس کے بعد بہت سے ملکوں میں اس تاریخ کو اختیار کر لیا گیا۔ اگرچہ ہمارے ہاں کے علماء جن میں علامہ شبلی، مولانا ابوالکلام آزاد اور علامہ سلیمان منصور پوری شامل ہیں، نے اسی تاریخ کو ہی صحیح تسلیم کیا ہے لیکن نامعلوم وجوہ کی بنا پر بارہ ربیع الاوّل ہی کو سرکاری طور پر صحیح تسلیم کیا جاتا ہے۔" ؎

پروفیسر صاحب کی یہ عبارت پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کونسے مسلمان ۹ ربیع الاوّل کو بڑے اہتمام سے مناتے ہیں۔ اس ترقی یافتہ دور میں آج تک ہم نے کوئی ایسی خبر نہ پڑھی ہے اور نہ ہی سُنی ہے کہ فلاں ملک میں ۹ ربیع الاوّل کے دن عید میلاد النبیؐ منائی گئی۔ پروفیسر صاحب نے ایک اور موقع پر لکھا تھا کہ "ہمارے ملک میں ۱۲ ربیع الاوّل کو اختیار کیا گیا ہے جبکہ بعض دوسرے اسلامی ممالک میں ۹ ربیع الاوّل کو صحیح سمجھا جاتا ہے؎ لیکن پروفیسر صاحب یہ نہیں لکھا کہ کن ممالک میں ۹ ربیع الاوّل کو عید میلاد النبیؐ منائی جاتی ہے۔ دوسرا پروفیسر صاحب نے لکھا ہے کہ آج سے ستر سال پہلے محمود پاشا نے یہ ثابت کیا تھا۔ یہ بھی انتہائی حیران کُن بات ہے۔ محمود پاشا نے یہ بات کم از کم ایک صدی قبل کہی تھی۔ کیونکہ اُن کا فرانسیسی مقالہ عربی میں منتقل ہونے کے بعد ۱۸۹۰ء میں اُردو میں چھپا تھا۔ نیز پروفیسر صاحب نے لکھا ہے

کہ نامعلوم وجوہ کی بنا پر بارہ ربیع الاوّل کو سرکاری طور پر تسلیم کیا گیا۔ کیا انہیں اس کا علم نہیں کہ مسلمان ہمیشہ بارہ ربیع الاوّل کو عید میلاد النبیؐ مناتے رہے ہیں۔ اور صحابہ کرامؓ، تابعین، محدثین، مفسرین اور مؤرخین کے نزدیک یہی تاریخ صحیح ہے۔ دراصل کچھ لوگ دین کے بارے میں طے شدہ حقائق کے خلاف کوئی نئی بات لا کر تشکیک پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے لکھا ہے کہ "عوام میں تو مشہور قول یہ ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل تھی۔ اور بعض کمزور روایات اس کی پشت پر ہیں" [۲۹۹] افسوس صد افسوس۔ مولانا کے نزدیک ابن عباسؓ، حضرت جابرؓ، ابن اسحاقؒ، ابن ہشامؒ، ابن کثیرؒ، ابن خلدونؒ، طبریؒ، شاہ ولی اللہؒ، عبدالحق محدث دہلویؒ کی روایات کمزور ہیں اور محمود پاشا کی بات مضبوط ہے جس کی کتاب یا رسالے تک کا کسی کو علم نہیں اور اس کے وطن میں بھی اختلاف ہے۔ جنہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ فلکی پاشا کا مقالہ کس زبان میں تھا وہ بھی اسی پر ایمان لائے بیٹھے ہیں۔ یا للعجب۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ مکہ، مدینہ اور دیگر اسلامی ممالک میں قدیم دور سے کس دن عید میلاد منائی جاتی ہے۔

## مکہ معظمہ میں عید میلاد النبیؐ

مکہ مکرمہ میں عید میلاد النبیؐ بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی تھی۔ ماہنامہ "طریقت" لاہور کے جنوری ۱۹۱۷ء کے شمارے میں لکھا ہے:

"روزِ پیدائشِ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) مکہ میں بڑی خوشی منائی جاتی ہے۔ اس کو یومِ ولادتِ رسول اللہؐ کہتے ہیں۔ اس روز جلیبیاں بکثرت بکتی ہیں۔ حرم شریف میں حنفی مصلّے کے پیچھے مکلف فرش بچھایا جاتا ہے۔ شریف مکہ اور کمانڈرِ حجاز مع اسٹاف کے، لباسِ فاخرہ زرق برق پہنے ہوئے آکر موجود ہوتے ہیں۔ اور حضرت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جائے ولادت پر جا کر تھوڑی دیر نعت شریف پڑھ کر واپس آتے ہیں۔ حرم شریف سے مولد النبیؐ تک دو رویہ لالٹینوں کی قطاریں روشن کی جاتی ہیں۔ جائے ولادت اس روز

بقعۂ نور بنی ہوتی ہے۔ جاتے وقت اِن کے آگے مولود خواں نہایت خوش الحانی سے نعت شریف پڑھتے چلے جاتے ہیں۔

۱۱ ربیع الاوّل بعد از نمازِ عشار، حرم محترم میں محفل میلاد منعقد ہوتی ہے۔ ۲ بجے شب تک نعت، مولود اور ختم پڑھتے ہیں۔ اور اس رات مولد النبی پر مختلف جماعتیں جاکر نعت خوانی کرتی ہیں ........ ۱۱ ربیع الاوّل کی مغرب سے ۱۲ ربیع الاوّل کی عصر تک ہر نماز کے وقت ۲۱ توپ سلامی کی قلعہ جیاد سے ترکی توپخانہ سر کرتا ہے۔ اِن دنوں میں اہلِ مکّہ بہت جشن کرتے، نعت پڑھتے اور کثرت سے محافل میلاد منعقد کرتے ہیں۔" ۹۵

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ اہلِ مکّہ ۱۲ ربیع الاوّل کو ہی عید میلاد النبی منایا کرتے تھے۔ اس کی تصدیق دیگر علمار کی تحریروں سے بھی ہوتی ہے۔ چند ایک ملاحظہ ہوں:

## شیخ عبدالحق محدّث دہلوی

شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "مدارج النبوۃ" میں لکھا ہے:

"عمل اہل مکہ برین ست در زیارت کردن ایشان موضع ولادت شریف را دریں شب وخواندن مولود آنچہ از آداب واوضاع آنست در شب دوازدہم" ۹۶

"اہل مکہ بارھویں شب کو مکان ولادت کی زیارت کرتے، مولود پڑھتے اور جو کچھ بھی اس کے آداب واوضاع ہیں، ادا کرتے ہیں۔"

## شیخ قطب الدین الحنفی

شیخ قطب الدین الحنفی بارہ ربیع الاوّل کو اہل مکہ کے معمول کے متعلق لکھتے ہیں

"یزار مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم المکانی فی اللیلۃ الثانیۃ عشر من ربیع الاول فی کل عام فیجتمع الفقھاء و الاعیان علیٰ نظام المسجد الحرام والقضاۃ الاربعۃ بمکۃ

المشرفة بعد صلاۃ المغرب بالشموع الکثیرۃ والمفرعات و الفوانیس والمشاعل وجمیع المشائخ مع طوائفھم بالاعلام الکثیرۃ ویخرجون من المسجد الیٰ سوق اللیل ویمشون فیہ الیٰ محل مولد الشریف بازدحام"۔ ۲۹۹ے

"۱۲ ربیع الاوّل کی رات ہر سال باقاعدہ مسجد حرام میں اجتماع کا اعلان ہو جاتا تھا۔ تمام علاقوں کے علماء، فقہاء، گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجد حرام میں اکٹھے ہو جاتے۔ ادائیگی نماز کے بعد سوق اللیل سے گزرتے ہوئے مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت کے لئے جاتے۔ ان کے ہاتھوں میں کثیر تعداد شمعیں، فانوس اور مشعلیں ہوتیں۔ وہاں لوگوں کا اتنی کثیر اجتماع ہوتا کہ جگہ نہ ملتی۔"

## جمال الدّین محمّد بن جار اللہ بن ظہیرہ

"ہر سال مکہ شریف میں ۱۲ ربیع الاوّل کی رات کو (اہلِ مکّہ کا) یہ معمول ہے کہ قاضیٔ مکہ جو کہ شافعی ہیں مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جمِ غفیر کے ساتھ مولد شریف کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ ان لوگوں میں تینوں مذاہبِ فقہ کے ائمہ، اکثر فقہاء، فضلاء اور اہلِ مولد شریف کے موضوع پر خطبہ ہوتا ہے"۔ ۳۰۰ے

## مکّہ معظّمہ کی تقریب میلاد

مکّہ معظّمہ کے اخبار "القبلہ" نے ۱۹۱۷ء میں منائی جانے والی عید میلاد کی رپورٹ یوں لکھی:

"گیارھویں ربیع الاوّل کو مکّہ مکرّمہ کے در و دیوار عین اُس وقت توپوں کی صدائے بازگشت سے گونج اٹھے جبکہ حرم شریف کے مؤذّن نے نمازِ عصر کے لئے اللہ اکبر، اللہ اکبر

کی صدا بلند کی۔ سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ مبارکباد دینے لگے۔ مغرب کی نماز ایک بڑے مجمع کے ساتھ شریف حسین نے مصلّے حنفی پہ ادا کی۔ نماز سے فراغت پانے کے بعد سب سے پہلے قاضی القضاۃ نے حسبِ دستور شریف صاحب کو عیدِ میلاد کی مبارک باد دی۔ پھر تمام وزراء اور ارکانِ سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ جس میں دیگر اعیانِ شہر بھی شامل تھے، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مقامِ ولادت کی طرف روانہ ہوئے ........ یہ شاندار مجمع نہایت انتظام و احتشام کے ساتھ مولد النبیؐ کی طرف روانہ ہوا۔ قصرِ سلطنت سے مولد النبیؐ تک راستے میں دو رویہ اعلیٰ درجے کی روشنی کا انتظام تھا۔ اور خاص کر مولد النبیؐ تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشکِ جنّت بنا ہوا تھا۔ زائرین کا یہ مجمع وہاں پہنچ کر مؤدّب کھڑا ہو گیا۔ اور ایک شخص نے نہایت مؤثر طریقے سے سیرتِ احمدیہ بیان کی۔ اس کے بعد شیخ فواد نائب وزیرِ خارجہ نے ایک برجستہ تقریر کی ...... آخر میں قابل مقرر نے ایک نعتیہ قصیدہ پڑھا جس کو سن کر سامعین نہایت محظوظ ہوئے۔

عیدِ میلاد کی خوشی میں تمام دفاتر، کچہریاں اور مدارس بھی بارھویں ربیع الاوّل کو ایک دن کے لیے بند کر دیے گئے۔ اور اس طرح یہ خوشی اور سرور کا دن ختم ہو گیا۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ اسی سرور اور مسرّت کے ساتھ پھر یہ دن دکھائے۔ آمین۔ ایں دعا از من

واز جملہ جہاں آمین باد۔ انتہیٰ

## شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ کا مشاہدہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "فیوض الحرمین" میں فرماتے ہیں:

"وكنتُ قبل ذلك بمكة المعظمة في مولد النبي صلى الله عليه وسلم في يوم ولادته والناس يصلون على النبي صلى الله عليه وسلم ويذكرون ارهاصاته التي ظهرت في ولادته ومشاهده قبل بعثته فرأيتُ انوارا سطعت دفعة واحدة لا اقول انی

ادركتها ببصر الجسد ولا اقول ادركتها ببصر الروح فقط والله اعلم كيف كان الامر بين هذا وذلك فتأملت لتلك الانوار فوجدتها من قبل الملائكة المؤكلين بامثال هذه المجالس ورأيت يخالطه انوار الملائكة انوار الرحمة۔" ۳۰۲

" میں ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن (۱۲ ربیع الاوّل کی رات) ایک ایسی محفل میلاد میں شریک ہوا، جو مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر منعقد ہوئی تھی۔ جس میں لوگ ہدیۂ درود وسلام پیش کر رہے تھے۔ اور وہ واقعات بیان کر رہے تھے جو آپؐ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے اور جن کا مشاہدہ آپؐ کی بعثت سے پہلے ہوا تو اچانک میں نے دیکھا کہ اس محفل پر انوار وتجلیات کی بارش ہو گئی۔ انوار کا یہ عالم تھا کہ مجھے اس بات کی ہوش نہیں کہ میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا تھا یا فقط باطنی آنکھوں سے۔ بہر حال جو بھی ہو، میں نے غور وخوض کیا تو مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ انوار ان ملائکہ کی وجہ سے ہیں جو ایسی مجالس میں شرکت پر مامور کئے گئے ہوتے ہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ انوارِ ملائکہ کے ساتھ ساتھ رحمتِ باری تعالیٰ کا نزول بھی ہو رہا تھا۔"

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اہلِ مکہ ہمیشہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑے اہتمام سے مناتے تھے اور بارہ ربیع الاوّل کی شب مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر محفل میلاد منعقد ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی تاریخ کا صحیح علم اہلِ مکہ کو ہی ہو سکتا ہے۔ جہاں سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی۔ اہلِ مکہ کے علاوہ اہلِ مدینہ، اہلِ مصر، یمن، شام اور تمام عالمِ اسلام شرق تا غرب ہمیشہ سے حضورِ اکرم علیہ السلام کی ولادت سعیدہ کے موقع پر محافلِ میلاد کا انعقاد کرتے چلے آئے ہیں۔" ۳۰۳

## مدینہ طیبہ میں عید میلاد النبی ﷺ

مدینہ طیبہ میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوم میلاد ۱۲ ربیع الاوّل کو ہی منایا جاتا ہے۔ علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی "تاریخ حبیب الٰہ میں" رقمطراز ہیں:" بارھویں ربیع الاوّل کو مدینہ منورہ میں یہ محفل متبرک مسجد نبوی شریف میں ہوتی ہے اور مکہ معظمہ میں بر مکان ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ کتنہ

مدینہ منورہ میں آج کل بھی ۱۲ ربیع الاوّل یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طور پر منایا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں رہنے والے نور حزیں نے ہمیں بتایا ہے کہ مدینہ منورہ میں ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اپنے گھروں میں اہل محبت اپنی اپنی حیثیت کے مطا[illegible] ہیں، زیادہ شہرت نہیں کرتے اور ہر طرف سے لوگ حرم نبوی میں جوق در جوق [illegible] ہیں۔ اور ایام حج کا سا منظر ہوتا ہے۔[۵۶]

## مصر میں میلاد النبی ﷺ

ایڈورڈ ولیم لین ربیع الاوّل ۱۲۵۰ھ میں قاہرہ گیا۔ اور وہاں منائے جانے والے جشن میلاد کا ذکر اپنی کتاب ( Modern Egyptians ) میں کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"ربیع الاوّل کا چاند ہوتے ہی قاہرہ میں جشن میلاد النبی ﷺ کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ تہوار بالخصوص شہر قاہرہ کے جنوب مغرب کی جانب محلہ برکۃ الاذبکیہ کے ایک بڑے میدان میں منایا جاتا ہے۔ برسات کے دنوں میں یہ جگہ پورا تالاب بن جاتی ہے۔ جس کے کنارے میلاد کے جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ جب بارش نہ ہو تو خشک تالاب میں لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ تماشائیوں اور خصوصاً درویشوں کے لئے یہاں کئی بڑے بڑے ڈیرے اور شامیانے نصب کر دیئے جاتے ہیں۔ اور بارھویں ربیع الاوّل تک ذکر و

شغل کے لئے ان میں درویش آتے جاتے رہتے ہیں۔"[۳۶]

اڈورڈ ولیم لین ۱۲ ربیع الاوّل ۱۲۵۰ھ کی رات کے چشم دید واقعات یوں بیان کرتا ہے:

"شبِ دوازدہم کو جو خصوصاً شبِ میلاد کہلاتی ہے، میں پھر میلے کے مقام پر گیا۔ یہاں کوئی ساٹھ ستر درویش ایک شامیانے میں ذکر کر رہے تھے۔ اس حلقہ میں مختلف سلسلوں کے درویش شریک تھے، مگر ذکر اس وقت ہو رہا تھا، وہ خصوصاً سلسلہ بیومیہ کا تھا۔ جس میں ذاکر یا اللہ کے نعرے لگاتے ہیں، اور ہر نعرے کے ساتھ اپنا سر جھکاتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنے ہاتھ چلیپہ کی شکل میں سینہ کے سامنے کرتے ہیں اور پھر سر اٹھاتے ہیں۔"[۳۷]

شیخ محمد رضا مصری نے بھی یوم میلاد کو قاہرہ میں منعقد ہونے والی میلاد کی محفلوں اور پیادہ جلوس کا ذکر کیا ہے[۳۸] اس سے واضح ہو گیا کہ اہلِ مصر بھی ۱۲ ربیع الاوّل کو ہی یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منایا کرتے ہیں۔

## حضورؐ کی ولادت اور اہلِ تشیع کا عقیدہ

آجکل کے شیعہ ۱۷۔ ربیع الاوّل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت مانتے ہیں۔ ایران کے الحاج شیخ عباس قمی نے "زندگانی حضرت محمدؐ" میں لکھا ہے:

"بدانکہ مشہور بین علماء امامیہ آنست کہ ولادت باسعادت آنحضرت در ہفدہم ماہ ربیع الاوّل بود۔"[۳۹]

"علمائے امامیہ (شیعہ) میں یہ مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سترہ ربیع الاوّل کو ہوئی۔ مضمون "چہاردہ معصومین" میں ڈاکٹر مسعود رضا خاکی نے لکھا ہے:

"تاریخِ ولادت عام مسلمانوں میں ۱۲ ربیع الاوّل تسلیم کی جاتی ہے۔ کوئی ۹ اور کوئی ۱۷ بتاتا ہے۔ لیکن فقہ جعفریہ کے علماء کے نزدیک طے شدہ تاریخِ

ولادت ۱۰ ربیع الاوّل ہے۔ سنِ ولادت پر سب کا اتفاق ہے کہ سنہ عام الفیل ہے۔"

لیکن علامہ محمد باقر مجلسی "حیات القلوب" جلد دوم میں لکھا ہے:

"محمد بن یعقوب کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت کی ولادت جب ہوئی تو ماہِ ربیع الاوّل کی بارہ راتیں گذر چکی تھیں۔"

یہی روایت "جلاء العیون" جلد اوّل میں بھی موجود ہے تہران سے چھپنے والی کتاب "سیرتِ رسول اللہ" میں رفیع الدین اسحٰق بن محمد ہمدانی رقمطراز ہیں:

"روز دوشنبہ بود، دوازدہم ماہِ ربیع الاوّل کہ سید علیہ السلام از مادر بوجود آمد، آں سال بود کہ اصحابِ فیل قصدِ مکّہ کردہ بودند۔"

"پیر کے دن ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کے بطنِ اطہر سے اس دنیا میں تشریف لائے۔ اسی سال اصحابِ فیل نے مکّہ پر چڑھائی کی تھی۔"

اس سے پتہ چلا کہ اہلِ تشیع کے بعض علماء کے نزدیک بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یومِ ولادت بھی ۱۲ ربیع الاوّل ہے۔

## اٹھارہ اور بائیس ربیع الاوّل

"مواہبِ لدنیہ" میں علامہ قسطلانی لکھتے ہیں:

"کہا گیا ہے کہ ربیع الاوّل کی اٹھارہ راتیں گذرنے کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ ربیع الاوّل کے آٹھ دن باقی رہتے تھے کہ آپ پیدا ہوئے۔۔۔۔ یہ دونوں قول بالکلیہ غیر صحیح ہیں۔"

یہ قول بالکل غلط ہیں کیونکہ کسی جدید یا قدیم سیرت نگار نے ان میں سے کسی کو اختیار نہیں کیا اور نہ ہی ان کو جمہور مؤرخین نے اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ علامہ قسطلانی نے خود ہی ان اقوال کو نقل کر کے غیر ثقہ قرار دیا ہے۔

# محمود پاشا فلکی کون تھا؟

موجودہ دَور کے سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ محمود پاشا فلکی کی تحقیقات کے مطابق ۹ ربیع الاوّل ولادت کی تاریخ ہے کیونکہ ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کا دن نہیں تھا۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پیر کے دن ہوئی، اس لیے ۹ ربیع الاوّل یوم ولادت ہے۔

لیکن دلچسپ صورتِ حال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصل وطن کا بھی علم نہیں اور نہ ہی اُس کی کتاب کا نام معلوم ہے۔ علامہ شبلی نعمانی[۳۱۵] اور قاضی سلیمان منصورپوری[۳۱۶] نے محمود پاشا فلکی کو مصر کا باشندہ لکھا ہے۔ مفتی محمد شفیع[۳۱۷] اسے مکی لکھتے ہیں۔ جبکہ حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے قسطنطنیہ کا مشہور ہیئت دان اور منجم بتایا ہے[۳۱۸]۔ قسطنطنیہ استنبول کا قدیم نام ہے جو ترکی کا مشہور شہر ہے۔ محمود پاشا کے نام سے بھی ظاہر ہے کہ وہ ترکی کا رہنے والا تھا۔ کیونکہ پاشا ترکی سرداروں کا لقب ہے۔ اور سب سے بڑا فوجی لقب ہے[۳۱۹]

مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا فلکی کی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا۔ البتہ معلوم ہوا ہے کہ محمود پاشا کا اصل مقالہ فرانسیسی زبان میں تھا۔ جس کا ترجمہ سب سے پہلے احمد زکی آفندی نے " نتائج الافہام " کے نام سے عربی میں کیا تھا۔ اس کتاب کو مولوی سید محی الدین خان صاحب جج ہائیکورٹ حیدرآباد نے اُردو کا جامہ پہنایا اور ۱۸۹۸ء میں نول کشور پریس نے شائع کیا۔ یہ ترجمہ اب نہیں ملتا[۳۲۰]

محمود پاشا فلکی نے اگر علم فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات کی بھی ہیں تو صحابہؓ، تابعین اور دیگر قدماء کی روایات کو جھٹلانے کے لیے ان پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ کیونکہ تمام سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی۔ سائنسی علوم میں آج جس بات کو درست تسلیم کیا جاتا ہے، کل کو وہ غلط ثابت ہو سکتی ہے۔ ایک زمانے کے سائنسدان جس مسئلے پر متفق ہوتے ہیں، مستقبل والے اُس کی نفی کر دیتے ہیں۔ محمود پاشا اور اُس کے معتقدین نے تو یہ کہہ دیا کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو دوشنبہ کا دن نہیں تھا۔ پاشا کی تحقیق کی بنیاد جس علم پر ہے اس کا حال یہ ہے کہ اتنے ترقی یافتہ دَور میں جبکہ انسان چاند پر پہنچ کر دوسرے

سیاروں پر کمندیں ڈالنے کی کوششیں کر رہا ہے، برطانیہ کے ماہرین فلکیات اس قابل نہیں ہوئے کہ چاند نظر آنے یا نہ آنے کی پیشین گوئی کر سکیں۔ یونیورسٹی آف لنڈن کے شعبۂ طبیعیات وعلوم فلکیات کی رصدگاہ[321] اور رائل گرین وچ آبزرویٹری[322] کے معلوماتی سنٹر کے مطابق نئے چاند کی پیشین گوئی کرنا ابھی تک ناممکن ہے۔ پاکستان کے مشہور ماہر فلکیات ضیاء الدین لاہوری کی بھی یہی رائے ہے[323]۔ جب مستقبل کے متعلق کوئی حتمی رائے نہیں کی جا سکتی تو ماضی کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ فلاں قمری دن کو ہفتے کا فلاں دن تھا، اس صورت میں کسی طرح ممکن نہیں۔ جب ہمارے پاس تقویم کا تاریخی ریکارڈ موجود نہیں۔

## ہجرت سے قبل کے تقویمی حسابات ناممکن ہیں

سن ہجری کا استعمال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہوا[324]۔ اور سب سے پہلی مرتبہ یوم الخمیس ۲۰ جمادی الاول ۱۷ھ (۶۳۸ء ۱۲ جولائی) کو مملکت اسلام میں اس کا نفاذ ہوا[325]۔ اس کے بعد کا تاریخی ریکارڈ ملتا ہے، لیکن اس سے پہلے کا نہ تاریخی ریکارڈ ملتا ہے اور نہ ہی اس سے قبل کے کسی دن کے متعلق کوئی بات حتمی طور پر کہی جا سکتی ہے۔ کیونکہ بعثت نبویؐ سے قبل عرب میں کوئی باقاعدہ کیلنڈر نہیں تھا۔ اور وہ اپنی مرضی سے مہینوں میں ردّ و بدل کر لیا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنا دیا کرتے تھے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی تفسیر "نور العرفان" میں رقمطراز ہیں:

> "کفارِ عرب محترم مہینوں یعنی رجب، ذیقعدہ، ذالحجہ، محرم کی حرمت کے بڑے معتقد تھے اور اس زمانے میں جنگ کرنا حرام سمجھتے تھے۔ لیکن اگر کبھی دوران جنگ میں یہ مہینے آجاتے تو انہیں ناگوار گزرتا۔ اس لئے محرم کو صفر اور صفر کو محرم بنا لیتے یا جب کبھی حرمت کو ہٹانے کی ضرورت محسوس کرتے تو ایسے ہی مہینوں کا تبادلہ کر لیتے تھے۔ اس تبدیلی کا نام نسئ ہے"۔[326]

مہینوں کے ردّ و بدل کے بارے میں ابوالحسنات سید محمد احمد قادری لکھتے ہیں:

> "محرم کی حرمت کو صفر کی طرف ہٹا کر محرم میں جنگ جاری رکھنے اور رجب کے

اس کے صفر کو ماہِ حرام قرار دے لیتے۔" [۳۲۷]

صاحب "فتح الباری" نے عربوں کے بارے میں لکھا ہے:

"بعض محرم کا نام صفر رکھ کر اس مہینے میں جنگ کرنا جائز قرار دے لیتے۔ اس طرح صفر کا نام محرم رکھ کر اس میں جنگ کرنا حرام قرار دیتے۔" [۳۲۸]

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ "کبھی محرّم کو حرام سمجھتے اور کبھی اس کی حرمت کو صفر کی طرف مؤخر کر دیتے۔" [۳۲۹]

عربوں کی اس روش پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْكُفْرِ۔ [۳۳۰]

عرب صرف مہینے آگے پیچھے ہی نہیں کرتے تھے بلکہ سال کے تیرہ یا چودہ ماہ بھی بنا لیتے تھے۔ تفسیر الخازن کے مطابق سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنا دیتے تھے [۳۳۱] علامہ مودودی لکھتے ہیں:

"عرب کے لوگ نسی کی خاطر مہینوں کی تعداد ۱۳ یا ۱۴ بنا لیتے تھے۔" [۳۳۲]

حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اپنی تفسیر "ضیاء القرآن" میں تحریر فرمایا ہے:

"قمری سال کے بارہ مہینوں میں کبیسہ کا ایک اور مہینہ بڑھا دیا جاتا تھا۔" [۳۳۳]

جب عرب اپنی مرضی سے مہینوں کے نام بدل لیا کرتے تھے اور سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بھی بنا لیا کرتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ اعلان نبوت تک یہی ہوتا رہا ہوگا۔ ہمیں اس بات کا پتہ نہیں چل سکتا کہ کس کس سال میں نسئی کی گئی۔ مولوی اسحٰق النبی علوی اپنے تحقیقی مقالے "سیرتِ نبوی کی توقیت" میں لکھتے ہیں: "یہ مسئلہ ہنوز تشنہ ہے کہ سنہ ہجری سے سنہ ہجری تک نسئی کا مہینہ کن سالوں میں بڑھایا گیا۔ اس سلسلے میں مجھے اعتراف کرنا ہے کہ تلاش و کوشش کے باوجود اوراقِ تاریخ میں کوئی اشارہ نہ مل سکا، جس کی بنا پر کوئی کوئی اصول یا قاعدہ کلیہ پیش کیا جا سکے۔" [۳۳۴] جب ہجرت کے بعد صرف دس سالوں کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کن سالوں میں نسئی کا مہینہ بڑھایا گیا تو ولادت باسعادت کے وقت تک حسابات بالکل ناممکن ہیں۔ ماہر تقویم ضیاء الدین لاہوری نے لکھا ہے: "قابل اعتماد

ذرائع کی غیر موجودگی میں گزشتہ تاریخوں کا تعین بھی وثوق کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر بالفرض کسی جگہ کی بالکل درست معلومات میسر آجائیں۔ تو بھی جگہ بجگہ اختلاف کے باعث کسی تقویم پر مکمل انحصار نہیں کیا جا سکتا۔^۳۳۵^ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ماہرین سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکا۔ آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر مارگولیتھ G.Margoliauth لکھتے ہیں :

" It is not, however, possible to make pre-Islamic Calender.

"

" جاہلی تقویم کا بنانا بہر حال ناممکن ہے ۔ "^۳۳۶^

یہ بات واضح ہوگئی کہ حسابات کے ذریعے نکالی گئی تاریخ صحیح نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حساب ممکن ہی نہیں ہیں۔ پس ہمیں صحابہ کرامؓ، تابعین اور مؤرخین کی روایات کو درست تسلیم کرنا پڑے گا۔ محمود پاشا کے علاوہ کچھ اور لوگوں نے بھی حسابات کرنے کی سعی لاحاصل کی۔ انہوں نے ۸ ربیع الاوّل کو پیر کا دن بتایا۔

علامہ قسطلانی نے لکھا ہے کہ " اہل زیچ (زائچہ بنانے والوں) کا اس قول پہ اجماع ہے کہ ۸ ربیع الاوّل کو پیر کا دن تھا۔ "^۳۳۷^

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص بھی حساب کرے گا کوئی نئی تاریخ نکالے گا۔ پس ہم ماہرین فلکیات اور زائچہ بنانے والوں سے اتفاق نہیں کر سکتے کیونکہ اس سے ہمیں اقوال صحابہؓ و تابعینؒ کا انکار کرنا پڑتا ہے۔

## بات کس کی مانیں ؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا انیسویں صدی کے ایک منجم سے اتفاق کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول جھٹلایا جا سکتا ہے ؟ قارئین کرام خود ہی فیصلہ کرلیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے زیادہ کس کو علم ہو سکتا ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد

بھائی ہونے کی وجہ سے حضرت ابن عباسؓ کا قول بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ [۳۸]

"میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے۔"

قرآن کریم نے صحابہ کرام کو رضائے الٰہی کی سند عطا کردی اور فرمایا :

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ [۳۹] (اللہ ان (صحابہؓ) سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے)

پس حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم کی روایت کو چھوڑ کر ہم ایک منجم کی بات کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

اولئك اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا افضل هذه الامة ابرها قلوبا، واعمقها علما واقلها تكلفا اختارهم الله بصحبة نبيه ولاقامة دينه۔ [۴۰]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی امت میں سب سے افضل تھے۔ ان کے دل سب سے زیادہ پاک، ان کا علم سب سے گہرا، وہ تکلفات میں سب سے کم، اللہ نے انہیں اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لئے اور اقامت دین کے لئے چنا تھا۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ جیسے جید عالم، پہلے سیرت نگار اور تابعی نے بھی ۱۲ ربیع الاول یوم ولادت لکھا ہے۔

حضور پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد ہے :

"جہنم کی آگ ان مسلمانوں کو چھو بھی نہیں سکے گی جنہوں نے مجھے دیکھا، جس نے ان کو دیکھا جنہوں نے مجھے دیکھا۔" [۴۱]

اس حدیث پاک میں صحابہ کرامؓ اور تابعین کو دوزخ سے برأت کا سرٹیفکیٹ دے دیا گیا۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ جنتی ہیں۔ اور اہل جنت کو چھوڑ کر نجومیوں اور ماہرین

ریاضی کی باتوں پر یقین کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔

## ولادت کا موسم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت موسم بہار میں ہوئی۔ کیونکہ موسم بہار دیگر موسموں سے بہتر ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام خلق سے بہتر ہیں اسی موسم میں اس دنیا میں تشریف لائے۔ قمری مہینے سال کے مختلف موسموں میں بدل بدل کر آتے ہیں۔ ولادت کے سال ربیع الاوّل میں موسم بہار میں آیا۔

حضرت سعید بن المسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

"وکان ذلك فی فصل الربیع" [۴۳]

"یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت موسم بہار میں ہوئی۔"

فصل ربیع الاوّل اچھا اور معتدل موسم ہے۔ اس میں کپکپا دینے والی سردی ہوتی ہے نہ جھلسا دینے والی گرمی۔ اس کی نہ رات لمبی ہوتی ہے نہ دن۔ اور یہ موسم، خزاں، جاڑے اور موسم گرما کی تمام بیماریوں سے پاک ہوتا ہے۔ ہر طرف رنگ برنگے پھول اپنی مہک بکھیر رہے ہوتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے موسم بہار کو اپنے حبیب کے دنیا میں بھیجنے کے لئے منتخب فرمایا۔ علامہ معین واعظ لکھتے ہیں:

"ارباب حکمت کا اس پر اتفاق ہے کہ موسم بہار کا آغاز تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پردۂ غیب سے عالم شہادت میں تشریف لائے۔" [۴۴]

شفیق بریلوی ایڈیٹر "خاتون پاکستان" کراچی لکھتے ہیں: "ربیع الاوّل کے معنی ہیں بہار کا پہلا مہینہ۔ ربیع اس موسم کو کہتے ہیں جس میں کونپلیں پھوٹیں، درختوں اور پودوں پر موسم بہار کے آثار نمایاں ہونے لگیں۔ عرب میں اس ماہ میں موسم بہت خوشگوار ہوتا ہے۔ درختوں، کھیتوں میں ہریالی نظر آتی ہے اس وجہ سے اس کو بہار کا پہلا مہینہ کہتے ہیں۔" [۴۵] یہ فطرت کا کتنا حسین اور اچھوتا امتزاج تھا کہ جہان آب و گل میں جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی تو خزاں اپنی بساط لپیٹ کر رخصت ہو چکی تھی اور مشاطۂ بہار عروس

چمن کو آراستہ پیراستہ کرنے میں محو تھی اور بے رنگ خاکۂ دہر میں قدرت کی رنگینیاں اور رعنائیاں بھری جارہی تھیں۔ کسی عرب شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

رَبِیْعٌ فِیْ رَبِیْعٍ فِیْ رَبِیْعٍ
وَ نُوْرٌ فَوْقَ نُوْرٍ فَوْقَ نُوْرٍ ۳۲۵

## حاصلِ بحث

پس یہ ثابت ہوگیا کہ یومِ ولادتِ سرکار ﷺ بارہ (۱۲) ربیع الاول ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام، تابعین، مفسرین، محدثین اور قدیم مؤرخین نے یہی تاریخ لکھی ہے۔ ہم محمود پاشا فلکی کے حسابات پر یقین نہیں رکھتے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور محدثین کے خلاف کوئی بات کہے تو قابلِ تسلیم نہیں۔ کیونکہ اسلام کی ہر بات قرآن و حدیث میں درج ہے اور قرآن و حدیث ہم تک صحابہؓ اور تابعینؒ کے وسیلے سے پہنچا۔ اگر محمود پاشا فلکی نے حسابات اور علمِ فلکیات کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں تھا۔ تو دوسرے ماہرینِ نجوم اور ماہرینِ ریاضی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا ہی دن تھا۔ علامہ عنایت احمد کاکورویؒ اور مولانا مفتی عبد القدوس ہاشمی تقویم کے ماہر تھے انہوں نے تقویم اور علمِ نجوم پر گرانقدر کتابیں بھی لکھی ہیں۔ لیکن ان کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول اور پیر کے دن میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ جیسے مغربی اور مشرقی علوم پر مہارت رکھنے والی شخصیت کے نزدیک بھی ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا ہی دن تھا۔ اس کے علاوہ اہلِ مکہ ہمیشہ بارہ ربیع الاول ہی یومِ میلاد مناتے رہے ہیں۔ اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی ۱۲ ربیع الاول کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منائی جاتی ہے۔ اب اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ حضور پاک صاحبِ لولاک، محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء ۱۲ ربیع الاول سنہ عام الفیل، پیر کے دن، صبح کے وقت اس جہانِ ہست و بود میں اپنے وجودِ عنصری کے ساتھ تشریف لائے۔

# حواشی

۱۔ مسلم شریف بروایت حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۲۔ احمد بن حنبل / بیہقی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۳۔ زرقانی جلد ۱، ص ۱۳۳ بحوالہ "سیرت المصطفیٰ" از مولانا محمد ادریس کاندھلوی جلد ۱، ص ۵۱۔

۴۔ عبدالرحمٰن چشتی، شیخ۔ "حضرت محمد مصطفیٰ" ص ۵۔ مترجم واحد بخش سیال۔

۵۔ مسلم شریف بروایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ / صحیح بخاری جلد ۲ ص ۷۶۴ کتاب النکاح۔

۶۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری ۹ : ۱۴۵۔

۷۔ ایضاً۔

۸۔ تاریخ الیعقوبی جلد ۲، ص ۷۔ دار صادر صندوق برید، ۱۰ بیروت۔

۹۔ بنی الدین اولیائی، سید، تاریخ انبیاء، ص ۳۵۲۔ انتشارات زرین۔

۱۰۔ عباس قمی، حاج شیخ۔ زندگانی حضرت محمدؐ، ص ۱۵۔ مطبوعات حسینی، تہران۔

۱۱۔ النجم ۵۳ : ۳۔

۱۲۔ تاریخ ابن کثیر ۲ : ۳۶۱ بحوالہ قصص القرآن از حفظ الرحمٰن سیوہاروی جلد سوم ص ۲۸۷۔

۱۳۔ محمد حسین ہیکل، ڈاکٹر۔ "حیات محمدؐ" ص ۱۳۹، مترجم محمد وارث کامل

۱۴۔ "السیرۃ النبویۃ" لابن ہشام (۱۹۵۵) شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر۔ ص ۱۵۹۔

۱۵۔ نقوش "رسول نمبر" جلد ۱۱ ص ۴۲۔

۱۶۔ ضیاء القرآن ۵ : ۶۶۵۔

١٧ ۔ تفسیر ابن کثیر، جلد پنجم، ص ۱۰۴۔ ترجمہ نور محمد کارخانہ کتب کراچی ۔
١٨ ۔ تفسیر المراغی، جلد ١٠، ص ٢٢٤ مطبوعہ دار الفکر ۔
١٩ ۔ معارف القرآن ٨ : ٨١٧ ادارۃ المعارف کراچی ۔
٢٠ ۔ Holy Qur'an - Translation and Commentary by Maulana Abdul Majid Vol 2. P. 634 A Taj Company.

٢١ ۔ The Holy Qur'an - Translation and Commentary by A. Yusuf Ali -P. 451.

٢٢ ۔ ضیاء القرآن ٥ : ٦٦٥ ۔
٢٣ ۔ الروض الانف، ص ١٠٧
٢٤ ۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص ١٥٩ ۔ سیرت ابن ہشام (اردو) ص ٨٩ ۔
٢٥ ۔ السیرۃ النبویۃ للامام ابی الفداء اسمٰعیل بن کثیر جلد اول ص ١٩٩ دار المعرفت بیروت (لبنان)
٢٦ ۔ عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی ۔ الخصائص الکبریٰ، ص ٨٨ ۔ جلد اوّل ۔
٢٧ ۔ الوفا باحوال المصطفٰے، از عبدالرحمٰن بن الجوزی، ص ٩٠ المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ، گلبرگ، لاہور (١٩٧٧ء) ۔
٢٨ ۔ "الرّدّ الشافی الوافر" از احمد بن آل بن علی ۔ دار الارشاد للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت (١٩٧٧ء) ص ٣٢ ۔
٢٩ ۔ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی، امام ۔ "انوار المحمدیہ" ص ٢٤ مترجم پروفیسر غلام ربانی ایم اے ۔
٣٠ ۔ عنایت احمد کاکوروی، علامہ مفتی ۔ "تواریخ حبیب الٰہ" ۔ ص ١٣ ۔
٣١ ۔ شبلی نعمانی، مولانا علامہ، "سیرۃ النبیؐ" ١ : ١٧٦
٣٢ ۔ منہاج الدین عثمان ۔ "طبقات ناصری"، ص ٦٨ ۔ مترجم غلام رسول مہر ۔
٣٣ ۔ ابن قیم، علامہ حافظ ۔ زاد المعاد ١ : ٦٨ مترجم رئیس احمد جعفری ۔

۳۴ ۔ سلیمان منصورپوری، قاضی محمدؒ "رحمۃ للعالمینؐ" : ۱ : ۴۰ ۔
۳۵ ۔ محمد الحسنی، سیّد : "نبیِ رحمتؐ" : ۱۰۲ مترجم سیّد ابوالحسن علی ندوی ۔
۳۶ ۔ عباس قمی، حاج شیخ : "زندگانی حضرت محمدؐ" ص ۱۵ ۔
۳۷ ۔ اشرف علی تھانوی، مولانا ۔ "حبیب خدا" (نشر الطیب) ص ۲۹ ۔
۳۸ ۔ نواب علی، قاضی : "رسول اکرمؐ" ص ۲۱ ۔
۳۹ ۔ عبدالرحمٰن چشتی، شیخ : "حضرت محمد مصطفیٰؐ" ص ۵ ، مترجم کیپٹن واحد بخش سیال ۔
۴۰ ۔ حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا ۔ "قصص القرآن جلد چہارم، ص ۲۸۶ ۔ ۲۸۷ ۔
۴۱ ۔ "حیاتِ محمدؐ" ص ۱۲۶ ۔ مکتبۃ النہضۃ المصریہ، شارح عدلی پاشا بالقاہرہ ۱۹۶۸ء
۴۲ ۔ احمد رضا بریلوی، اعلیحضرت امام ۔ "نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب والوصال" ۔ ص ۲
یہ ۱۴ صفحات کا رسالہ پندرہ روزہ "سوادِ اعظم" میں مئی ۱۹۶۶ء میں چھپا تھا۔ یہ بات صفحہ ۳۵ پر ہے ۔
۴۳ ۔ "فیض الاسلام" راولپنڈی (ماہنامہ) مارچ ۱۹۶۶ء ۔ (مضمون "ولادتِ خیر زمانیؐ" از مولانا حبیب الرحمٰن خان) ص ۴۳ ۔
۴۴ ۔ "الروض الانف" ص ۱۰۷ ۔
۴۵ ۔ "سیرۃ ابن ہشام (اُردو)" ص ۸۹ ۔
۴۶ ۔ "پیامِ عمل" (ماہنامہ) لاہور ، مارچ ۱۹۸۰ء : ص ۴۴ ۔
۴۷ ۔ "الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام" ص ۱۹۶ بحوالہ ماہنامہ منہاج القرآن" نومبر ۱۹۸۰ء ص ۹۳ ۔
۴۸ ۔ محمد طاہر القادری، پروفیسر، ڈاکٹر ۔ "جشن میلاد النبیؐ کی شرعی حیثیت" ص ۱۹۴ ۔
۴۹ ۔ ایضاً، ص ۲۰۱ ۔
۵۰ ۔ "مدارج النبوت" ، ص ۲۴ مترجم، محمد اشرف نقشبندی ۔
۵۱ ۔ "الانوار المحمدیہ" ، ص ۲۴ ۔
۵۲ ۔ "خاتم النّبیینؐ" ، جلد اوّل، ص ۱۱۶ ۔ مصنف الامام محمد ابوزہرۃ ، دار الفکر العربی ۔
۵۳ ۔ الحافظ ابن کثیر الدمشقی ۔ "البدایہ والنہایۃ" ، جزو دوم المکتبۃ المعارف بیروت ۱۹۷۰ء ، ص ۲۶۲ ۔

۵۴ ۔ "الطبقات الکبریٰ لابن سعدؒ، جلد اوّل، ص ۱۰۰ مطبوعہ دار الفکر۔

۵۵ ۔ عبدالرحمن بن جوزی۔ "الوفا باحوال المصطفیٰؐ"، ص ۹۰۔

۵۶ ۔ محمد سعید رمضان البوطی، الدکتور۔ "فقہ السیرۃ"، ص ۵۹، دار الفکر، دمشق۔

۵۷ ۔ محمد صدیق حسن، "الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ"۔ ص ۷

۵۸ ۔ محمد رضا، شیخ۔ "محمدؐ رسول اللہ"۔ ص ۳۰ (مترجم مولوی محمد عادل قدوسی)
تاج کمپنی لمیٹڈ۔

۵۹ ۔ محمد سلیمان ندوی، سید۔ "رحمتِ عالمؐ" ص ۱۳۔

۶۰ ۔ "سیرۃ النبیؐ" جلد اوّل، ص ۱۷۶۔ دینی کتب خانہ اردو بازار، لاہور (۱۹۷۵ء)

۶۱ ۔ سلیمان منصور پوری، قاضی۔ "رحمۃ للعالمین" ۱ : ۱۲۶۔

۶۲ ۔ مودودی، ابو الاعلیٰ۔ "سیرتِ سرورِ عالمؐ"۔ جلد ۲ ص ۹۳، ۹۴۔

۶۳ ۔ نور بخش توکلی، علامہ۔ "سیرتِ رسولِ عربیؐ"۔ ص ۴۲۔

۶۴ ۔ ماہنامہ "منہاج القرآن" نومبر ۱۹۸۷ء، ص ۲۳۔

۶۵ ۔ "فیض الاسلام" (ماہنامہ) مارچ ۱۹۷۶ء۔ ص ۴۲۔

۶۶ ۔ "نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب والوصال"، ص ۲۔

۶۷ ۔ "فیض الاسلام" مارچ ۱۹۷۶ء ص ۴۲۔

۶۸ ۔ حفظ الرحمن سیوہاروی، مولانا۔ "قصص القرآن"۔ جلد چہارم، ص ۲۸۷۔ ناشرانِ قرآن لاہور۔

۶۹ ۔ "فیض الاسلام" (ماہنامہ) مارچ ۱۹۷۶ء ص ۴۲۔

۷۰ ۔ "رسائل سنّۃ ضروریہ"۔ ص ۳۶۔ ادارہ نعیمیہ رضویہ سوادِ اعظم لال کھوہ، موچی گیٹ، لاہور۔

۷۱ ۔ "فیض الاسلام" مارچ ۱۹۷۶ء ص ۴۲۔

۷۲ ۔ محمد صادق سیالکوٹی، حکیم مولانا۔ "سید الکونین"۔ ص ۵۵، نعمانی کتب خانہ، اُردو بازار لاہور

۷۳ ۔ "رسالتمآبؐ" از مفتی عزیز الرحمن۔ ص ۹ (۱۹۷۵ء) شہزاد پبلشرز، جان محمد روڈ، لاہور۔

۷۴ ۔ "الوفا" ص ۱۱۷۔ مترجم محمد اشرف سیالوی۔ فرید بک سٹال لاہور۔

۷۵ ۔ "طبقاتِ ناصری"، ص ۱۱۵ حاشیہ۔

۷۶ - آمنۃ اللہ تسنیم "ہمارے حضورؐ" ص ۲۲ (۱۹۸۰ء) مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد کراچی۔
۷۷ - "فیض الاسلام" (ماہنامہ) مارچ ۱۹۰۶ء ص ۴۳۔
۷۸ - محمد ادریس کاندھلوی، مولانا "سیرت المصطفےٰ" ۱ : ۵۱ مکتبہ عثمانیہ لاہور۔
۷۹ - "تاریخ ابن کثیر" ص ۲۶۰ بحوالہ "قصص القرآن"۔
۸۰ - "طبقات ناصری" ص ۱۱۵ حاشیہ۔
۸۱ - "روحِ سوم" از سید امیر علی، ص ۱۰، مترجم محمد ہادی حسین (۱۹۸۰ء) ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور۔
۸۲ - "زرقانی" جلد اوّل ص ۱۲۰ بحوالہ "سیرۃ المصطفےٰ" جلد اوّل تالیف محمد ادریس کاندھلوی ص ۵۱۔
۸۳ - "الطبقات الکبریٰ لابن سعد" (السیرۃ الشریفۃ النبویۃ) جلد اوّل ص ۱۰۱۔ دار صادر بیروت۔
۸۴ - "تفسیر فتح العزیز" (پارہ عمّ) ص ۴۰۴ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی۔
۸۵ - "تفسیر حقانی ۸ : ۲۰۰ المکتبۃ العزیزیہ، اُردو بازار لاہور۔
۸۶ - "روضۃ الاحباب" تالیف سید جمال حسینی، ص ۹۔ مترجم مفتی عزیز رحمان۔ یہ کتاب "رسالت مآب" کے نام سے شیخ الٰہی بخش پبلشرز جان محمد روڈ لاہور نے ۱۹۰۵ء نے شائع کی تھی۔
۸۷ - سر سید احمد خاں۔ "سیرت محمدیؐ" ص ۲۰ (۱۹۸۹ء) مقبول اکیڈمی ۱۹۹ سرکلر روڈ لاہور۔
۸۸ - عبد المصطفےٰ اعظمی، الحاج۔ "سیرت مصطفےٰ" ص ۵۹۔
۸۹ - شجاعت علی قادری، سید۔ "سیرت رسول کریمؐ" ص ۶ مکتبہ اشرفیہ مریدکے۔
۹۰ - "حیات النبیؐ" تالیف میاں محمد سعید، ص ۳۱ (۱۹۸۲ء) نفیس اکیڈمی کراچی۔
۹۱ - محمود احمد رضوی، سید علامہ۔ "دینِ مصطفےٰ" ص ۸۴۔ مکتبہ رضوان گنج بخش روڈ لاہور
۹۲ - "سیرت مصطفےٰ" تالیف عبد العزیز نقشبندی خطیب جامع مسجد کلیانی مارکیٹ ... کراچی، ص ۵۳۔

۹۳ - "تفہیم القرآن جلد ششم، ص ۲۶۹ ۔
۹۴ - "الخصائص الکبریٰ ص ۸۸ / نزہۃ المجالس از عبدالرحمٰن شافعی ۲ : ۱۹۶ ۔
۹۵ - "تفسیر نورالعرفان" ص ۹۸۴ ادارۂ کتب اسلامیہ گجرات ۔
۹۶ - "ضیاء القرآن ۵ : ۶۶۵ ۔
۹۷ - "الوفا باحوال المصطفےٰ ؐ" ص ۱۱۰ مترجم محمد اشرف سیالوی ۔ فرید بک سٹال لاہور ۔
۹۸ - "نطق الہلال بارخ ولاد الحبیبؐ والوصال"، ص ۴ ۔
۹۹ - "ماہنامہ پیام عمل" لاہور ۔ مارچ ۱۹۸۱ء ص ۲۴ ۔
۱۰۰ - "اخبار النبیؐ" جلد اوّل ص ۱۵۰ مترجم علامہ عبداللہ العمادی ۔
۱۰۱ - "سیرت مغلطائی" ص ۷ بحوالہ سیرت رسول اکرمؐ از مولانا محمد شفیع ص ۳۰ ۔ ادارہ اسلامیات، لاہور ۔
۱۰۲ - "الوفا" ص ۱۱۰ مترجم محمد اشرف سیالوی ۔
۱۰۳ - محمد محمد ابوزہو ۔ "تاریخ حدیث و محدثین، ص ۴۶۹ مترجم غلام احمد حریری ۔
۱۰۴ - امیرالدین ۔ "سیرت طیبہ" ص ۶۷ ۔ مدرسہ تعلیم القرآن، نواں شہر ملتان ۔
۱۰۵ - ابوالحسن علی بن حسین بن علی المسعودی ۔ "التنبیہ والاشراف" ص ۳۶ مترجم مولانا عبداللہ العمادی ۔ ایچ ۔ ایم سعید کمپنی کراچی ۔
۱۰۶ - ابن قیمؒ، حافظ علامہ ۔ "زادالمعاد"، ۱ : ۶۸ مترجم رئیس احمد جعفری ۔ ناشرانِ قرآن لمیٹڈ، اردو بازار لاہور ۔
۱۰۷ - محمد ادریس کاندھلوی، مولانا، "سیرت المصطفےٰ ؐ" جلد اوّل ص ۵۱ ۔
۱۰۸ - راشد الخیری، علامہ ۔ "آمنہ کالالؐ"، ص ۴۲ ۔ عصمت بک ایجنسی، دہلی ۔
۱۰۹ - شبلی نعمانی، علامہ ۔ "سیرۃ النبیؐ" ۔ ص ۱۰۶ (۱۹۷۵ء) دینی کتب خانہ اردو بازار، لاہور ۔
۱۱۰ - ایضاً، ص ۱۰۶ حاشیہ ۔
۱۱۱ - ماہنامہ "جام عرفان" اکتوبر ۱۹۸۴ء ص ۱۰ ۔
۱۱۲ - عبدالرحمٰن شافعی، "نزہۃ المجالس ۲ : ۱۹۶ ۔

۱۱۳۔ "رحمۃ للعالمین" جلد اوّل، ص ۴۰۔

۱۱۴۔ ایضاً۔

۱۱۵۔ "رسول رحمتؐ" ص ۳۰ مرتبہ غلام رسول مہر۔

۱۱۶۔ حفظ الرحمٰن سیوہاروی: قصص القرآن۔

۱۱۷۔ پرویز۔ "معراج انسانیت"۔ ص ۸۷۔

۱۱۸۔ قاسم محمود، سید۔ "اسلامی انسائیکلوپیڈیا"۔ ص ۱۳۱۷۔ شاہکار کراچی۔

۱۱۹۔ شاہ معین الدین احمد ندوی: "تاریخ اسلام" ص ۳۲، ادارہ نشریات اسلام اردو بازار، لاہور۔

۱۲۰۔ غلام نبی ماگرے۔ "سیرت خاتم الانبیاء" حصہ اوّل۔ ص ۲۲۔ ادارہ ندار العرفات۔ سمن آباد لاہور۔

۱۲۱۔ اسرار احمد، ڈاکٹر: "رسول کاملؐ"۔ ص ۲۳۔ مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور۔

۱۲۲۔ محمد اسمٰعیل ظفرآبادی، حکیم: "ہادیٔ کونینؐ" ص ۴۸۔ ملک سنز تاجران کتب کارخانہ بازار، فیصل آباد۔

۱۲۳۔ افضل حق چوہدری: "محبوب خداؐ"، ص ۲۰۔

۱۲۴۔ عبدالکریم ثمر: "رسولؐ کائنات" ص ۲۰۔

۱۲۵۔ محمد میاں، مولانا: "تاریخ اسلام"، ۱: ۴۵۔

۱۲۶۔ غلام حیدر بٹ: "رسول خداؐ" ص ۱۸ بحوالہ فیض الاسلام۔ مارچ ۱۹۰۰ء ص ۳۸۔

۱۲۷۔ قاری احمد، مولانا: "تاریخ مسلمانان عالم" جلد دوم، ص ۲۲۔

۱۲۸۔ بشیر احمد تمنّا: "تاریخ اسلام" ص ۲۰، نیو بک پیلس اردو بازار لاہور۔

۱۲۹۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جلد اوّل، ص ۱۰۰۔ دار صادر بیروت۔

۱۳۰۔ الوفا باحوال المصطفیٰؐ، ص ۱۱۲، مترجم علامہ محمد اشرف سیالوی۔

۱۳۱۔ عارف بٹالوی: "حیات رسولؐ" ص ۴۶۔ مکتبہ میری لائبریری لاہور۔

۱۳۲۔ "السیرۃ النبویۃ" از ابی الفداء اسمٰعیل بن کثیر، حصہ اوّل ص ۱۹۹، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

لبنان ۔

" البدایہ والنہایہ" حصہ دوم ص ۲۶۰۔ المکتبۃ المعارف، بیروت (۱۹۷۷ء) بلوغ الامانی
شرح الفتح الربانی، جلد ۲، ص ۱۸۹ مطبوعہ بیروت

۱۳۳۔ محمد ابو زہو۔ "تاریخ حدیث و محدثین" ص ۲۹۲: مترجم غلام احمد حریری، ناشران قرآن لمیٹڈ لاہور۔ / "بستان المحدثین" از شاہ عبدالعزیز دہلوی، ص ۱۲۹ (۱۹۸۴ء) ایچ ایم سعید کمپنی کراچی۔

۱۳۴ ۔ "تہذیب التہذیب" جلد ۶ ص ۲ بحوالہ تاریخ حدیث و محدثین"، ص ۲۶۵۔

۱۳۵ ۔ "خلاصۃ التہذیب" ص ۲۶۰ مطبوعہ بیروت / ابن حجر عسقلانی: "تقریب التہذیب" ص ۲۰۴۔ دار نشر الکتب الاسلامیۃ گوجرانوالہ۔

۱۳۶ ۔ "تقریب التہذیب" لابن حجر، ص ۱۲۶ / "خلاصۃ التہذیب" ص ۲۴۱ مطبوعہ بیروت۔

۱۳۷ ۔ منظور احمد شاہ، مولانا ابوالنصر۔ "علم القرآن" ص ۲۰۸۔

۱۳۸ ۔ "نقوش" رسول نمبر" جلد اول، ص ۵۶۱، ادارہ فروغ اُردو، لاہور (مقالہ سیرت نبوی کی اولین کتابیں اور اُن کے مؤلفین، از جوزف ہورووتس، ترجمہ ڈاکٹر نثار احمد فاروقی)

۱۳۹ ۔ "السیرۃ النبویۃ لابن ہشام"، ص ۱۵۹ (۱۹۵۵ء) شرکۃ مکتبۃ و مطبعۃ مصطفی، مصر۔

۱۴۰ ۔ "نقوش" رسول نمبر" ۱ : ۵۵۰

۱۴۱ ۔ ایضاً: ص ۵۱۱، ۵۱۲ /

Encyclopedia of Religion and Ethics Vol. 111.

۱۴۲ ۔ نقوش " رسول نمبر" ۱ : ۵۵۰

۱۴۳ ۔ ISHAQ'S SIRAT RASUL ALLAH. P. 69 by Prof. A. Guillaume Oxford University Press London (1955).

۱۴۴ ۔ "سیرۃ ابن ہشام" (اردو) ص ۱۸۲ جلد اول مترجم مولانا عبدالجلیل صدیقی، شیخ غلام علی

اینڈ سنز پبلشرز ۔

۱۴۵۔ نقوش " رسول نمبر" ص ۴۱۳ / ۴۸۶

۱۴۶۔ نقوش " رسول نمبر" جلد اوّل ، ص ۴۶۳ (مقالہ ابن ہشام اور سیرت ہشام از محمد اجمل اصلاحی)

۱۴۷۔ " السیرۃ النبویۃ " حصہ اوّل ص ۱۹۹۔ دار المعرفت بیروت ، لبنان ۔

۱۴۸۔ " الوفا باحوال المصطفیٰ " ص ۱۱۰ مترجم محمد اشرف سیالوی : فرید بک سٹال لاہور

۱۴۹۔ نقوش " رسول نمبر" جلد اوّل ، ص ۱۰۰ (مقالہ ابن الجوزی اور سوانح رسول ، از غلام جیلانی برق)

۱۵۰۔ ابن جوزی ۔ " ولادت سرور عالم " ص ۴۰ ، مترجم عبدالحلیم شرر ، دلگداز پریس لکھنؤ ۔

۱۵۱۔ " میلاد رسول " ص ۳۰ ، مترجم پروفیسر ڈاکٹر شریف احمد ۔

۱۵۲۔ احمد بن حجر آل ابن علی : " الرد الثانی الوافر " ، ص ۲۰ ۔ دار الارشاد ، بیروت ۔

۱۵۳۔ نطق الھلال بارخ ولاد الحبیب والوصال " ص ۴

۱۵۴۔ احمد موسیٰ البکری : " التاریخ العربی القدیمۃ والسیرۃ النبویۃ " ص ۱۰۶ مطبوعہ وزارت المعارف المملکۃ العربیۃ السعودیۃ ۔

۱۵۵۔ ابراہیم الابیاری " مہذب السیرۃ النبویۃ " ص ۱۲-۲۰ ، دار المعارف ، قاہرہ

۱۵۶۔ ابن سید الناس : " عیون الاثر " جلد اوّل ، ص ۳۰ ، دار الافق الجدیدۃ بیروت ۔

۱۵۷۔ محمد الغزالی ، امام " فقہ السیرۃ " (۱۹۷۶ء) ص ۶۰ ۔ دار احیاء التراث العربی ۔

۱۵۸۔ محمد عبدہٗ یمانی ، ڈاکٹر " علموا اولادکم محبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " ص ۴۹ (۱۹۸۹ء) وزارت اعلام سعودی عرب ۔ اس کتاب کے ایک باب " الاحتفاء بالمولد النبوی الشریف " کا ترجمہ ماہنامہ نعت لاہور کے اکتوبر ۱۹۸۹ء کے شمارے میں چھپا تھا ۔ اس کا ترجمہ محمد طفیل ضیغم کر رہے ہیں جو عنقریب شائع ہوگا ۔

۱۵۹۔ محمد سعید رمضان البوطی ، الدکتور " فقہ السیرۃ " ص ۴۹ ۔ دار الفکر دمشق (۱۹۸۰ء)

۱۶۰ - ابوالحسن علی الحسنی الندوی۔ قصص النبیین (الجزء والخامس موسوم بہ سیرۃ خاتم النبیین) ص ۲۷-۲۸ (۱۹۷۷ء) مجلس نشریات اسلام ۱- کے۔ ۳۔ ناظم آباد کراچی ۱۸

۱۶۱ - "رسالت مآب"۔ مفتی عزیز الرحمٰن (ترجمہ روضۃ الاحباب) ص ۹۔ شہزاد پبلشرز

۱۶۲ - جان محمد روڈ، لاہور۔

عبداللہ بن محمد عبدالوہاب نجدی، شیخ۔ "مختصر سیرۃ الرسول"۔ ص ۸-۹ (۱۹۷۹ء) المکتبۃ السلفیہ بلاہور۔

۱۶۳ - ابن خلدون، علامہ: "سیرۃ الانبیاء" مترجم مفتی انتظام اللہ شہابی۔

۱۶۴ - "نقوش" رسول نمبر ۱: ۷۱

۱۶۵ - محمد صدیق حسن، سید۔ نواب: "الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریۃ" ص ۷۔

۱۶۶ - "الانوار المحمدیہ"، ص ۴۲۔ مترجم پروفیسر غلام ربانی۔

۱۶۷ - محمد الحسنی، سید: "نبی رحمت" حصہ اول ص ۱۰۲، مترجم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔

۱۶۸ - نقوش "رسول نمبر" جلد اول ص ۶۹۱/ ۶۹۷

۱۶۹ - "سیرۃ المختار"، ص ۲۷۔ مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور

۱۷۰ - "حیاۃ محمد" تالیف محمد حسین ہیکل ڈاکٹر۔ ص ۱۲۶ (۱۹۶۸ء) مکتبۃ النہضۃ المصریۃ شارع عدلی باشا بالقاہرہ

۱۷۱ - محمد رضا، شیخ: "محمد رسول اللہ" ص ۳۰، مترجم مولوی محمد عادل قدوسی۔ تاج کمپنی لمیٹڈ۔

۱۷۱ - ایضاً۔ مقدمہ، ص ۵۔

۱۷۲ - الامام محمد ابو زہرۃ۔ "خاتم النبیین" جلد اول، ص ۱۱۵، ۱۱۶ دار الفکر العربی۔

۱۷۳ - محی الدین خیاط، علامہ۔ "تاریخ اسلام" جلد اول، ص ۱۱۔ مترجم محمد حامد خان۔ صدیق بکڈپو لکھنؤ۔

۱۷۴ - "رسول نمبر" خاتون پاکستان (ماہنامہ) ۱۹۶۴ء، مضمون رسول اکرم اور انسانی معاشرہ، از ڈاکٹر فواد فخر الدین، ص ۶۴۹۔

دی مسلم ڈائجسٹ، ص ۱۸۶

۱۷۶ ـ "سرور المحزون" ترجمہ نور العیون۔ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ ص ۳ مطبع محمدی لاہور (۱۸۹۰ء)

۱۷۷ ـ "سید المرسلین" منسوب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔ مترجم عزیز ملک۔ ص ۱۱ ادبستان لاہور۔

۱۷۸ ـ "سیرۃ الرسول" از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ مترجم خلیفہ محمد عاقل، ص ۱۴ دار الاشاعت، مولوی مسافر خانہ کراچی۔

۱۷۹ ـ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ (البقرۃ: ۷۵)

۱۸۰ ـ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ (سورۃ الحجر: ۹)

"انفاس العارفین" مترجم حکیم محمد اصغر اطہر۔ تقدیم راجا رشید محمود، ص ۸-۹ نوری کتب خانہ لاہور۔

۱۸۱ ـ "مدارج النبوۃ" ص ۴۰، مترجم محمد اشرف نقشبندی۔

۱۸۲ ـ "مقالات یوم رضا" حصہ سوم، ص ۱۰۱ از مفتی عبد الغنی کوکب و حکیم محمد موسیٰ امرتسری۔

۱۸۳ ـ "نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب والوصال" ص ۹۔

۱۸۴ ـ "تذکرہ صدر الافاضل" ص ۹۹، مرتبہ معین الدین نعیمی سواد اعظم لاہور۔

۱۸۵ ـ محمود احمد قادری، مولانا "علمائے اہلسنت" ص ۲۵۴، خانقاہ قادریہ اشرفیہ اسلام آباد بھوانی پور، ضلع مظفر پور (بہار) بھارت۔

۱۸۶ ـ احمد یار خان نعیمی مفتی۔ "اسلامی زندگی" ص ۱۰۲، مرکزی انجمن اشاعت اسلام، احمدیہ بریلوی سٹریٹ، نزد مزار حضرت شاہ بیتھا، کراچی۔

۱۸۸ ـ محمد صادق نقشبندی۔ "سرور عالم" ص ۲۰، علی برادران تاجران کتب فیصل آباد۔

۱۸۹ ـ عارف بٹالوی: "حیات رسول" ص ۲۱۴، مکتبہ میری لائبریری لاہور۔

۱۹۰ ـ "تواریخ حبیب الٰہ": تالیف مفتی عنایت احمد کاکوروی، ص ۴۔ یہ کتاب سیرت رسول اعظم کے نام سے مکتبہ مہریہ رضویہ، کالج روڈ ڈسکہ نے شائع کی ہے۔

۱۹۱ ـ ایضاً، ص ۴ (حیات مبارکہ حضرت مولانا عنایت احمد کاکوروی از پروفیسر آفتاب احمد

نقوی) ۔

۱۹۲ ۔ محمود احمد قادری : "تذکرہ علماء اہلسنت" ص ۱۲۲ ۔

۱۹۳ ۔ تواریخ حبیب الٰہ" ص ۶ ۔

۱۹۴ ۔ "تذکرہ علماء اہلسنت" ص ۱۲۲ ۔

۱۹۵ ۔ سرسید احمد خان : "سیرت محمدی" ص ۲۱۷ ، مقبول اکیڈمی ۱۹۹ اسرکلر روڈ لاہور

۱۹۶ ۔ (۱۹۸۹ء)

Life of Mohammad by Syed Ahmed Khan Page 181.

Oriental Publishers and Book Seller's Lahore.

"مقالات سرسید" حصہ یازدہم ، مرتبہ مولانا محمد اسمٰعیل پانی پتی ، ص ۶۶ ، مجلس ترقی ادب لاہور (۱۹۶۲ء)

۱۹۷ ۔ "سیرت خاتم الانبیاء" تالیف مولانا مفتی محمد شفیع (ابتدائیہ)

۱۹۸ ۔ ایضاً ۔

۱۹۹ ۔ ایضاً ۔

۲۰۰ ۔ ایضاً ۔ ص ۱۸ ۔

۲۰۱ ایضاً ۔ ص ۱۸ ۔ (حاشیہ)

۲۰۲ "معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ" تالیف ملا معین واعظ الکاشفی الہروی ، ص مکتبہ نبویہ ، گنج بخش روڈ ، لاہور ۔

۲۰۳ ۔ محمد صادق سیالکوٹی ، حکیم ، مولانا : "سید الکونین" ص ۵۵ ، نعمانی کتب خانہ ، اردو بازار ۔ لاہور ۔

۲۰۴ ۔ محمد سعید ، میاں : "حیات النبی" ص ۳۱ (۱۹۵۲ء) میاں محمد سعید ، نفیس اکیڈمی کراچی ۔

۲۰۵ ۔ احمد مصطفیٰ صدیقی راہی : "ہمارے پیغمبر" ص ۲۱۹ ، خیام پبلشرز ، چوک اردو بازار لاہور

۲۰۶ ۔ سید محمد میاں ، مولانا : "محمد رسول اللہ ، قرآن اور تاریخ کے آئینہ میں ۔ (۱۹۸۶ء) مکتبہ

محمودیہ، بیت الحمد۔ کریم پارک، راوی روڈ، لاہور ۔
۲۰۷ ۔ عبد المصطفیٰ اعظمی، الحاج "سیرتِ مصطفیٰ" ص ۵۹ ۔
۲۰۸ ۔ " علمائے اہلِ سنت"، ص ۱۵۷ ۔
۲۰۹ ۔ امیر علی، سید : " روحِ اسلام" ص ۸۱ مترجم محمد ہادی حسین (۱۹۸۶ء) ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ۔ لاہور
۲۱۰ ۔ محمد عنایت اللہ سبحانی : " محمد عربی" ص ۳۸ ۔ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۔
۲۱۱ ۔ علی اصغر چوہدری : "حیاتِ رسول" ص ۲۲ (۱۹۸۱ء) مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور
۲۱۲ ۔ آمنہ ات تسنیم : "ہمارے حضور" ص ۲۲ (۱۹۸۰ء) مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی ۔
۲۱۳ ۔ محمد ولی رازی : " ہادیٔ عالم" ص ۳۴ (۱۹۸۶ء) دار العلوم کراچی ۔
۲۱۴ ۔ غلام سرور رانا، پروفیسر : "معلمِ انسانیت ۔ محمد عربی" ص ۹ چوبرجی، لاہور ۔
۲۱۵ ۔ شجاعت علی نادری، پروفیسر سید : " سیرت رسول کریم" ص ۰، مکتبہ اشرفیہ مریدکے ۔
۲۱۶ ۔ خاتونِ پاکستان کراچی " رسول نمبر" (۱۹۶۴ء) (مضمون ، میلادِ رسول از مولانا حسن شاہ پھلواری ۔ ص ۸۳۹ ۔
۲۱۷ ۔ ایضاً ، ص ۱۱۰ (مضمون " سیرت کی بعض ضروری تاریخیں" از مفتی عبدالقدوس ہاشمی
۲۱۸ ۔ شاہ عطاء اللہ خان عطار " رحمت دو عالم " (۱۹۸۸ء) نذیر سنز پبلشرز ۔
۲۱۹ ۔ ابوالاعلیٰ مودودی، علامہ : " سیرت سرور عالم " ص ۹۳، ۹۴ ۔
۲۲۰ ۔ خاتون پاکستان " رسول نمبر " ۱۳۸۳ھ ص ۳۶ ۔
۲۲۱ ۔ اشرف علی تھانوی، مولانا : " حبیب خدا " ص ۲۹ ۔
۲۲۲ ۔ ماہنامہ محفل لاہور، مارچ ۱۹۸۱ء ص ۶۵ ۔
۲۲۳ ۔ عمر ابوالنصر : " نبی امی " ص ۶۲ مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی ۔
۲۲۴ ۔ قاضی نواب علی : " رسول اکرم " ص ۲۱، ۲۲ ۔

۲۲۵ ۔ محمد سلیمان ندوی، سید : "رحمتِ عالمؐ" ص ۱۳ ۔
۲۲۶ نور بخش توکلی، علامہ : سیرتِ رسولِ عربیؐ" ص ۴۳
۲۲۷ ۔ محمد اسلام، خواجہ : "محبوبؐ کے حسن و جمال کا منظر" ص ۵۱ ۔
۲۲۸ ۔ "تفریح الاذکیار فی احوال الانبیار" : جلد دوم، ص ۱۰ ۔
۲۲۹ ۔ ساجد الرحمٰن، صاحبزادہ : "سیرتِ رسولؐ" ص ۶ ۔
۲۳۰ ۔ ماہنامہ "المعارف" جنوری ۱۹۸۰ء، ص ۲ ۔
۲۳۱ ۔ عبدالشکور فاروقی لکھنوی ۔ "ذکرِ حبیبؐ" ص ۲۷ ۔
۲۳۲ ۔ ماہنامہ "جامِ عرفان" اکتوبر ۱۹۸۴ء ص ۱۱ ۔
۲۳۳ ۔ مختار احمد : "آئینہ تاریخ" ص ۴۱، مکتبہ اشرفیہ، مریدکے ۔
۲۳۴ ۔ ضیار القرآن ۵ : ۶۶۵ ۔
۲۳۵ ۔ ابوالحسنات، حکیم : "مدنی تاجدارؐ" ۔ میلاد نمبر ۔ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور ص ۲۴ ۔



یہی روایت امام ابن جوزیؒ نے یوں لکھی ہے : " ماہِ ولادت یعنی ربیع الاول شروع ہوا تو ہر روز ایک نئی شان اور تازہ کرامات نمایاں ہونے لگیں ۔ پہلی رات حضرت آمنہؓ کو ایک خاص فرحت و بشاشت محسوس ہوئی ۔ دوسری رات بشارت دی گئی کہ آپ کا ہر مقصد بر آئے گا اور سب آرزوئیں پوری ہوں گی ۔ تیسری رات آپ نے ملائکہ کی تسبیح پڑھنے کی آواز علانیہ اور آشکارا طور پر سنی ۔ چوتھی رات، آپ پر اپنی دولتمندی و سعادت کا حال آشکارا ہو گیا ۔ پانچویں رات ایک نئی فرحت و مسرت حاصل ہوئی ۔ جو استقلال کے ساتھ قائم رہی ۔ چھٹی رات کو تھکن کمزوری اور ساری کلفت دور ہو گئی ۔ ساتویں رات خواب میں دیکھا کہ حضرت خلیل اللہ ابراہیمؑ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تمہیں بشارت ہو ان نبیؐ کی، جو جلیل القدر اچھے ناموں، نشانیوں اور اعلٰے کیفیتوں والے ہیں ۔ آٹھویں رات کو چونکہ اب زمانہ ولادت سرورِ عالمؐ بالکل قریب آ پہنچا تھا ۔ حضرت آمنہؓ نے دیکھا کہ فرشتے آپ کے گرد طواف کر رہے ہیں ۔ نویں رات

کو دیکھا کہ سارا گھر نور سے معمور ہو گیا۔ اور روشنی سے جگمگا اٹھا۔ دسویں رات کو سنا کہ حضرت رسول مختار کی خوشی میں طیور نغمہ سنجی کر رہے ہیں۔ گیارھویں رات کو دیکھا کہ فرشتے خداوند عالم کی حمد و ثنا میں مشغول ہیں اور سارا گھر ان کی آوازوں سے گونج اٹھا ہے۔ بارھویں رات کو سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے " آمنہ تمہیں مبارک ہو "۔ (ابن جوزی " ولادت سرور عالم " مترجم مولانا محمد عبدالحلیم شرر، مطبوعہ دلگداز پریس لکھنؤ۔ طبع اول ۱۹۲۳ء ص ۳۳ ، ۳۴)

۲۳۶ ۔ "تذکرہ علمائے اہل سنت " ص ۶۰ ۔

۲۳۷ ۔ " الفقیہ " (ہفت روزہ) امرتسر " میلاد نمبر " ۱۹۳۲ء (مضمون " مجالس میلاد نبوی " از مولانا حکیم محمد عالم آسی) ص ۴۰ ۔

۲۳۸ ۔ نظام الدین محمد جعفری : " جنات النعیم فی ذکر نبی الکریم " ص ۲۴ ۔

۲۳۹ ۔ نقی علی خان، مولانا : " سرور القلوب بذکر المحبوب " ص ۱۱ ۔ ۱۲ ۔

۲۴۰ ۔ " آستانہ " (ماہنامہ) دہلی ۔ رسول نمبر، دسمبر ۱۹۵۲ء ، ص ۲۵ ۔

۲۴۱ ۔ " اردو دائرہ معارف اسلامیہ " ، جلد ۱۹ ص ۴۴، پنجاب یونیورسٹی لاہور (جلد ۱۹ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

۲۴۲ ۔ " مسلم شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا " از ایس ایم ناز ، جلد ۳ ص ۱۱ ۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۔

۲۴۳ ۔ " حیات طیبہ ایک نظر میں " ص ۷ ۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور ۔ ۱۱ فروری ۱۹۶۹ء ۔

۲۴۴ ۔ " خاتون پاکستان " رسول نمبر ۱۹۶۲ء (مضمون " یشو نبی " ترجمہ مولانا عبدالرحمن بیخود) ص ۹۴۶ ۔

۲۴۵ ۔ محمود احمد رضوی ، علامہ سید : " دین مصطفے " ص ۸۴ ، مکتبہ رضوان ، گنج بخش روڈ لاہور ۔

۲۴۶ ۔ " فیض الاسلام " راولپنڈی ، مارچ ۱۹۰۶ء ، ص ۳۸ ۔

۲۴۷ ۔ قاری احمد ، مولانا : " تاریخ مسلمانان عالم " جلد دوم ، ص ۶۲ ۔

۲۴۹ ۔ آغا اشرف : " محمد سید لولاک " ص ۱۱۸ ۔

۲۵۰- "فیض الاسلام" (ماہنامہ) راولپنڈی۔ مارچ ۱۹۷۶ء ص ۵۴۔

۲۵۱- عبدالرؤف دانا پوری۔ مولانا حکیم ابوالبرکات "اصح السیر" ص ۶، مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد۔ کراچی۔

۲۵۲- "قصص الانبیاء" (اردو) ص ۱۵۲، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔

۲۵۳- حافظ نذر محمد۔ "محدث" رسول نمبر، ص ۳۳۵۔

۲۵۴- فیروز ڈسکوی: "پیارے نبی کے سارے حالات" جلد اول حصہ دوم، ص ۱۲۸ مطبوعہ سیالکوٹ۔

۲۵۵- کاشف البرنی۔ "المختصر" ص ۴۔ اوراق پبلشرز کراچی۔

۲۵۶- رشید محمود، راجا۔ "میرے سرکار" ص ۷، اختر کتاب گھر، نیو شالامار کالونی لاہور

۲۵۷- نذیر احمد سیماب قریشی۔ "خاتم النبیین" ص ۲۱۔

۲۵۸- عبدالرحمٰن شوق: "تاریخ اسلام" ا ص ۴۴۔

۲۵۹- الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریۃ" ص ۷

۲۶۰- "ماہِ نو" سیرتِ پاک کے مضامین کا انتخاب۔ ص ۱۵، مطبوعہ ۱۹۶۶ء۔

۲۶۱- ماہنامہ "جامِ عرفان" اکتوبر ۱۹۸۴ء ص ۱۰، ۱۱۔

۲۶۲- محمد عبداللہ خان، مولوی۔ "خطباتِ نبوی" ص ا مطبوعہ ۱۹۲۴ء۔

۲۶۳- سید آل احمد رضوی "ہمارے پیارے نبی" ص ۲۵، ماڈرن بک ڈپو، آبپارہ اسلام آباد۔

۲۶۴- عبدالسلام ہمدانی امرتسری، مولانا: "آفتابِ رسالت" (۱۳۵۴ھ) ہمدانیہ کٹیرہ گربا سنگھ امرتسر۔

۲۶۵- محمد سعد قاسمی، مولانا "سیرت پاک" ص ۲۲۔ ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انار کلی لاہور۔

۲۶۶- محمد عاشق الٰہی میرٹھی، مولانا "تاریخ اسلام" ص ۳۵۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی۔

۲۶۷- امیر الدین "سیرت طیبہ" ص ۶۷ مدرسہ تعلیم القرآن، نواں شہر ملتان۔

۲۶۸- ریاض احمد۔ سید "قصص الرسول" ص ۹ ہسٹاریکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ پوسٹ بکس ۲۱۴۵ اسلام آباد۔

۲۶۹ ـ "تاج" (ماہنامہ)حیدرآباددکن ۔میلادنمبر، نومبر۱۹۳۴ء (مضمون"، نورمحمدؐی ۔ازخواجہ محمدشعیب) ص ۱۰۰ ۔

۲۷۰ ـ "رسائل کرمیہ" ازمحمدعبدالکریم ابدالوی چشتی، رضوی ، ص ۱۶۴ (رسالہ پیام میلاد) دارالعلوم چشتیہ رضویہ ، خانقاہ ڈوگراں (ضلع شیخوپورہ)

۲۷۱ ـ حسن نظامی، خواجہ ۔"میلادنامہ اور رسولؐ بیتی"۔ مطبوعہ محبوب المطابع دہلی، دسواں ایڈیشن اپریل ۱۹۳۸ء ۔ص ۲۴ ۔

۲۷۲ ـ "مکتوبات" جلدسوم ص ۷۲

۲۷۳ ـ "نعت" (ماہنامہ) لاہور نومبر ۱۹۸۸ء ص ۹۵ ۔

۲۷۴ ـ ایضاً ۔

۲۷۵ ـ "مولوی" (ماہنامہ) دہلی (مضمون : ولادت وطفولیت) ص ۱۵ ۔

۲۷۶ ـ حیرت دہوی ، میرزا "المحمدؐ" ص ۳۵، مطبع رائے بھوانی پرشاد ، دہلی ۔

۲۷۷ ـ عبدالحلیم شرر ، مولوی محمد "خاتم المرسلینؐ" (۱۹۱۹ء) دگداز پریس لکھنؤ، ص ۸۰ ۔

۲۷۸ ـ قطب الدین احمد ، ابوالحسنات : "خیرالاذکار فی ذکر سیدالاخیار" (۱۹۰۴ء) ص ۲۲۰ ۔ مطبع نامی لکھنؤ ۔

۲۷۹ ـ عبدالسبحان ، مولانا : "میلادالنبیؐ" ص ۵۵ ۔ ملک محمدالدین ایڈیٹر رسالہ "صوفی" پنڈی بہارالدین ۔

۲۸۰ ـ رئیس احمدجعفری ، "رسالت مآبؐ" ص ۹۴ ، ۵۰ ، اشاعت منزل نلہ بل روڈ لاہور ۔

۲۸۱ ـ "سیرت محمدیہ" ترجمہ مواہب لدنیہ" ۔مترجم محمدعبدالجبارخان ۔ص ۶۹ ۔تاج پریس حیدرآباد دکن ۔

۲۸۲ ـ The Life of Muhammad by Ismail Ragi A. al Faruqi (1976) Page 48. Centre of Islamic studies Qum (Iran).

Muhammad - The Final Messenger by Dr. Majid Ali page 50. Jami'a Millia Islamia New Delhi - 6(1980) -۱۸۳

"The Arabian Prophet" by Dr. Ata Mohy-ud-Din Page - 9. Islamic Book Foundation Samanabad Lahore -۱۸۴

"Muhammad - A Mercy to all Nations" by Al-Hajj Qassim Ali - Page 41-Sind Sagar Academy Lahore (1979). -۱۸۵

"The Early Heroes in Islam" by S.A. Salik. Page 38 The Book House P.O.Box 734 Lahore. -۱۸۶

"Seerat-al-Nabi" by Professor Mahmud Brelvi. Page 12 (1982). Institute of Sindhology. University of Sind, Jamshoroo. -۱۸۷



"The Prophet of the Desert" by K.L. Gauba. Page 247. The Book House Lahore. -۱۸۸

"A study of Islamic History" by Prof. K. Ali Page. 20 -۱۸۹

"The Life of the Prophet - Muhammad" by Leila Azzam and Aisha - Page 20. (The Islamic Trust Society London). -۱۹۰

"Muhammad Blessing for Mankind" by Afzal-ur-Rahman. Page 1 (1979) the Muslim Trust London. -۱۹۱

۲۹۲- موسیو سیدیو۔ "تاریخ عرب" ص ۹۸ ۔مترجم مولوی عبدالغفور۔

۲۹۳- محمد علی لاہور۔ "سیرتِ خیرالبشر" ص ۴۲ ۔ احمدیہ انجمن اشاعت لاہور۔

(الف) قاضی عبدالحلیم شرر "رہبرِ عالم" ص ۵۷ ۔ سیرت کمیٹی ایبٹ آباد

۲۹۴۔ رفیع اللہ شہاب، پروفیسر: "اسلامی معاشرہ" ص ۲۵۷۔
سنگ میل پبلی کیشنز لاہور (۱۹۸۸ء)
(پروفیسر صاحب نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ درود سلام لکھنے کے بجائے "صلعم" لکھا ہے جو کہ غلط ہے)۔

۲۹۵۔ "پیام عمل" (ماہنامہ) لاہور، مارچ ۱۹۸۱ء، ص ۲۴۔

۲۹۶۔ حفظ الرحمٰن سیوہاروی۔ "قصص القرآن" جلد سوم، ص ۲۸۶۔

۲۹۷۔ "طریقت" (ماہنامہ) لاہور جنوری ۱۹۱۷ء ص ۲، ۳۔

۲۹۸۔ "فیض الاسلام" (ماہنامہ) راولپنڈی، مارچ ۱۹۷۶ء ص ۴۲۔

۲۹۹۔ "منہاج القرآن" (ماہنامہ) نومبر ۱۹۸۸ء ص ۳۰۔

۳۰۰۔ محمد طاہر القادری، پروفیسر ڈاکٹر "جشن میلاد النبیؐ کی شرعی حیثیت" ص ۲۰۱، ۲۰۲
ادارہ منہاج القرآن، لاہور۔

۳۰۱۔ اخبار "القبلہ" مکہ مکرمہ۔ ترجمہ الیاس فرشتی بحوالہ ماہنامہ "طریقت" مارچ ۱۹۱۷ء ص
۲۲، ۲۳۔

۳۰۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی: "فیوض الحرمین" ص ۸۰، ۸۱ قرآن محل مطبع
سعیدی کراچی۔

۳۰۳۔ "بیان المیلاد النبویؐ" للمحدث ابن جوزی ص ۱، مترجم علامہ مفتی حکیم غلام معین الدین
نعیمی۔ بزم میلاد النبیؐ ارگینیشن سیکرٹریٹ پرانی انارکلی لاہور۔

۳۰۴۔ "تاریخ حبیبِ الٰہ" تالیف: علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی ص ۱۵۔

۳۰۵۔ نور حزیں کافی عرصہ سے مدینہ منورہ میں رہ رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بات حکیم سنت،
محقق عصر حکیم محمد موسیٰ امرتسری کو بتائی۔ ان کا یہ بیان زیر دستخطی ہمارے پاس موجود ہے۔

۳۰۶۔ ماہنامہ "تاج" حیدرآباد دکن۔ اکتوبر، نومبر ۱۹۲۴ء۔ ص ۴۸۔

۳۰۷ - ایضاً، ص ۵۶ -

۳۰۸ - محمد رضا، شیخ : "محمد رسول اللہ" ص ۳۴ -

۳۰۹ - عباس قمی، حاج شیخ - "زندگانی حضرت محمد"، ص ۱۵، مطبوعاتی حسینی تہرانی -

۳۱۰ - "البشر" (ماہنامہ) لاہور "ہادیٔ انسانیت نمبر" فروری ۱۹۸۰ء ص ۵۰ -

۳۱۱ - علامہ مجلسی - حیات القلوب - جلد دوم ص ۱۱۲ - مترجم مولوی سید بشارت حسین کامل مرزا پوری امامیہ کتب خانہ مغل حویلی اندرون موچی دروازہ لاہور (۱۹۶۶ء)

۳۱۲ - محمد باقر مجلسی، علامہ - جلاء العیون - جلد اوّل ص ۲۷ - مترجم سید عبد الحسین بن مولانا سید صادق حسین - شیعہ جنرل بک ایجنسی اندرون موچی دروازہ لاہور -

۳۱۳ - رفیع الدین اسحق بن محمد ہمدانی قاضی ابرقوہ : "سیرت رسول اللہ" ص ۴۳، مطبوعہ تہران -

۳۱۴ - "سیرت محمدیہ" ترجمہ مواہب لدنیہ - ص ۶۹ - مترجم محمد عبد الجبار خان : تاج پریس حیدر آباد دکن -

۳۱۵ - "سیرت النبی" جلد اوّل ص ۱۷۶ -

۳۱۶ - "رحمۃ للعالمین" جلد اوّل، ص ۴۰ -

۳۱۷ - محمد شفیع، مفتی - "سیرت خاتم الانبیاء" ص ۱۸ - ناشر، بیگم عائشہ بادانی وقف کراچی -

۳۱۸ - حفظ الرحمن سیوہاروی : "قصص القرآن" جلد چہارم، ص ۲۸۸ -

۳۱۹ - قاسم محمود، سید "اسلامی انسائیکلوپیڈیا" ص ۳۲۴، شاہکار بک فاؤنڈیشن -

۳۲۰ - نقوش - رسول نمبر ۲ : ۱۲۱ -

۳۲۱ - ضیاء الدین لاہوری : "رویت ہلال" ص ۱۹ لندن یونیورسٹی کی رصدگاہ کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے خط کا عکس موجود ہے -

۳۲۲ - ایضاً : ص ۲۲ - رائل گرین وچ آبزرویٹری کے خط کا عکس ملاحظہ ہو -

۳۲۳ - ضیاء الدین لاہوری - جوہر تقویم نمبر (الحقائق اکتوبر ۱۹۸۳ء) ص ۲۳ -

۳۲۴ ۔ شمس الاسلام" (ماہنامہ) بھیرہ ۔ دسمبر ۱۹۸۰ء ص ۲۳ ۔

۳۲۵ ۔ " اظہار " (ماہنامہ) کراچی ۔ جولائی ۱۹۸۳ء ص ۸ ۔

۳۲۶ ۔ " تفسیر نور العرفان " ، ص ۴۰۹ ۔ ادارہ کتب اسد میہ گجرات ۔

۳۲۷ ۔ " تفسیر الحسنات " جلد دوم ص ۸۱۲ ۔

۳۲۸ ۔ " الفتح الباری شرح البخاری " ابن حجر ، بحوالہ ماہنامہ " اظہار " کراچی ۔ جولائی ۱۹۸۳ء ص ۸ ۔

۳۲۹ ۔ " تفسیر ابن کثیر " جلد پنجم ، ص ۶۰ ۔ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۔

۳۳۰ ۔ سورۃ توبہ آیت ۳۰

۳۳۱ ۔ " تفسیر خازن جلد اوّل " تفسیر بغوی " بحوالہ " اظہار " کراچی جولائی ۱۹۸۳ء ص ۸ ۔

۳۳۲ ۔ " تفہیم القرآن " جلد دوم ص ۱۹۲ ۔

۳۳۳ ۔ " ضیاء القرآن " جلد دوم ، ص ۲۰۳ ۔

۳۳۴ ۔ " نقوش " رسول نمبر ، جلد دوم ، ص ۱۱۲ ۔

۳۳۵ ۔ ضیاء الدین لاہوری ، " جوہر تقویہ " ص ۲۳ ۔ الحقائق مصنف بک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ۔

۳۳۶ ۔ " نقوش " رسول نمبر جلد دوم ص ۷۶ ۔

۳۳۷ ۔ " سیرت محمدیہ " ترجمہ مواہب لدنیہ " ص ۶۹ ۔ " تاج پریس ، حیدر آباد ۔

۳۳۸ ۔ " قومی ڈائجسٹ " ، صحابہ کرامؓ نمبر ، ص ۵۸ ۔

۳۳۹ ۔ سورۃ بینہ ، آیت نمبر ۸ ۔

۳۴۰ ۔ دارمی عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ۔

۳۴۱ ۔ ترمذی شریف ۔

۳۴۲ ۔ منہاج القرآن ، نومبر ۱۹۸۸ء ص ۳۳ ۔

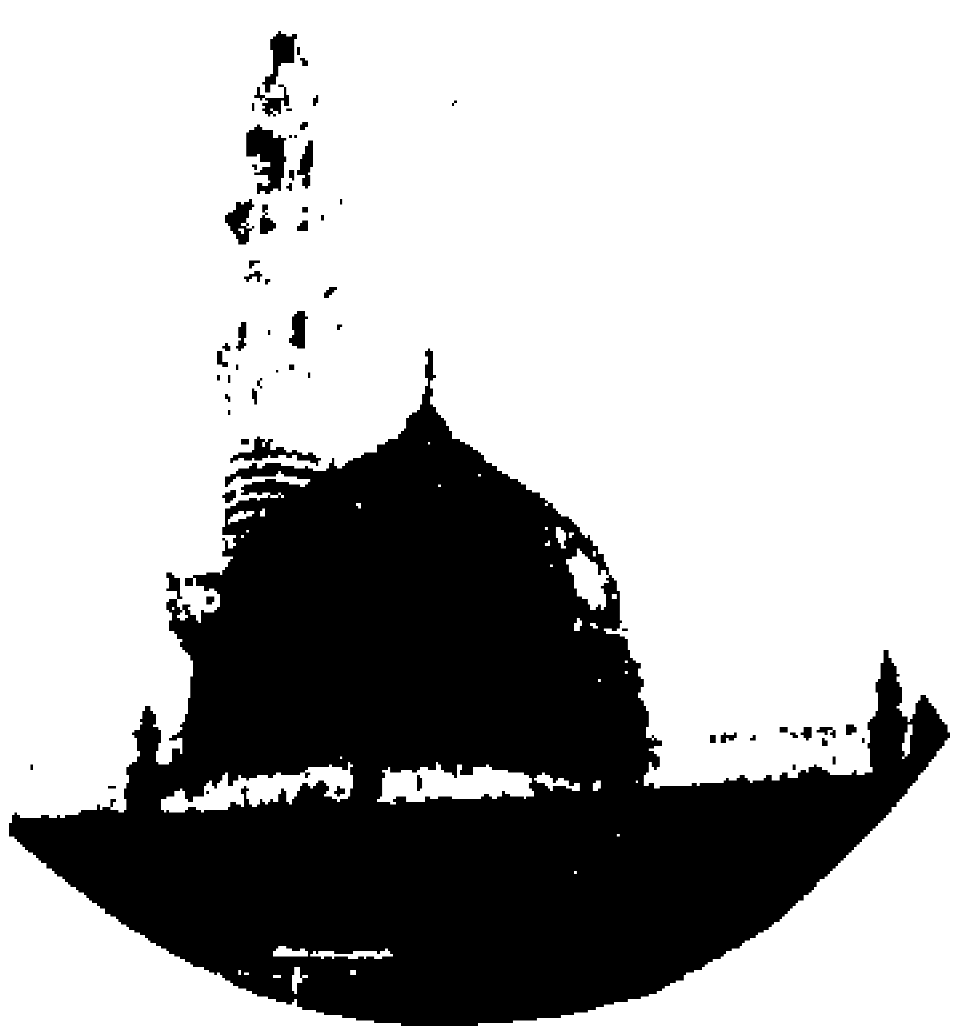
٣٤٣ ـ معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ جلد دوم، ص ٨٦ ۔ مکتبہ نوریہ گنج بخش روڈ لاہور ۔

٣٤٤ ـ "محفل" (ماہنامہ) لاہور ۔ خیرالبشر نمبر ۔ مارچ ١٩٨١ء ص ٢٤٠ ۔

٣٤٥ ـ "انوارِ ساطعہ" بحوالہ "جاء الحق" تالیف مفتی احمد یار خان نعیمی ص ٢٣٧ ۔

▲▲▲▲▲▲▲▲▲▲▲▲▲▲▲

(قارئین سے گزارش ہے کہ جہاں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
گرامی یا ایسی ضمیر جس سے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہوں پڑھیں درود وسلا
ہرگز نہ بھولیں ۔)



# ہندو جوتشی کا چیلنج اور اُس کا جواب

ہندوستان میں کسی ہندو جوتشی نے کرشن کا زائچہ بنا کر اور اس پر احکام لگا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ دُنیا کی کسی اور ہستی کا زائچہ اس سے بہترین ثمرہ کا اظہار کرنے والا نہیں ہو سکتا۔ در اصل یہ محض اس کے مذہبی عقیدہ کا مظہر تھا۔ ڈاکٹر اختر امرتسری مرحوم کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے اس چیلنج کے جواب میں حضور سرور کائنات محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا زائچہ پیش کر کے اس کے ثمرات انہی کی کتابوں کے حوالہ سے بیان کر کے واضح کر دیا کہ اس دنیا میں وہ ہستی صرف حضورؐ کی ہے جس کی نظیر نہیں۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدائشی زائچہ سب سے بہتر و برتر ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ہندوؤں کے ہاں بھی یہی زائچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیم کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مفید عالم جنتری جو پہلے لاہور سے ہر سال طبع ہوتی تھی اور اب جالندھر سے شائع ہو رہی ہے اس میں بارہا چھپ چکا ہے۔ اُردو زبان میں علم نجوم پر ایک مستند و معروف کتاب " النجوم " ہے۔ جسے مولوی سید محمد مجتبیٰ و مولوی حسین الدین مرحومین نے مرتب کیا اور آدارہ دارالکتب" رفیق منزل اندرون موچی دروازہ لاہور نے چند مرتبہ شائع کیا۔ اس میں بھی یہی زائچہ درج ہے جو ابو معشر بلخی کی تحقیق کے مطابق تاریخ ولادت تسلیم کر کے مرتب کر کے احکام استخراج کیے گئے ہیں۔

ایک بات کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ نجوم کے دو سسٹم اس وقت رائج ہیں، ایک نریانا سسٹم (نرائن یعنی شمسی) جو عموماً ہندو جوتشیوں میں رائج ہے۔ اس کے مطابق ۱۳ اپریل کے لگ بھگ سورج برج حمل (میکھ) میں داخل ہوتا ہے اور ایک سال بھر میں دورہ پورا کر کے اُسی مقام پر آجاتا ہے۔ سورج کی یہ گردش ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے ۹ منٹ اور ۱۰ سیکنڈ میں پوری ہوتی ہے۔ اسے انگریزی میں SIDEREAL YEAR تنجیمی سال کہا جاتا ہے۔ لہذا ان کے ہاں سال کا پہلا دن یکم بیساکھ کو ہوتا ہے۔ (متوفی ۱۱ اگست ۱۹۸۰ء)

جبکہ دوسرا سسٹم سیانا سسٹم کے نام سے موسوم ہے جسے عرف عام میں یونانی بھی کہا جاتا ہے اس کے مطابق عموماً شمس بُرج حمل میں ۲۰/ ۲۱ مارچ کو داخل ہوتا ہے اور ایران وغیرہ میں اس دن کو "نوروز" کہا جاتا ہے ان کا نیا سال اسی دن سے شروع ہوتا ہے۔ ان کے مہینہ کا نام بھی بُرج کے نام کے مطابق حمل کہلاتا ہے۔ یہ سال ۳۶۵ دن ۵ گھنٹہ ۴۸ منٹ ۴۶ سیکنڈ کا ہوتا ہے جسے انگریزی میں TROPICAL YEAR (موسمی سال) کہا جاتا ہے۔ ہر دو قسم کے سالوں میں ۲۰ منٹ ۲۴ سیکنڈ کا فرق عیاں ہے۔ اس فرق کی وجہ سے اب دونوں سسٹم کے مابین ۲۳/ ۲۴ ڈگری کا فرق پڑچکا ہے۔ اس فرق کو اقلِ تعدیل کہا جاتا ہے۔ عموماً پاکستانی جنتریاں سیانا سسٹم کے مطابق ہی چھپتی ہیں کیونکہ انگلینڈ سے درآمد کی ہوئی جنتریوں کی اکثریت سیانا سسٹم کے مطابق ہے۔ لہذا پاکستان اور گرینچ کے ۵ گھنٹہ فرق سے نقل کر دی جاتی ہیں۔ البتہ انگلینڈ میں مرتب ہونے والی WITHKER'S ALMANIC نریانا سسٹم کے مطابق ہوتی ہے۔ دونوں طریقوں میں اتنا بُعد کیوں ہوا ہے؟ یہ ایک دقیق مسئلہ ہے جو ہر شخص کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ البتہ اشارۃً واضح کر دوں کہ انسائیکلوپیڈیا برطانیکا ENCYCLOPEDIA BRITANICA) وغیرہ میں زیر عنوان "حمل کا درجہ اوّل" ( FIRST POINT OF ARIES) میں صاف لکھا ہے کہ جب جنتری شمس کو بُرجِ حمل کے درجہ اوّل پہ ظاہر کرتی ہے دراصل سورج اس وقت بُرجِ حوت کے ابتدائی ۷/ ۸ درجہ پہ ہوتا ہے۔ چونکہ ہندوستانی جوتشی نے نریانا سسٹم کے مطابق زائچہ بنا کر اس کا ثمرہ دیا تھا لہذا اختر امرتسری مرحوم نے بھی اسی سسٹم کے مطابق مرتبہ زائچہ پہ احکامِ ثمرہ جات انہی کی کتابوں سے حاصل کر کے لکھے اور ان لوگوں کو لاجواب کر دیا۔

اگرچہ عربوں نے علمِ ہیئت (نجوم) میں بہت زیادہ ترقی کی تھی نئے سیارے اور ستارے دریافت کر کے ان کے نام رکھے۔ آلاتِ نجوم، اصطرلاب ASTELAB وغیرہ بھی ایجاد کیے تھے جس کے نتیجہ میں اب تک ان کے عربی زبان والے نام ہی امریکہ برطانیہ اور دیگر ممالک

میں رائج ہیں جیسے آخر النہر، عقرب، الجنب، الغول، الدبران، الفرد، الفرس، النطاق، ذو الحوت، الرجل، ید . . . . . وغیرہ ۔

لیکن حضور رسول کریم رؤف رحیم نے نجومی کے احکام کو تسلیم کرنے سے منع فرما دیا۔ جس کے نتیجہ میں مسلمانوں میں علم نجوم کی رغبت کم ہو گئی۔ اصل وجہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتا ہے، لیکن ظاہری طور پر پہلے تو دونوں طریقوں میں اتنا فرق ہے اور پھر زیادہ سسٹم والوں میں آپس میں بھی تھوڑا تھوڑا اختلاف ہے لہذا احکام میں بھی فرق ضروری ہو گیا۔ علاوہ ازیں نفسیاتی طور پر غلط اثرات مرتب ہونے پر متعلقہ شخص ذہنی پریشانی میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر پیشین گوئیاں غلط ہو جاتی ہیں کبھی کبھی نشانہ ٹھیک بھی لگ جاتا ہے۔ لہذا اسے ظنی علم ہی کہا جا سکتا ہے یقینی نہیں۔

پھر بھی ایک چیلنج کو قبول کرنے کے لیے علم نجوم کے ذریعہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کے اظہار کی خاطر علماء نے اس کو مفید سمجھتے ہوئے اشاعت کی اجازت دی ہے۔ حضرت سید محمود احمد رضوی نے زائچہ مذکور کی مختصر وضاحت کے سلسلہ میں تحریر فرمایا تھا "مضمون پڑھا سرسری طور پر پڑھا۔ جو نتائج اخذ کئے گئے ہیں ان میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔" (ماہنامہ ستارالنجوم ستمبر ۱۹۶۰ء)



یہ زائچہ ماہنامہ سلسبیل لاہور کے علاوہ چند دیگر رسائل میں بھی طبع ہو چکا۔ البتہ عجب ایک بد مذہب نے ایک معقول رقم دے کر اس کے حقوق حاصل کرنا چاہے تو حضرت مدنسی مرحوم نے اسے ڈانٹ کر کہا کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی فروخت کرنے والا نہیں ہوں۔ بلکہ میں محض اللہ اور رسول کی خوشنودی کیلئے دیگر سنی رسائل کو بلا معاوضہ دوں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے انکی مرحوم کی سعی مشکور کو قبول فرمائے اور روز قیامت حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت عظمیٰ سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

۵ شعبان ۱۴۰۹ھ ۱۴ مارچ ۱۹۸۹ء ابو الحسن محمد محبوب الٰہی رضوی، چونیاں

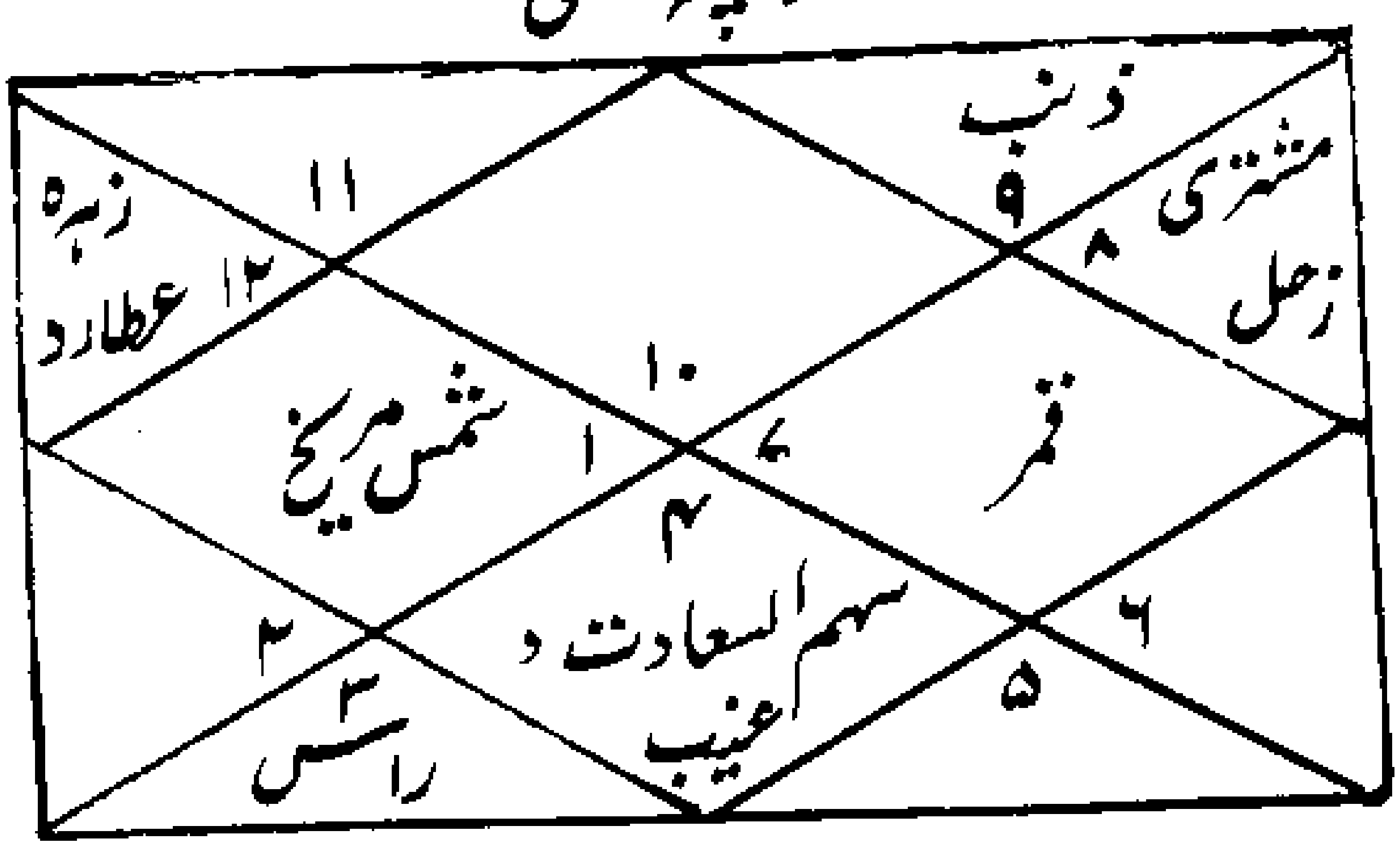
اختر امرتسری

# زائچہ اقدس

ولادت باسعادت، کیوانِ رسالت، مشتری سیرت، بہرام شجاعت، ناہید جمال، شمس الضحیٰ، بدرالدجیٰ، نورالہدیٰ، صاحبِ قاب قوسین، سید الکونین، ختم المرسلین، فخر الاولین، جناب محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

## تفاصیلِ ولادت

زائچہ شمسی




**تاریخ**

۳۰ / اپریل ۵۷۱ء تقویم کہنہ

۱۲ / ربیع الاول ۵۲ھ قبل از ہجرت

چیت شدی پتر وشی سمت ۶۲۸ بکرمی

بروز پیر دار

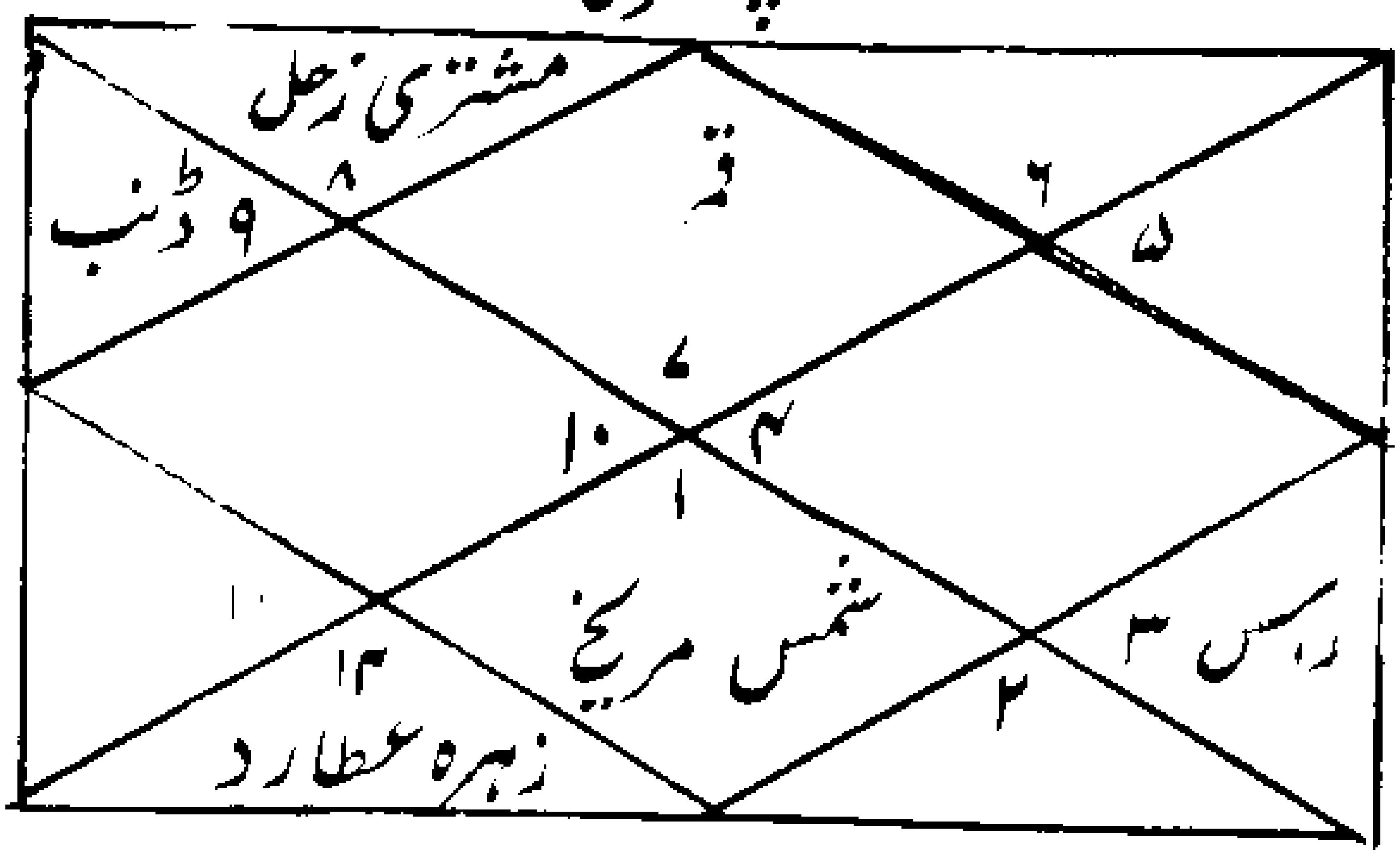
**مقام :**

مکہ معظمہ

عرض البلد ۲۰ - شمالی - ۲۱°

طول البلد ۴۱-شرقی-۴۰

زائچہ قمری




وقت :

گرینج میں ٹائم :

۱۰بجکر ۴۴ منٹ ۴۰ سیکنڈ شب

مقامی :

ایک بجکر ۲۵ منٹ ۳۶ سیکنڈ قبل طلوع

اشکال :

۴۹ گھڑی ۲۹ پل

یہ اُن کا زائچہ ہے جن کی تخلیق کی نسبت کچھ اس طرح مذکور ہے کہ اوّل ما خلق اللہ نُوری اور پھر ارشاد ہوتا ہے کہ فھو اولھم فی المسطور واخرھم فی الظہور۔

پیشِ از ہمہ شاہاں غیور آمدہ ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ

اے ختم رسل قریب تو معلوم شد دیر آمدہ زراہِ دُور آمدہ :

سورۃ الحجر میں مرقوم ہے کہ ہم نے انسان کو بجنے والی مٹی سے پیدا کیا۔ حدیث شریف میں مرقوم ہے کہ میں اُس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السّلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ع

آدم کا تھا خمیر تہ ظہور تھا

حقا کہ سب سے پہلے تمہارا ہی نور تھا

وہ ذاتِ گرامی جن کی ولادت باسعادت وجہ تخلیق کائنات ہو اُن کی نسبت کواکب اور بُرج کی بحث سے کیا استنباط کیا جاسکتا ہے۔ لیکن بحث کی ضرورت اس وقت آن پڑتی ہے جبکہ اہلِ ہند، علم نجوم جن کی گھٹی میں پڑا ہے بالعموم رام اور کرشن کے زیجاتِ ولادت کو اشرف الزیجات قرار دیتے ہیں۔

اُن کے نزدیک ہر دو اتاروں کے رُوپ میں بھگوان جلوہ گر ہوا تھا۔ بالفاظِ دیگر جب بھگوان کی ولادت بھی سیارگان کی اوضاع سے خالی نہیں پھر دیگر مخلوقات کی پیدائش کو کیونکر اُن کے اثرات سے مبرا سمجھا جائے۔ دوسرا اعتراض جو وارد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر موسیٰؑ کی ولادت کی خبر قبل از وقت سامری نے دے دی تھی تو حضورِ اقدسؐ کی ولادت باسعادت کی آمد کی اطلاعات بھی پیہم اور تواتر سے ملتی ہیں۔ اور پھر ولادت باسعادت بھی تو کسی مخصوص وقت پر وقوع پذیر ہوئی تھی۔ کیا وہ وقت اشرف الاوقات بروئے نجوم ثابت ہوتا ہے۔ غالباً یہی وجوہ ہوں گی جن کی بنا پر حضرت ابوالمعشر بلخیؒ نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا زائچہ مبارک استخراج کیا ہوگا۔ اپنے چھبیس۲۶ سالہ مطالعہ علم نجوم کی بنیاد پر میں یہ بات دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ حضورِ اکرمؐ کی ولادت باسعادت کا وقت یقیناً تخلیق کائنات کے بعد سے تخریب کائنات کے وقت تک سب اوقات سے ارفع و اعلیٰ تھا۔ اور میرے دعویٰ کی تصدیق اہلِ ہند کی جوتش پر مستند کتب کریں گی۔ میری نظر میں کرشن اور رام کے زیجات بھگوان کے نہیں بلکہ جگ دانوں کی ولادت پر دلیل ہیں۔ ان ہر دو حضرات نے اپنی زندگی میں کارہائے نمایاں ضرور انجام دیئے ہوں گے لیکن معیارِ نبوت ان سے کہیں بلند و بالا ہے۔

حضورِ اقدسؐ کے زائچہ ولادت میں چار کواکب مشرّف ہیں، لیکن رامچندر جی کے زائچہ ولادت میں پانچ کواکب شرفیافتہ۔ دو اپنے بروج میں پڑے ہیں۔ اور کچھ اسی قسم کی کیفیت کرشن جی کے زائچہ کی ہے۔ اتنے مضبوط الخط کواکب کے ہونے ہوئے بھی وہ بات نہیں بنتی جس کا اظہار تین کواکب کے شرف والا زائچہ جو مہاتما بدھ کا ہے، کرتا ہے۔ مہاتما بدھ کے زائچہ ولادت میں تین کواکب، ۱ شمس ۲ راس اور ۳ ذنب مشرّفہ پڑے ہیں۔

ان تین ستاروں کے علاوہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زائچہ ولادت میں چوتھا ستارہ جو مشرّف ہوا ہے وہ زہرہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بدھ کی تعلیمات اسلامی تعلیمات کا ملخص معلوم ہوتی ہیں۔ بُدھ کی تعلیمات حسبِ ذیل ہیں:۔

۱ : دیوی، دیوتاؤں کی پرستش فضول ہے۔ یہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان۔

۲ : درست ادراک، سچا مقصد، اچھی گفتار، نیک کردار اور اکلِ حلال سے حقیقی راحت مل سکتی ہے۔

۳ : سخت ریاضت اور عیش و عشرت دونوں ہی انسان کو سیدھے راستے سے بھٹکا دیتے ہیں۔

۴ : دُنیا دُکھوں اور مصیبتوں کا گھر ہے۔ اگر انسان اپنی خواہشات پر قابو پالے تو دکھ اور مصیبتیں دُور ہو جاتی ہیں۔

ہر کجے بینی جہانِ رنگ و بُو
آنکہ از خاکش بُروید آرزُو!

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ آج سے چودہ سو سال پیشتر دنیائے انسانیت پر سُکرات کا عالم طاری تھا، تہذیب و تمدن کے نازک اور حساس پھول [illegible] کی بادِ سموم سے مُرجھا چکے تھے۔ حُسنِ عمل کے زندگی بخشنے والے چشمے خشک ہو گئے تھے [illegible] انسانیت کرۂ الارض سے اُٹھ چکا تھا۔ ہر طرف بے چینی و بدامنی کے گھٹا ٹوپ سائے [illegible] چکے تھے۔ اور نفس پروری کی ظلمتوں کا طوفان اُمڈ آیا تھا۔ اطراف چاروں [illegible] ناامید ہو کر رہ رہ کر آسمان کی طرف اُٹھتی تھیں اور پکار پکار کر مَتٰی نَصْرُ اللّٰہ کہتی تھیں۔

چنانچہ قانونِ فطرت کے عین مطابق اس افسردگی و پژمردگی کو ختم کرنے کے لئے فاران کی چوٹیوں پر اس ربِّ ذوالمنن، کا ابرِ رحمت برسا جس سے طغیانی و سرکشی کی بادِ سموم عدل و احسان کی جاں بخش نسیمِ سحری میں بدل گئی۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اسی وقت مسعود کا زائچہ ولادت رقم فرمایا۔ جبکہ آسمان کی رفعتوں نے جھک کر زمین کی پستیوں کو مبارک باد دی کہ تیرے بخت بلند نے یاوری کی کیونکہ اب تیرے خوش نصیب ذرات

کو اس ذاتِ اقدس کی قدمبوسی کی سعادت نصیب ہو گی جس سے انسانیت مشرف ہو گی۔ انسانی سلسلۂ ارتقار کی آخری کڑی رونق افروزِ کائنات ہو گئی ہے۔ وہ آنے والا آ گیا، جو ملوکیت وقیصریت کے نظاموں کی بجائے آئینِ فطرت رائج کرنے والا تھا، جس کے ظہور سے ایرانی آتشکدوں کی آگ کے الاؤ سرد پڑ گئے۔

جور واستبداد کی طاغوتی طاقتیں جنہوں نے صدیوں سے اپنے پنجے گاڑے ہوئے تھے، کے پائے ثبات میں لغزش آ گئی۔ باطل کی تاریکیاں چھٹ گئیں کیونکہ آفتابِ نبوّت طلوع ہو گیا تھا جس کی نسبت اس کے بھیجنے والے نے فرمایا:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○

۵ : نیک اعمال کرنے، سچ بولنے سے انسان اپنی خواہشات پر قابو پا لیتا ہے۔

۶ : تمام انسان یکساں ہیں۔ ذات پات کی تعلیم بالکل فضول ہے۔

۷ : جیسا کوئی کرے گا ویسا بھرے گا۔

۸ : ہر انسان کو رحم دل ہونا چاہیئے اور بزرگوں کا ادب کرنا چاہیئے۔

۹ : جانوروں کی قربانی کچھ معنیٰ نہیں رکھتی۔ اگر کچھ نفع چاہتے ہو تو اپنی قربانی پیش کرو۔

۱۰ : انسانی زندگی ایک ختم نہ ہونے والا چکر ہے۔ اگر انسان نیک اعمال کرے گا، اور اپنی خواہشات پر قابو پا لے گا تو اُسے دائمی نجات مل جائے گی۔

گوتم بُدھ بھی راج پاٹ کو تیاگ کر اس ذاتِ حقیقی کی تلاش اس طرح نہ کرتا اگر اس کے زائچہ ولادت میں زُہرہ بحالتِ مضبوط واقع ہوتا۔ مگر قدرتِ کاملہ نے تو یہ فضیلت صرف حضور اکرم کے لئے ہی مخصوص کر رکھی تھی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: یا ایہا المزمل ○ قم الیل الا قلیلا ○ نصفه او انقص منه قلیلا ○ او زد علیه ورتل القرآن ترتیلا ○ دوسری طرف بدھ ہے کہ مسلسل چھ برس کی ریاضت سے

ہڈیوں کے ڈھانچے کی شکل میں گیا کے جنگلوں میں برگد کے تلے بیٹھا نظر آتا ہے۔ لیکن خالق کائنات اپنے محبوبؐ کو کس پیار بھرے انداز میں تاکید فرماتا ہے کہ اے کالی کملی اوڑھنے والے آپؐ نصف شب یا اس سے کچھ کم و بیش وقت کھڑے رہا کریں۔ اور قرآن پاک کو خوب صاف صاف پڑھا کریں۔ ! یہ نمایاں فرق بروئے دلائل نجوم زہرہ سے متعلق ہے جو بُدھ کے زائچہ میں کمزور اور حضور اقدسؐ کے زائچہ میں مشرف پڑا ہے۔

حضور اکرمؐ کی ولادت باسعادت کے وقت اُفق شرقی پر بُرجِ جدی کا بیسواں درجہ طلوع ہو رہا تھا۔ برج جدی منتطفۃ البروج کا دسواں بُرج، مثلثہ خاکی کا تیسرا برج ہے۔ برج مذکور لیلیٰ اور مؤنث ہے۔ لیلیٰ اُس بُرج کو کہتے ہیں جو بوقت شب اگر طلوع ہو تو یا قوت ہو جائے اور مؤنث ایسے برج کو کہتے ہیں جس میں حیا کا عنصر غالب ہو۔ وہ حضرات جن کی ولادت برج جدی کے تحت ہوتی ہے بالعموم تنظیم بندی اور نظم ونسق کے زیر وبم کو خوب سمجھتے ہیں۔ اور اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہوا کرتا ہے ہر برج کے تیس درجات میں سے کچھ درجات سعد اور کچھ نحس متصور ہوتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت جدی کا بیسواں درجہ طلوع تھا جو حکم عین سعادت کا رکھتا ہے۔ پس ظاہر ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت اعلیٰ قسم کی تنظیم کرنے والے اور نظم ونسق چلانے والے ہوں گے۔ چونکہ زائچہ میں زہرہ اور آفتاب مشرف پڑے ہیں۔ لہذا زبردست قسم کے عادل ہوں گے۔ چونکہ برج جدی منقلب برج ہے لہذا اسلام کے قوانین انسان پر ٹھونسے نہیں گئے بلکہ ان میں لوچ لچک رکھ کر اسلام کو آئینِ فطرت بنا دیا ہے۔ اس لئے برناڈ شا کہا کرتا تھا کہ "اسلام ہی وہ مذہب ہے جو ہر زمانے کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔"

متقدمین کا قول ہے کہ جب کسی زائچہ میں کوئی ایک سیارہ مشرف پڑا ہو تو وہ شخص بہترین خطیب ہوتا ہے اور اس کے کلام میں شعر کی طرح دلنشین ہونے والی زبردست کیفیت

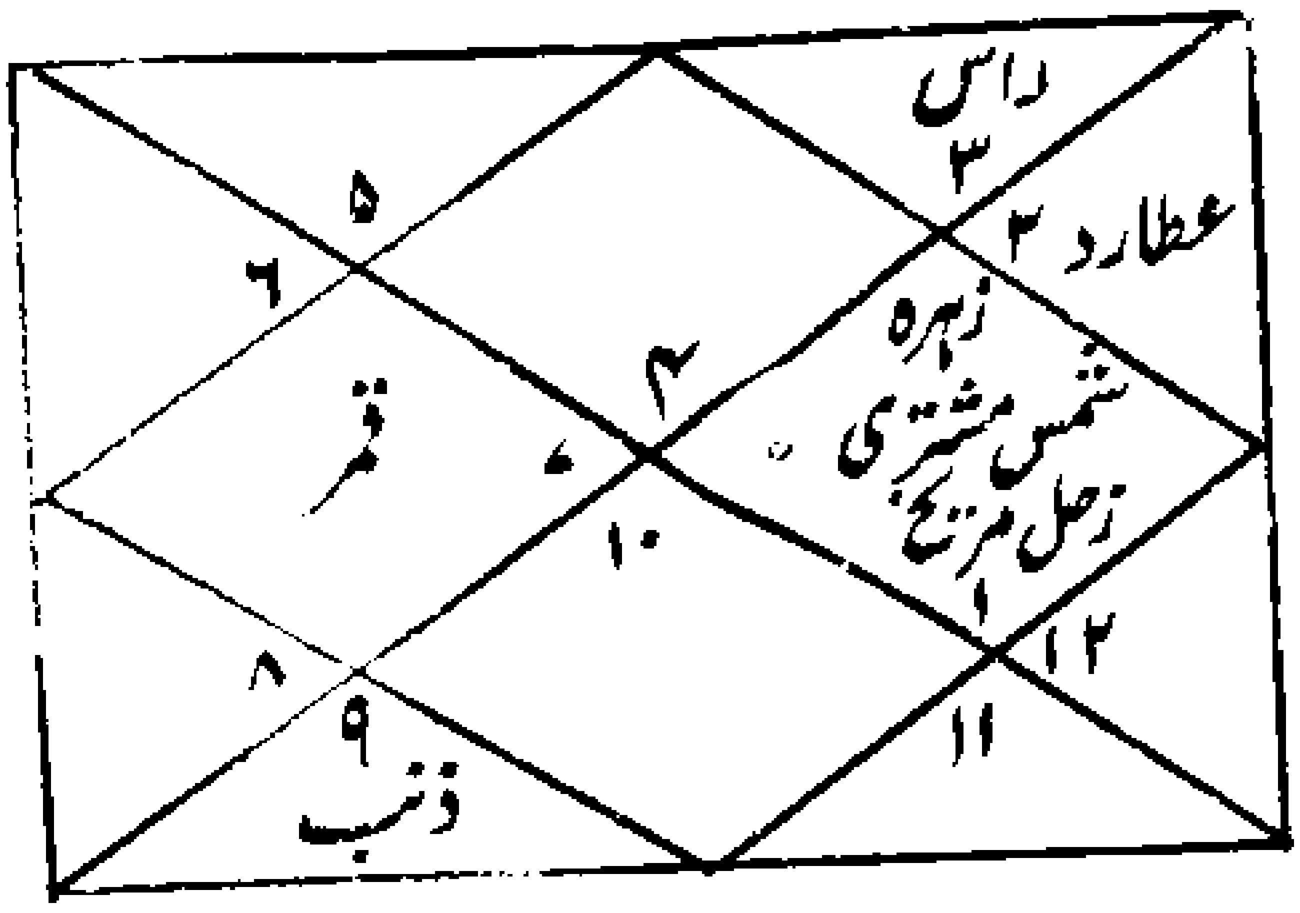
ہوتی ہے۔ وہ شخص بہت اقبال مند، بامراد اور مسعود الطبع ہوا کرتا ہے۔ (ملاحظہ فرمائیں: سارو الی باب پنجم، مسریکا ادھیائے شلوک ۱ تا ۱۲)

یہ حالت تو ہے اس ایک عام شخص کی جس کے زائچہ ولادت میں محض ایک سیّارہ مشرّف ہو۔ لیکن جس کے زائچہ ولادت میں چار کواکب شرفیافتہ پڑے ہوں تو اس صاحبِ زائچہ کی کیفیت کا کیا کہنا۔ سبحان اللہ۔

ہر زائچہ میں آفتاب شخصیت اور کوائفِ ظاہری کی عکاسی کرتا ہے اور راس امورِ باطنی کا مظہر ہوا کرتا ہے۔ حضورِ اکرمؐ کے زائچہ اقدس میں ہر دو کواکب شمس و راس مشرّف ہیں جو اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور انورؐ جیسے ظاہری اعتبار سے ارفع و اعلیٰ تھے، ویسے ہی باطنی اعتبار سے شرفیافتہ تھے۔ ممکن ہے کہ معترض یہ کہہ دے کہ شمس و راس تو بُدھ کے زائچہ میں بھی مشرّف تھے۔ اس ضمن میں مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ بُدھ بروئے نجوم بہت اونچا مقام رکھنے والے چند افراد میں سے ایک ہے لیکن اس کے زائچہ میں زہرہ اور مریخ کی کمزوری نے خداوندِ کریم کی ذات کا واضح اعلان کرنے سے جہاں اُسے باز رکھا ہے وہاں طالع کے بدل جانے کے باعث اس میں تنظیمِ ملّی کے رجحان کا فقدان ہے۔

یاد رہے کہ بُدھ کی ولادت طالع سرطان میں ہوئی تھی۔ اس کا زائچہ حسبِ ذیل ہے:

ولادت بدھ ۱۴ اپریل ۶۲۳ ق مسیح




بوقت نصف اللیل
عرض بلد ۸' شمالی ۲۷°
طول بلد ۵' شرقی ۸۳°

مگر زائچہ اقدس میں صاحبِ طالع بخانہ یازدہم واقع ہے۔ جو بنظرِ کامل طالع اور خانہ نہم

کو ناظر ہے۔ مزید برآں. صاحبانِ ششتم، نہم و دہم یعنی عطارد اور زہرہ سے تثلیث میں ہے
جو اس امر پہ غمازی کرتا ہے کہ حضورِ اقدسؐ ازحد باحیا، ذی مروّت اور ملنسار ہوں۔ جس سے
بات کریں اسے اپنا گرویدہ بنا لیں۔ صاحبِ ایمان کامل ہوں۔ زحل و مشتری کا خانہ پنجم میں
پوری نظر سے ناظر ہونا اس امر پہ دلالت کرتا ہے کہ حضورِ اقدسؐ کی اولادِ نرینہ زندہ نہ رہے
لیکن اولادِ اناث ہو۔

حضورِ اقدسؐ سخاوت میں مشہور ہوں۔ اور شہرہ آفاق دیانتدار ہوں۔ مشتری
در بازدہم قابض ہو کر خانجات سوم، پنجم اور ہفتم کو ناظر ہے جو اس امر پہ دلیل ہے کہ آنجنابؐ
بلند اقبال، متوسط العمر، نامور اور حاجت روائے عالم ہوں۔ شاہانِ وقت حضورؐ اقدس کا
ادب کریں اور خم کھائیں۔ مشتری معہ صاحبِ طالع کے بخانۂ دوستاں موجود ہے۔ لہٰذا حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبارؓ حضورؐ پہ پروانہ وار قربان ہونے کو سعادت سمجھیں۔
اور خدمت گزاری میں ایک دوسرے پہ سبقت لے جانے کی فکر میں رہیں۔ مشتری در یازدہم
کثیر الاموال ہونے پہ بھی دلالت کرتا ہے لیکن حالت زحل اس امر پہ غماز ہے کہ کالی کملی والا
اپنی ذات پہ بہت قلیل خرچ کرے۔ بیوت اثنا عشریہ میں سے طالع قوی سمجھا جاتا ہے اور
طالع سے دہم قوی تر۔ اس زائچۂ مقدس میں قمر بخانہ دہم پڑا ہوا ہے جو تقریباً بدرِ کامل
کی کیفیات کا حامل ہے۔ قمر چونکہ سیارۂ جمال ہے لہٰذا دلیل ہے کہ حضورِ اکرمؐ بدر کی مانند
سب ستاروں اور سیاروں میں خوبصورت اور دلکش دکھائی دیں، صاحبِ جمال ہوں۔
جناب امیر استراحت کنندۂ بستر رسولؐ علی مرتضیٰ شیرِ خداؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کا چہرۂ اقدس
بالکل گول نہیں تھا بلکہ گولائی لیے ہوئے تھا۔ جناب جابرؓ بن سمرہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ
چاندنی رات میں حضورؐ کو دیکھ رہا تھا۔ اس وقت آپؐ سرخ جوڑا زیب تن کیے ہوئے
تھے، میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آپؐ کو۔ بالآخر اس فیصلے پہ پہنچا کہ حضورؐ اکرم چاند سے
کہیں زیادہ حسین ہیں۔ جناب ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے زیادہ خوبرو کسی

کو نہیں دیکھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے آفتاب چمک رہا ہو۔ جناب ربیعؓ بنت معوذ فرماتی ہیں کہ اگر تم حضورؐ کو دیکھتے تو سمجھتے کہ سورج طلوع ہو گیا ہے۔ اور جناب کعبؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ خوشی میں حضورؐ کا چہرہ مبارک ایسا چمکتا، گویا چاند کا ٹکڑا ہے، اسی چمک کو دیکھ کر ہم آپؐ کی خوشی کو پہچان جاتے تھے۔ حضرت انسؓ نے کیا خوب کہا ہے کہ حضورؐ تکلّم فرماتے تو دانتوں سے چمک نکلتی ہوئی معلوم ہوتی۔ ریشم کا دبیز یا باریک کوئی کپڑا ایسا نہیں ہے جسے میں نے چھُوا ہو اور وہ حضورؐ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم اور گداز ہو۔ ابُوہریرہؓ کے نزدیک حضورؐ کا جسمِ اطہر گویا کہ چاندی سے ڈھلا ہوا تھا۔ بقول جناب علیؓ، رنگت سفید مائل بہ سُرخی تھی۔ آنکھیں سیاہ، چمکیلی اور دراز، پتلیاں سیاہ نظریں جھُکی ہوئی۔ گوشۂ چشم سے دیکھنے کا حیادار انداز، سفید حصے میں سُرخ ڈورے، آنکھوں کا خانہ لمبا اور قدرتی سُرمگیں، ناک مائل بہ بلندی، رخسار بے ہموار اور ہلکے، گوشت ذرا سا نیچے کو ڈھلکا ہوا، دہن مبارک بہ اعتدال فراخ، ابرُو خمدار باریک اور گنجان، جدا جدا، دونوں کے درمیان ایک رگ کا اُبھار جو جوش کے وقت نمایاں ہو جاتا۔ پیشانی کشادہ جس سے ہمہ وقت مسرّت جھلکتی تھی۔ پتلی لمبی گردن جیسے موتی سے تراشی گئی ہو۔ رنگ چاندی جیسی، اُجلی اور خوشنما۔ سرمتوازن بڑا جس پر قدرے خمدار بال تھے۔ درمیان میں نکلی ہوئی مانگ نہایت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ جسمِ اطہر پہ بال زیادہ نہ تھے۔ سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی۔ کندھوں، بازوؤں اور سینہ کے بالائی حصہ پر تھوڑے سے بال تھے۔ اعضا کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی اور مضبوط، بدن گٹھا ہوا، میانہ قد لیکن جب کسی مجمع میں کھڑے ہوتے تو دوسروں سے قد نکلتا ہوا معلوم ہوتا۔

اس مقدّس زائچے میں حسبِ ذیل اوضاعِ فلکی وقوع پذیر ہوئی ہیں:۔

(۱) پری جاتھا یوگ (۲) دہانہ یوگ (۳) اناپھا تھیا یوگ (۴) پری پہ برہما یوگ (۵) جیا یوگ (۶) پتر دمولا دھنا یوگ (۷) براتہ وورد ھی یوگ (۸) سری ناتھ یوگ۔

## بڑی جانتھا یوگ

صاحب طالع جہاں قابض ہو۔ اس گھر کا مالک اوتا دمیں قوی الحال ہو یا طرفین میں قابض ہو۔

## توضیح

اوسط عمر کے بعد صاحب زائچہ کے حالات دن بدن بہتر ہوتے جائیں اور ایک دن اس کی زندگی میں ایسا آجائے کہ وہ شاہوں سے خراج وصول کرے۔ مولود، جری اور بلند حوصلہ کا مالک ہو۔ اعلیٰ درجہ کا سیاست دان اور زبردست کمانڈر ہو۔ یہ یوگ عام راج یوگوں سے بدرجہا بہتر ہے۔

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ اسلام کے ظہور سے قبل زمین کے گوشے گوشے میں جبر و استبداد اور جور و جفا کا بازار گرم تھا۔ ایک طرف اگر مطلق العنان شہنشاہیت اور شخصی حکومتیں قائم تھیں جن میں کسی کو دم مارنے کی گنجائش نہ تھی۔ ہوا و ہوس، عیش و عشرت کا بازار گرم تھا تو دوسری طرف مذہبی پیشوا خدا اور اس کے بندوں کے درمیان ستون بن کر کھڑے تھے۔ یہ مذہبی ٹھیکیدار اپنے آپ کو عام انسانوں سے بالاتر سمجھتے اور جور و استبداد میں شاہان وقت سے کسی طرح کم نہ تھے۔

اسلام نے ایک طرف ان مذہبی پیشواؤں کا خاتمہ کر کے خدا اور بندے کے درمیان براہِ راست تعلق قائم کر دیا اور دوسری طرف شوریٰ کا نظام قائم کر کے مطلق العنانی پر کاری ضرب لگائی۔ اور حکومت کا یہ فرض ٹھہرایا کہ وہ کوئی کام بھی مجلس شوریٰ کی مرضی کے بغیر نہ کرے اور اس طرح حضورِ اکرمؐ نے پہلی جمہوری طرز حکومت کی بنیاد رکھی۔ آپؐ اپنے اصحابؓ سے برابر مشورے کرتے۔ بسا اوقات حضور اکرمؐ کی رائے صحابہ کبارؓ سے مختلف ہوتی لیکن حضورؐ اکثریت کی رائے کا احترام فرماتے اور اسے قبول کر لیتے۔ چنانچہ جنگِ اُحد کا واقعہ اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے جہاں حضورؐ نے اکثریت کی رائے کا احترام کرتے ہوئے شہر

سے باہر نکل کر کفّار سے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

اسلام نے مجلسی زندگی میں امیر و غریب کی تخصیص ختم کر دی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ بھی چوری کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ دوں گا۔ تم سے پہلی قومیں اس لئے ہلاک ہو گئیں کہ اگر ان میں سے کوئی معزز شخص کسی جُرم کا ارتکاب کرتا تو وہ اُسے چھوڑ دیتے لیکن غریب سے وہی جُرم سرزد ہونے پر اُسے پُوری پُوری سزا دی جاتی۔

عہدِ نبویؐ کے آخری دَور میں سرزمینِ عرب کا چپّہ چپّہ اسلامی حکومت کے زیرِ نگیں آچکا تھا۔ عرب سے ملحقہ علاقے بھی حضورِ اکرمؐ کی اطاعت قبول کر چکے تھے۔ اس زمانہ میں اسلامی سلطنت میں جو علاقے شامل تھے انہیں دو حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(۱) وہ علاقے جو فتح کے نتیجہ میں سلطنتِ مدینہ میں داخل ہوئے۔ ان علاقوں میں حضور اکرمؐ نے اپنے حاکم مقرّر فرمائے۔ فتح مکّہ کے بعد آپؐ نے خالدؓ بن ولید کو وہاں والی مقرّر فرمایا۔ حجاز اور نجد انہی علاقوں میں شامل تھے۔

(۲) وہ علاقے جو صُلح کے ذریعے سلطنتِ مدینہ میں داخل ہوئے۔ یہ وہ علاقے تھے جہاں اسلام سے قبل بادشاہتیں اور امارتیں قائم تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان بادشاہوں اور اُمرار کو معزول کرنے کی بجائے اُن کے عہدوں پر بحال رہنے دیا۔

## غیر ملکی باشندوں کی حیثیّت

اسلامی سلطنت میں عربوں کے علاوہ ایرانیوں، رُومیوں اور اہلِ حبشہ کی بھی آبادی تھی۔ ان میں حضرت سلمان فارسیؓ اور یمن میں مقیم ایرانی قبائل جنہیں ابنیار کے نام سے پکارا جاتا تھا حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ رُومیوں میں حضرت صہیبؓ رُومی اور دیگر متعدد عیسائیوں نے حضورؐ کی متابعت اختیار کر لی۔ اہلِ حبشہ میں سے جناب بلال حبشیؓ اور چند دیگر غلام حضورؐ کی غلامی میں داخل ہوئے۔ یہودیوں میں سے حضرت عبداللہ اور چند دیگر لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اسلام نے ان لوگوں سے مکمل مساوات کا سلوک کیا اور عربوں کی اکثریت

کے باوجود ان کی کوئی فوقیت نہ رہی۔ کیونکہ خداوند کریم نے حضور اکرمؐ کو تمام جہان کے لیئے مبعوث فرمایا ہے۔ اس لیئے حضور اقدسؐ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ: "تمام لوگ کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں۔ کسی عربی کو عجمی پہ اور کسی عجمی کو عربی پہ تقویٰ کے سوا اور کسی وجہ سے فضیلت حاصل نہیں ہے۔

اسلامی ریاست کا بنیادی اصول یہ ہے کہ قومیت اور ذات پات اور حسب نسب کا لحاظ کیئے بغیر بنی نوع انسان کی خدمت کی جائے۔ کامل مساوات قائم کی جائے۔ اس لیے حضرت سلمان فارسیؓ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مشیر خاص مقرر فرمایا۔ حضرت بلال حبشیؓ کو صرف مؤذن بنانے پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ انہیں خازن کا عہدۂ جلیلہ بھی عطا ہوا۔

## رسول اللہؐ کا حربی نظام

استعماری طاقتوں کی طرح اسلام نے جنگ کو دوسری قوموں پر تسلط جمانے کے لیئے کبھی استعمال نہیں کیا۔ اور نہ جنگ کو انتقام کا ذریعہ بنایا بلکہ جنگ کو غیر انسانی افعال سے دور رکھنے کے لیے چند ضابطے مقرر کیئے جن کو ملحوظ رکھنا اسلامی سلطنت کا فرض ہے۔:

(۱) جنگ ہمیشہ مدافعانہ ہونی چاہیئے۔

(۲) مدافعانہ لڑائی صرف اس حد تک ہونی چاہیئے کہ جارحیت کا سدِ باب ہو سکے۔ اور وسیع پیمانے پر بہیمانہ خونریزی نہ ہو۔

(۳) فریق مخالف اگر جنگ سے رک جائے تو مسلمان بھی لڑائی بند کر دیں۔

(۴) جب دشمن صلح کی درخواست کرے تو اسے قبول کر لیا جائے۔

(۵) لوگوں کو آگ میں نہ جلایا جائے اور مقتولین کا مثلہ کرنا ناجائز ہے۔

(۶) سامان رسد روک کر دشمن کو بھوکا مارنا جائز نہیں۔

## رھانہ یوگ

صاحبِ طالع بخانہ، یاز دہم قابض ہو۔

توضیح : مولود کے پاس ذرائع نقل و حمل موجود رہیں اور وہ آسُودہ حال رہے۔

## انا پا نتھیا یوگ

اگر مشتری، صاحبِ طالع، صاحبِ ہفتم اور صاحبِ پنجم کمزور ہوں تو انا پا نتھیا یوگ وقوع پذیر ہوتا ہے۔

توضیح : مولود کے اولادِ نرینہ نہیں ہوتی۔ اگر پیدا ہو بھی جائے تو صغر سنی میں ہی وہ اِس دارِ فنا سے کُوچ کر جائے۔

## پوری یوں بوھما یوگ

اگر سعد سیارے صاحبِ دوم سے آٹھویں یا بارھویں واقع ہوں یا راس زحل سے ہشتم میں پڑتا ہو تو مولُود ماہرِ علُوم ہو۔ سچّا اور نیک مشہور ہو۔ دشمنوں پر فتح پا کر بھی انہیں معاف کر دے۔ ہر کسی کا ہمدرد ہو اور تمام امورِ نیکی کے ہی سر انجام دے۔ فتحِ مکّہ کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جو سلوک اہالیانِ مکّہ سے کیا وہ محتاجِ بیان نہیں۔ اپنے خون کے دشمنوں کو معاف کر دینا جبکہ وہ شکست خوردہ سامنے موجود ہوں یہ فضیلت حضورِ اقدس ؐ کا ہی حصّہ ہے۔

## پتر و مولا دھنا یوگ

اگر صاحبِ دوم مشتری کے ہمراہ قابض ہو تو پتر و مولا دھنا یوگ بنتا ہے جس کی تاثیر سے مولود بتوسّط اپنی اولاد یا پیرو کاروں کے زرِ خطیر پر قابض ہو جاتا ہے۔

## بھراترو وردھی یوگ

صاحبِ سوم کے ہمراہ اگر سور واقع ہو یا کوئی سعد بخانہ، سوم واقع ہو اور صاحبِ سوم سے اچھی نظر بنائے تو مولود اپنے برادرانِ حقیقی ہوں یا نسبتی، برادری سے ہوں یا رضاعی

کے توسط سے بہت پھلے پھولے۔

## جیا یوگ

جب صاحب ششم ہبوط یا وبال زدہ ہو۔ اور صاحب دہم مشرف، تو مولود خوش و خرم ہوگا۔ تمام مہمات میں دشمنوں پر فتح پائے۔ مایوسی اس کے نزدیک گناہ ہوتی ہے۔

## سری ناتھ یوگ

صاحب ہفتم قابض بہ دہم ہو اور صاحبان نہم و دہم زائچہ میں کسی جگہ اکٹھے پڑے ہوں تو مولود کے جسم پر مامور من اللہ ہونے کا ثبوت موجود ہوتا ہے۔ جیسے حضور اکرمؐ کے جسم اطہر پر مہر نبوت تھی۔ جتنا مضبوط یہ یوگ ہوگا ویسا ہی اعلیٰ نشان جسم مولود پر ہوگا۔ اس یوگ کی اعلیٰ ترین مثال حضور اکرمؐ ہیں۔

ان اوضاع فلکی کے علاوہ چند اوضاع قیاسی بھی زائچہ اقدس میں نظر آتے ہیں۔ صاحب طالع بخانہ یازدہم اور صاحب ہفتم بخانہ دہم قابض ہو کر خانہ دوم کو دیکھتے ہیں۔ یہ وضع اس بات پر دلیل ہے کہ جو کوئی حضور انورؐ کو ایک بار دیکھ لے اُن کے حسن کا گرویدہ ہو جائے اور جو کوئی انہیں بولتے ہوئے سُن لے وہ اس شیریں گفتار کو زندگی بھر نہ بھول سکے۔

مریخ صاحب چہارم و یازدہم وتد الارض میں بحالت عروج پڑا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اقدسؐ نہایت ذی العقل، صاحب فراست، شہرۂ آفاق ہوں۔ مگر آفتاب سے مقارن کے باعث اُمی ہوں۔ شفقت مادر و پدر سے محروم ہو جائیں۔ اپنے آبائی شہر سے نقل مکانی کریں۔ یہی وضع فلکی کثرت ازدواج پر دلالت کرتی ہے۔ شرف شمس اس بات پر دلیل ہے کہ حضور انورؐ سخی القلب اور کریم النفس ہوں۔ مجالس فصاحت میں نہ صرف فصیح بلکہ افصح البیان اور جوامع الکلام ہوں۔ زہرہ کا صاحب پنجم و دہم ہو کر شرف یافتہ ہونا دلیل اس امر پر ہے کہ حضور اکرمؐ پوشیدہ خیرات کرنے والے ہوں۔ زہرہ صاحب اولاد،

چونکہ عطارد کے ہمراہ بُرج مؤنث میں واقع ہے لہٰذا حضورؐ کی اولاد اناث پر دلیل ہے۔ الحاق زہرہ و عطارد اس امر پر بھی گواہی دیتا ہے کہ حضور اقدسؐ راہبانہ زندگی سے بچنے اور پیہم عمل کی تلقین فرمانے والے ہوں۔ کیونکہ عمل کا سیارہ زائچہ میں شرف پڑا ہے۔ عطارد در سوئم، فتنہ و فساد و ایذا دہی کا سبب بنا کرتا ہے۔ خانہ سوم برادران عزیز و اقارب سے منسوب ہے۔ لہٰذا حضور اکرمؐ کو اپنے ہی عزیز و اقارب سے تکلیف پہنچے۔ اور تکلیف بھی بوجہ تبلیغ دین ہو کیونکہ عطارد صاحب نہم قابض در سوم نہم کو بنظر کامل ناظر ہے۔

محمدؐ عربی کہ آبروئے ہر دو سرا است
کسے کہ خاکِ درش نیست خاک بر سر اوست

زائچہ اقدس میں سہم السعادت و سہم الغیب بخانہ ہفتم ہر درجے پڑے ہیں۔ جو اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریمؐ فی الواقع مدینۃ العلم تھے۔ ماضی، حال مستقبل کی نسبت کماحقہٗ جانتے تھے۔ عام زیچات میں اگر سہم الغیب کسی بھی وتد میں پڑ جائے تو صاحب زائچہ ہر قسم کے سوالات کے جواب بلا کم و کاست دینے کی مکمل اہلیت رکھتا ہے، خواہ وہ چٹا اَن پڑھ ہو۔ وہ اتنا سیف زبان ہوتا ہے کہ جو کچھ کہہ دے وہ پورا ہو جایا کرتا ہے۔ بالفاظِ دیگر وہ بات ہی وہی کرتا ہے جو ہوتی ہوتی وہ دیکھ لیا کرتا ہے۔ سہم الغیب کے ساتھ سہم السعادت خانہ ہفتم میں پڑا ہے اور صاحبِ ہفتم بخانہ دہم اور صاحبِ دہم زہرہ مشرف مقام سہم الغیب و سعادت کو عطارد کے ہمراہ بیٹھ کر ناظر ہے جو دلیل اس امر پر ہے کہ حضور نبی کریمؐ جس بیمار کو چھو لیں اس کی بیماری سلب ہو جائے اور بیمار چشم زدن میں تندرست ہو جائے۔ حضرت سعدؓ ابن وقاص، حضرت سلمہؓ بن اکوع اور جناب سہیلؓ بن سعد چشم دید گواہوں سے روایت ہے غزوہ خیبر میں جب آپؐ نے حضرت علیؓ کو علم عطا فرمانے کے لئے یاد فرمایا تو معلوم ہوا کہ ان کی آنکھوں میں شدید قسم کا آشوب ہے۔ چنانچہ سلمہؓ ابن اکوع جناب علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر لائے۔ حضورِ اکرمؐ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعابِ دہن مَل دیا اور دَم فرمایا۔ وہ اسی وقت

اچھی ہوگئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُن کی آنکھوں میں کبھی درد تھا ہی نہیں۔ غزوۂ حنین میں جناب خالدؓ بن ولید کے پاؤں میں زخم آگیا۔ جب لڑائی ختم ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب کی اقامت گاہ پر تشریف لے گئے۔ وہ اس وقت کجاوہ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ آپؐ نے اُن کے زخم پر ایک نگاہ ڈالی اور لعابِ دہن ڈال دیا۔ زخم اچھا ہوگیا۔ سُبحان اللہ۔ لعابِ دہن کیا تھا آبِ حیات سے سوا تھا۔ کھاری کنوئیں میں ڈالیں تو وہ اپنی کھار چھوڑ کر میٹھا بن جائے لعابِ دہن تو لعابِ دہن تھا۔ اس شیریں گفتار کے قول اور فرمان کی تاثیر ملاحظہ فرما دیں۔ ایک اندھا حضورؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر طالبِ بینائی ہوا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو صبر کرلو کہ یہ تمہارے لئے اچھا ہے۔ اندھے نے عرض کیا یا رسول اللہؐ دُعا کیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرکے یہ دُعا مانگو کہ خداوندا! اپنی رحمت والے پیغمبرؐ کے وسیلہ سے میری حاجت پوُری کردے۔ اُس نے ایسا ہی کیا اور فوراً اچھا ہوگیا۔ ایک دو امثلہ اور ملاحظہ فرمایئے۔ حضرت عبداللہؓ بن عتیک قلعہ میں داخل ہوکر جب ابو رافع یہودی کو قتل کرکے واپس آنے لگے تو کوٹھے کے زینے سے گر پڑے۔ جس سے ان کی ایک ٹانگ میں سخت چوٹ آئی۔ پہلے پہل تو چوٹ کی شدت محسوس نہ ہوئی لیکن تھوڑے وقت کے بعد نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان کے ساتھی ان کو اٹھا کر حضورِ اقدسؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ عرض کیا۔ آپؐ نے اس کی ٹانگ پر مسح کردیا اور وہ فوراً بالکل اچھی ہوگئی اور یوں معلوم ہونے لگا کہ کبھی چوٹ لگی ہی نہ تھی۔ اسی طرح غزوۂ خیبر میں تلوار کا ایک گہرا زخم جناب سلمہؓ بن اکوع کی ٹانگ پر لگ گیا۔ وہ آنحضرتؐ کے پاس آئے۔ آپؐ نے اس پہ تین مرتبہ دم کیا۔ پھر

انہیں کوئی تکلیف باقی نہ رہی صرف زخم کا نشان باقی رہ گیا تھا۔ سبحان اللہ! (ماہنامہ سلسبیل، فروری ۱۹۶۶ء ص ۴۶ - ۶۰)

ماہنامہ سلسبیل فروری ۱۹۶۶ء

مفید عالم جنتری ۱۹۵۰ء

مفید عالم جنتری ۱۹۶۳ء

رسالہ "النجوم" ستمبر ۱۹۶۰ء

بقیہ : حواشی صفحہ ۱۲۸ سے آگے

## حواشی

۱ یونس ۱۰ : ۵۸ ۲ الاحزاب ۳۳ : ۴۷

۳ الانبیاء ۲۱ : ۱۰۷ ۴ الضحیٰ ۹۳ : ۱۱

۵ مسلم شریف

۶ "حمد و نعت" - مرتب راجا رشید محمود، حصہ دوم ص ۱۴، مکتبہ ایوانِ نعمت نیو شالامار کالونی لاہور۔

۷ بخاری شریف ۲ : ۷۶۴ ۸ فتح الباری ۹ : ۱۴۵

۹ میلاد النبی، مرتب راجا رشید محمود۔ حصہ اول، ص ۴۲ - ۴۳

۱۰ ایضاً

۱۱ شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب "مختصر سیرۃ الرسول"، ص ۱۳ مطبوعہ جہلم

۱۲ ابن جوزی۔ مولد العروس۔ ص ۹ مطبوعہ دارالکتب بیروت (لبنان)

۱۳ مکتوبات مجدد۔ جلد سوم، ص ۷۲ ۱۴ ایضاً

۱۵ الدرالثمین ص ۴۰ بحوالہ منہاج القرآن (ماہنامہ) نومبر ۱۹۸۷ء ص ۹۱

۱۶ فیصلہ ہفت مسئلہ، ص ۵ مطبوعہ قیومی پریس کانپور

# بارھویں ربیع الاوّل اور شعرائے کرام

شعرائے کرام نے بارہ ربیع الاوّل کو اپنے نعتیہ کلام میں بڑے خوبصورت انداز میں نظم کیا ہے۔ چند ایک اشعار بطور نمونہ ملاحظہ ہوں۔

---

ربیع الاوّل اُمیدوں کی دنیا ساتھ لے آیا
دُعاؤں کی قبولیت کو ہاتھوں ہاتھ لے آیا
خُدا نے ناخُدائی کی خود انسانی سفینے کی
کہ رحمت بن کے چھائی بارھویں شب اس مہینے کی

(ابوالاثر حفیظ جالندھری)

سحر ہے یہ ربیع الاوّلیں کی بارھویں شب کی
یہی تو وقت ہے تکمیل مہتاب رسالت کا

(میر اُفق کاظمی امروہی)

ربیع الاوّلیں کا پاک وخوش منظر مہیا تھا
یہ روشن چاند شرحِ آیتِ "نورمبینا" تھا
مبارک بارھویں تاریخ تھی اور پیر کا دن تھا
شرف کی رات، عزت کی سحر، توقیر کا دن تھا

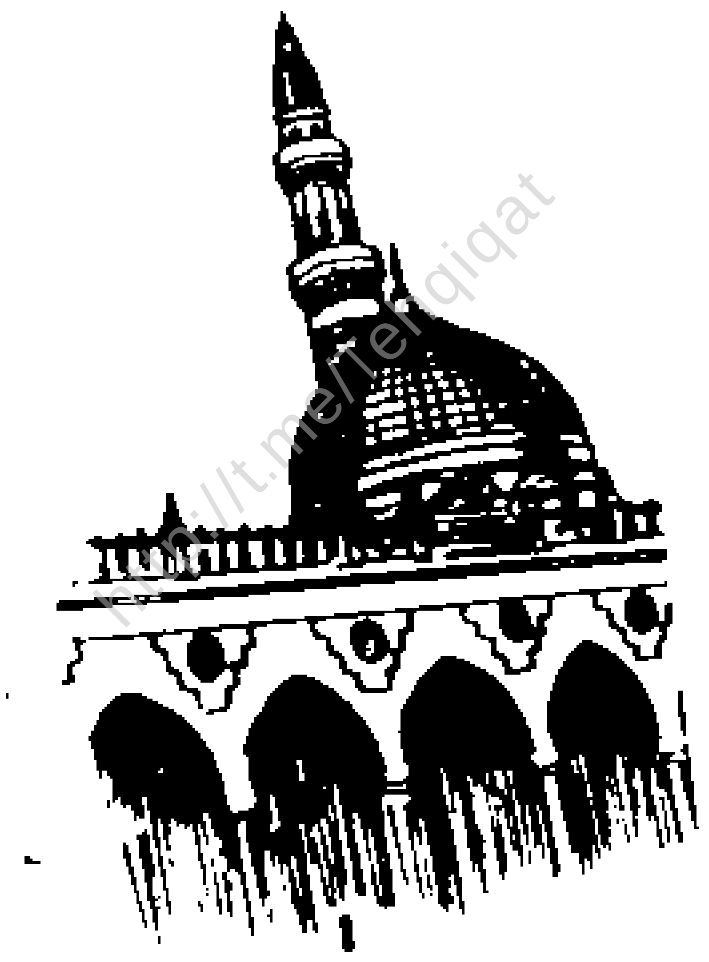
(علامہ ضیاء القادری)

اہلِ دل جانتے ہیں شانِ ربیع الاوّل
آنکھ والوں کو ہے عرفانِ ربیع الاوّل

ہر مہینے پہ فضیلت ہے مدارج میں اسے
ہر مہینہ ہے ثناخوانِ ربیع الاوّل

اس کی جو بارھویں تاریخ ہے تاریخی ہے
یہی دن ہے بخدا جانِ ربیع الاوّل

(عزیز حاصلپوری)



# ہزار عید سے بھاری ہے بارھویں تاریخ

سحابِ رحمت باری ہے بارھویں تاریخ
کرم کا چشمۂ جاری ہے بارھویں تاریخ

ہمیں تو جان سے پیاری ہے بارھویں تاریخ
عدو کے دل کو کٹاری ہے بارھویں تاریخ

اسی نے موسمِ گل کو کیا ہے موسمِ گل
بہارِ فصلِ بہاری ہے بارھویں تاریخ

بنی ہے سرمۂ چشمِ بصیرت و ایمان
اٹھی جو گردِ سواری ہے بارھویں تاریخ

ہزار عید ہوں ایک ایک لحظہ پہ قربان
خوشی دلوں پہ وہ طاری ہے بارھویں تاریخ

فلک پہ عرش بریں کا گمان ہوتا ہے
زمینِ خلد کی کیاری ہے بارھویں تاریخ

تمام ہو گئی میلادِ انبیاء کی خوشی :
ہمیشہ اب تری باری ہے بارھویں تاریخ

دلوں کے میل دھلے گل کھلے سرور ملے :
عجیب چشمۂ جاری ہے بارھویں تاریخ

چڑھی ہے اوج پہ تقدیر خاکساروں کی :
خدا نے جب سے اتاری ہے بارھویں تاریخ

خدا کے فضل سے ایمان میں ہیں ہم پُورے
کہ رُوح میں ساری ہے بارھویں تاریخ

ولادتِ شہِ دیں ہر خوشی کی باعث ہے
ہزار عید سے بھاری ہے بارھویں تاریخ

ہمیشہ تو نے غلاموں کے دل کئے ٹھنڈے
جلے جو تجھ سے وہ ناری ہے بارھویں تاریخ

خوشی ہے اہلِ سُنن میں مگر عدُو کے یہاں
فغان و شیون وزاری ہے بارھویں تاریخ

جدھر گیا سُنی آواز یا رسول اللہ
ہر ایک جگہ اُسے خواری ہے بارھویں تاریخ

عدُوّ ولادتِ شیطاں کے دن منائے خوشی
کہ عید، عید ہماری ہے بارھویں تاریخ

حسنؔ ولادتِ سرکارؐ سے ہوا روشن
مرے خدا کو بھی پیاری ہے بارھویں تاریخ

(مولانا حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

# پیارے نبی صلِّ علیٰ پیدا ہوئے

لو اُٹھو، حضرت محمد مصطفیٰؐ پیدا ہوئے
اُمّتی گو، شافعِ روزِ جزا پیدا ہوئے

سب سے پیچھے ہیں مگر سب سے مقدم خلق ہیں
پیشوا و سرگروہِ انبیاءؑ پیدا ہوئے

دن دوشنبہ کا تھا وہ اور بارھویں تاریخ تھی
صبح صادق تھی کہ وہ شمس الضحیٰ پیدا ہوئے

نُور سے ان کے منوّر ہو گئے ارض و سما،
جن کے نورِ پاک سے ارض و سما پیدا ہوئے

سب پیمبرؑ لائے جن کی آمد آمد کی خبر
آج وہ سلطانِ ختم الانبیاءؑ پیدا ہوئے

آسمانوں سے سِوا، رُتبے میں ہے وہ سرزمیں
جس جگہ وہ باعثِ ارض و سما پیدا ہوئے

بعد آدمؑ شش و ہفصد و پنجاہ سال:
جب ہوئے پُورے تو وہ نُورِ خدا پیدا ہوئے

بیٹھ کر حافظؔ نبی پاکؐ پہ بھیجو درود:
یُوں کہو پیارے نبی صلِّ علیٰ پیدا ہوئے

(حافظ پیلی بھیتی)

# میلاد کی شرعی حیثیت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے ارشاد فرمایا :

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط لہ

" آپ فرما دیجئے کہ (ایمان والو) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی پر خوشی کرو۔"

علماء فرماتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے مراد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذات اقدس ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے ؛ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝ ؎ مومنوں کو بشارت ہو کہ آپ کی ذات اُن پر اللہ کا سب سے بڑا کرم ہے"۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رحمت ہونے میں کون شک کر سکتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ؛ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ ؎ رحمتِ باری تعالیٰ اور فضل خداوندی پر فرحت وانبساط کا اظہار کرنا ربّ ذوالجلال کے حکم کی تعمیل کرنا ہے۔ چونکہ حضور سیّدِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس بزمِ گیتی میں قدم رنجہ فرمانا اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسانِ عظیم ہے۔ اس لئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس یوم سعید کو اس دنیائے آب وگل میں تشریف لائے اُس دن مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ابتہاج ومسرت کی ہر ممکن صورت اختیار کریں۔ اور حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ مقدس کریں۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے ؛

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ؎ (اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو)

بخاری شریف کے مطابق حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات نعمۃ اللہ ہیں۔ اس لئے یومِ میلاد کو حضور پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوب ذکر کرنا چاہیئے۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا ہر پیر کو روزہ رکھا کرتے تھے جیسا کہ

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

انه سئل عن صيام يوم الاثنين فقال ذلك يوم ولدت فيه و انزلت علىّ فيه النبوة ؕ

"حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ پیر کے دن روزہ کیوں رکھتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اسی دن پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی کی ابتدا ہوئی۔"

اس سے واضح ہو گیا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہر ہفتے میں ایک بار یعنی پیر کے دن اپنی میلاد منایا کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں بھی آپ کی ولادت کا ذکر کر کے اظہار مسرت کیا کرتے تھے۔ حاکم د طبری میں ہے کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھ کو اجازت دیجئے کہ کچھ آپ کی مدح کروں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہو، اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سالم رکھے۔ انہوں نے آپ کے جو نعت پڑھی اُس کے دو شعر ملاحظہ فرمائیے :

وَ اَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ

فَنَحْنُ فِیْ ذٰلِكَ الضِّیَاءِ وَفِی النُّوْرِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

ترجمہ : "اور جب آپ پیدا ہوئے آپ کے نور سے زمین چمک اٹھی اور آفاق روشن ہو گئے۔ تو ہم اسی ضیاء و نور میں ہیں اور ہدایت کے راستوں پر چل رہے ہیں۔"

میلاد شریف پر فرحت و مسرت کا اظہار کرنے والوں پر رب کریم کا فضل و انعام ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں ابولہب کے مر جانے کے بعد بعض لوگوں کو خواب میں ملنے کا واقعہ موجود ہے۔ جب ابولہب کو اُس کی کنیز ثویبہ نے حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی ولادت کی نوید سنائی تو اُس نے ثویبہ کو اس خوشی میں آزاد کر دیا۔ حضرت عروہ رضی اللہ

عنہ فرماتے ہیں :

فلما مات ابولهب اريه بعض اهله بشر حيبة قال له ماذا لقيت قال ابولهب لم الق بعدكم غير انى سقيت فى هذه لعتاقتى ثويبة ؎

"ابو لہب کے مرنے کے بعد اہل خانہ میں سے بعض لوگوں نے اسے خواب میں بری حالت میں دیکھا اور اس سے پوچھا۔ کیا حال ہے۔ اُس نے کہا یہاں میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں۔ کبھی اس سے راحت نہیں ہوتی۔ ہاں تھوڑا سا سیراب کیا جاتا ہوں۔ اس لئے کہ میں نے (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں) ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔"

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے :

ذكر السهيلى ان العباس قال لما ابو لهب رأيتهٗ فى منامى بعد حول فى شر حال فقال مابقيت بعدكم راحة الا ان العذاب يخفف عنى فى كل يوم اثنين۔ قال وذلك ان النبى صلى الله عليه وسلم ولد يوم الاثنين وكانت ثويبة بشرت ابالهب بمولده ماعتقها۔ ؎

ترجمہ : " سہیلی نے ذکر کیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو لہب جب مر گیا۔ تو میں نے ایک سال بعد اُسے خواب میں دیکھا کہ بہت بُرے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تمہارے بعد مجھے کوئی راحت نصیب نہیں ہوئی۔ لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ اس وجہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے اور ثویبہ نے ابو لہب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی۔ تو ابو لہب نے اسے آزاد کر دیا تھا۔"

یہ روایت امام عبدالرزاق الصنعانی نے المصنف میں (جلد ۷ ص ۴۷۸) حافظ نے الدلائل میں، ابن کثیر نے "السیرۃ النبویۃ من البدایۃ" (جلد ا۔ص ۲۲۴) میں، ابن الدبیع الشیبانی نے حدائق انوار میں (ج ا، ص ۱۳۴) میں، حافظ البغوی نے شرح السنۃ (ج ۹، ص ۷۶) میں، ابن ہشام اور سہیلی نے الروض الانف (ج ۵، ص ۱۹۲) میں، العامری نے بہجۃ المحافل (ج ا ص ۱۴) میں روایت کی ہے۔ بیہقی کہتے ہیں کہ یہ روایت جو اگرچہ ایک مرسل روایت ہے، قابلِ قبول ہے، کیونکہ امام بخاری نے اسے نقل کیا ہے۔[۹]

حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی فرماتے ہیں: "یہ ایک کافر تھا۔ اس کی مذمت میں یہ آیت نازل ہوئی (تَبَّتْ یَدَا) اس کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلتا رہے گا۔ روایت میں ہے کہ پیر کو اس کا عذاب ہمیشہ ہلکا کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر اُسے خوشی ہوئی تھی۔ لہذا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے کہ ساری عمر حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خوش رہا اور ایک موحد کی حیثیت سے اپنے اللہ سے جا ملا۔[۱۰]

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لختِ جگر شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی نے بھی لکھا ہے: "ابولہب کافر نے ولادتِ نبوی ﷺ کی خوشی میں اپنی کنیز ثویبہ کو آزاد کیا تو اس کافر کو قبر میں ہر پیر کو سکون بخش مشروب چوسنے کو ملتا ہے تو اس موحد مسلمان کا کیا حال ہوگا جو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی منائے"۔[۱۱]

محدث ابن جوزی نے یہ روایت اپنی کتاب "مَوْلِدُ الْعَرُوْس" میں نقل کی ہے:

وَمَنْ اَنْفَقَ فِیْ مَوْلِدِہٖ دِرْھَمًا کَانَ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَہٗ شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا وَاَخْلَفَ اللّٰہُ عَلَیْہِ بِکُلِّ دِرْھَمٍ عَشْرًا"۔[۱۲]

ترجمہ: "جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد میں ایک درہم خرچ کیا تو

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لئے شافع مشفع ہوں گے اور میلاد میں خرچ کئے گئے ہر درہم کے عوض اللہ تعالیٰ اس کو دس درہم زیادہ ثواب ثواب عطا فرمائے گا۔"

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"۱۲۔ ربیع الاوّل کو ہم نے نیازِ نبوی ؐ کے لئے قسم قسم کے کھانے پکانے اور ایک محفلِ مسرت قائم کرنے کو کہا۔" [۱۳]

اسی مکتوب میں آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں کہ :

"اچھی آواز کے ساتھ قرآن، قصیدے، نعت شریف اور فضائل بیان کرنے میں کیا مضائقہ ہے؟" [۱۴]

"الدر الثمین" میں حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنے والدِ گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں :

"میں ہر سال ہمیشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کے موقع پر کھانے کا اہتمام کرتا تھا۔ لیکن ایک سال میں کھانے کا انتظام نہ کر سکا۔ ہاں کچھ بھنے ہوئے چنے لیکر میلاد کی خوشی میں لوگوں میں تقسیم کر دئے۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی خوشی کی حالت میں تشریف فرما ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں۔" [۱۵]

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں فرماتے ہیں :

"اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفلِ مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔" [۱۶]

حواشی صفحہ ۱۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں